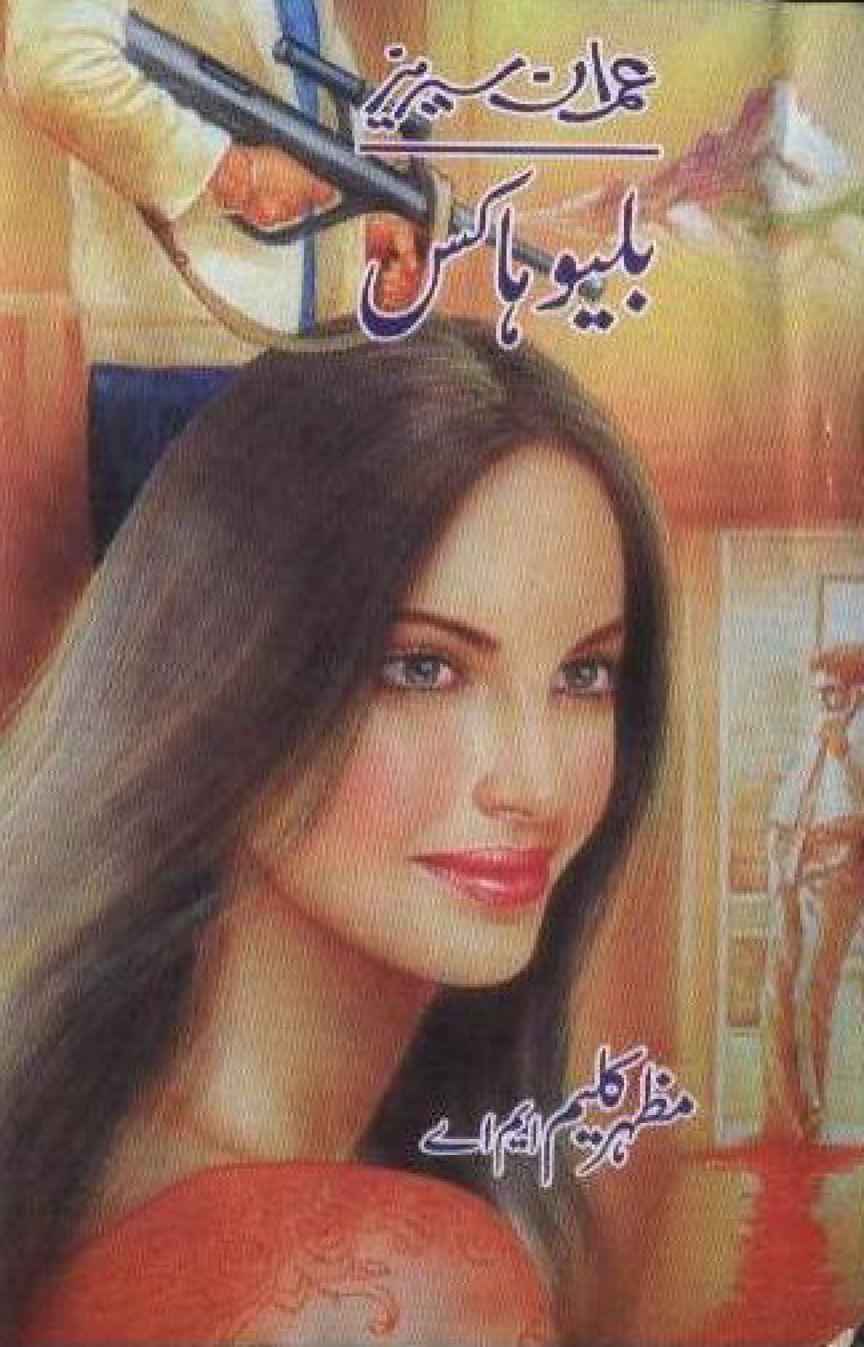
عمران سیریز
بلیو ہاکس
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

بلیو باکس

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

s4sheikh@gmail.com

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

s4sheikh@gmail.com

چند باتیں

محترم قارئین ۔ سلام مسنون ۔ نیا ناول " بلیو باکس " آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ یہ ناول ایکریمیا کی ایک خفیہ ترین لیبارٹری کو ٹریس کرنے اور پھر اسے تباہ کرنے کی خوفناک جدوجہد پر مشتمل ہے ۔ بات درست ہے کہ موضوع کے لحاظ سے اسے منفرد نہیں کہا جا سکتا کیونکہ لیبارٹریوں کے بارے میں پہلے بھی کئی ناول لکھے جا چکے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ تمام ناول موضوع کے لحاظ سے ہی منفرد ہوں ۔

جاسوسی ادب کا دائرہ کار بے حد محدود ہے لیکن انفرادیت صرف موضوع تک ہی محدود نہیں ہوتی ۔ واقعات کا تنوع، کرداروں کی داخلی اور خارجی جدوجہد ، نئی اور منفرد سچوئیشن، کہانی کی بندش اور خاص طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی جان لیوا جدوجہد کے لئے نئے اور منفرد واقعات کسی بھی ناول کو منفرد بنا دیتے ہیں ۔ موجودہ ناول بھی ہر لحاظ سے منفرد اور دلچسپ ہونے کی بناء پر یقیناً آپ کو پسند آئے گا ۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے اور ناول کے مطالعے سے پہلے حسب روایت اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ یہ بھی دلچسپی اور انفرادیت کے لحاظ سے کسی طرح کم نہیں ہیں ۔

ماڑی بھاگو خان کہروڑ پکا سے محمد فہیم اسلم لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناولوں کا یقینی قاری ہوں۔ اب تو عمران کی کارکردگی صرف فوننگ تک ہی رہ گئی ہے اس لئے اب اسے سیکرٹ ایجنٹ کی جگہ فوننگ ایجنٹ کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ عمران کو فوننگ ایجنٹ سے دوبارہ سیکرٹ ایجنٹ بنا دیں تو بے شمار قارئین آپ کو دعائیں دیں گے"۔

محترم محمد فہیم اسلم صاحب۔ دلچسپ انداز میں خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ واقعی عمران کے یقینی قاری ہیں اس لئے تو آپ نے بڑے پر یقین انداز میں اسے سیکرٹ ایجنٹ سے فوننگ ایجنٹ بنا دیا ہے۔ بہرحال آپ نے بڑے خوبصورت انداز میں بات کی ہے اس لئے یقیناً عمران کو بھی پسند آئے گی اور وہ دوبارہ سیکرٹ ایجنٹ بننے کی کوشش کرے گا۔ آپ نے تو مجھے لکھا ہے کہ میں ایسا کروں لیکن یہ کام اس کے اپنے کرنے کا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

رحیم یار خان سے علی رضا سعیدی لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ ایک بات آپ سے پوچھنی ہے کہ جولیا اتنا عرصہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ رہنے کے باوجود مسلمان کیوں نہیں ہوئی اور اگر ہوئی تو اس کا نام تبدیل کیوں نہیں کیا اور کیا کرنل فریدی جیسے انتہائی سمجھ دار آدمی کو بھی آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ عمران ہی اصل میں ایکسٹو ہے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم علی رضا سعیدی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جولیا الحمدللہ مسلمان ہو چکی ہے لیکن نام اس لئے نہیں بدلا گیا کہ اس نام کا مطلب ایسا نہیں جو اسلام کے خلاف ہو۔ ایسے نام لازماً بدل دیئے جاتے ہیں جو خلاف اسلام ہوں۔ مثلاً اگر نام سے شرک ظاہر ہوتا ہو یا کسی دیوی یا دیوتا کا نام ہو۔ جہاں تک کرنل فریدی کا تعلق ہے تو محترم کرنل فریدی تو اس سارے نظام کو اچھی طرح جانتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ بھی عمران کے اس راز کو راز ہی رکھتا ہے۔ اگر آپ غور سے کرنل فریدی اور عمران کے مشترکہ ناول پڑھیں تو آپ کو خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ کرنل فریدی کو اس راز کا علم ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کرور لعل عیسن سے شاہ بتول لکھتی ہیں۔ "کافی عرصے بعد آپ کو خط لکھ رہی ہوں۔ آپ نے میرے خط کے جواب دے کر مجھے عزت بخشی ہے۔ امید ہے آپ اس خط کا جواب بھی ضرور دیں گے۔ عمران اور جولیا کے ساتھ ساتھ صفدر اور صالحہ کی جوڑی بھی خوب ہے لیکن آپ نے کیپٹن شکیل کو کیوں اکیلا رکھا ہوا ہے۔ امید ہے آپ اس بارے میں ضرور کوئی خوش آئند اقدام کریں گے"۔

محترمہ شاہ بتول صاحبہ خط لکھنے کا شکریہ۔ آپ نے کیپٹن شکیل کے لئے خوش آئند اقدام کی سفارش کی ہے لیکن اگر آپ نے ناول

"پاور ایجنٹ" پڑھا ہے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ کیپٹن شکیل کے خیالات اس سلسلے میں کیا ہیں۔ بہرحال امید پر دنیا قائم ہے۔ آپ بھی قائم رہیں اور دیکھئے کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ آئندہ بھی آپ کے خط کا انتظار رہے گا۔

گجرات سے امجد علی صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول "فور کارنرز" ایک شاندار ناول ہے لیکن آپ نے اس کے بعد عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود پر کوئی مشترکہ ناول نہیں لکھا جس کی بڑی کمی محسوس ہوتی ہے۔ میرے ذہن میں ان تینوں کرداروں پر مشتمل مشترکہ ناول کا ایک خاکہ موجود ہے۔ امید ہے آپ اس خاکہ پر ضرور ناول لکھیں گے"۔

محترم امجد علی صاحب۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود پر مشترکہ ناول انشاء اللہ جلد ہی آپ کے ہاتھوں میں ہو گا۔ آپ نے جو خاکہ تحریر کیا ہے وہ واقعی آپ کی محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی فرمائش جلد از جلد پوری کر سکوں۔ آپ کے آئندہ خط کا انتظار رہے گا۔

خیرپور ٹامیوالی سے راجہ زبیر احمد پنوار لکھتے ہیں۔ "میں آپ کے ناولوں کا طویل عرصے سے قاری ہوں مگر خط پہلی بار لکھ رہا ہوں۔ آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ البتہ آپ سے چند شکایات بھی ہیں۔ ایک تو یہ کہ عمران، جولیا اور صفدر اور صالحہ کی شادی کے بارے میں مسلسل مذاق ہو رہا ہے۔ یہ مذاق ختم کر دیں۔ دوسرا یہ کہ آپ اپنے ناولوں میں "مخصوص انداز اور بجلی کی سی تیزی سے" جیسے الفاظ بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ امید ہے آپ ضرور ان شکایات پر توجہ دیں گے"۔

محترم راجہ زبیر احمد پنوار صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو آپ نے عمران، جولیا اور صفدر اور صالحہ کی شادی کے سلسلے میں مذاق ختم کرنے کے لئے کہا ہے لیکن یہ نہیں لکھا کہ یہ مذاق ختم کیسے کیا جائے۔ کیا آپ کا مطلب ہے کہ ان کی شادیاں کرا دی جائیں یا ان کا ایک دوسرے سے جذباتی تعلق ہی ختم کرا دیا جائے۔ چونکہ شکایت آپ کی طرف سے ہے اس لئے وضاحت بھی آپ خود ہی کر سکتے ہیں۔ جہاں تک "مخصوص انداز اور بجلی کی سی تیزی سے" کے الفاظ کے زیادہ استعمال کا تعلق ہے تو آپ خود بتائیں "مخصوص انداز" کی جگہ کیا لکھا جائے جس سے "مخصوص انداز" کا تاثر پڑھنے والے پر قائم ہو سکے اور بجلی سے زیادہ تیز رفتار کسی چیز کا حوالہ دیں تاکہ تیزی کا تاثر دینے کے لئے بھی بجلی کی جگہ اس کو استعمال کیا جا سکے۔ امید ہے آپ ضرور آئندہ خط میں وضاحت کریں گے۔

چک نمبر 329/HR مروٹ بہاولنگر سے محمد اویس قرنی لکھتے ہیں۔ "مجھے آپ سے ملاقات اور آپ کی لائبریری دیکھنے کا بے حد شوق ہے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ آپ کی لائبریری میں بہت سی نایاب اور زبردست کتابیں ہوں گی۔ امید ہے آپ ضرور دعوت دیں گے"۔

محترم محمد اویس قرنی صاحب۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ کی طرح دوسرے قارئین بھی یہی سمجھتے ہیں کہ میرا گھر کتابوں سے بھرا ہوا ہوگا۔ ہر طرف کتابیں ہی کتابیں نظر آ رہی ہوں گی لیکن آپ تو لائبریری کی بات کرتے ہیں جبکہ میرے گھر میں تو میری ایک کتاب بھی ڈھونڈے سے نہیں ملتی کیونکہ جو بھی آتا ہے اسے جو کتاب بھی نظر آتی ہے وہ پڑھنے کے لئے لے جاتا ہے اور پھر اس کی واپسی تو ظاہر ہے گئے وقت کی طرح نہیں ہو سکتی۔ جہاں تک ملاقات کا تعلق ہے تو اگر خط کو آدھی ملاقات کہا جاتا ہے تو ناول یقیناً مکمل ملاقات کہلانے کا مقدار ہے۔ اس لحاظ سے ہر ماہ ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

s4sheikh@gmail.com

s4sheikh@gmail.com

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ عمران نے کار گیراج میں بند کی اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر فلیٹ پر پہنچا تو بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ فلیٹ پر تالا لگا ہوا تھا۔ شام کو جب عمران کار لے کر نکلا تھا تو سلیمان فلیٹ میں موجود تھا اور اب جبکہ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ سلیمان کا اس طرح فلیٹ کو تالا لگا کر جانے کا مطلب تھا کہ کوئی ایمرجنسی ہو گئی ہے۔ لیکن کیا ایمرجنسی ہو سکتی ہے یہ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی۔ اس نے مخصوص جگہ پر رکھی ہوئی چابی نکالی اور تالا کھول کر فلیٹ میں داخل ہوا۔ سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ میز پر ایک کاغذ موجود تھا جس پر پیپر ویٹ رکھ دیا گیا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے پیپر ویٹ ہٹا کر کاغذ اٹھایا اس پر سلیمان کی طرف سے پیغام درج تھا کہ دائیں ہاتھ پر دو فلیٹ چھوڑ کر تیسرے فلیٹ میں رہنے والے ایک

بزرگ کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے اور وہ اسے لے کر سٹی ہسپتال جا رہا ہے۔

عمران نے رقعہ پڑھ کر بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر رقعہ واپس میز پر رکھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری سے سٹی ہسپتال کے فون نمبر معلوم کر کے اس نے نمبر پریس کر دیئے۔

"سٹی ہسپتال" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں کنگ روڈ سے بول رہا ہوں۔ ہمارے ایک ہمسایہ بزرگ کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے انہیں سٹی ہسپتال لے جایا گیا ہے۔ میں ان کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں" عمران نے کہا۔

"میں شعبہ ہارٹ سے آپ کا رابطہ کرا رہی ہوں۔ وہاں سے آپ کو مطلوبہ معلومات مل جائیں گی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ شعبہ ہارٹ سٹی ہسپتال" ..... چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی آواز سنائی دی تو عمران نے وہی فقرہ دوہرا دیا جو اس نے پہلی خاتون آپریٹر سے کہا تھا۔

"کیا نام ہے مریض کا" ..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"سوری، نام کا تو مجھے علم نہیں ہے" ..... عمران نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کریں۔ میں معلوم کرتی ہوں" ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو" تھوڑی دیر بعد اس آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس" ..... عمران نے جواب دیا۔

"کنگ روڈ سے ایک بزرگ مریض عبدالصمد کو لایا گیا تھا۔ ان کی حالت بے حد خراب تھی لیکن اب وہ قدرے بہتر ہیں۔ وہ وارڈ نمبر دو ہارٹ کے کمرہ نمبر اٹھارہ میں ہیں" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحے وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا فلیٹ سے باہر آ گیا۔ اس نے تالا لگا کر چابی مخصوص جگہ پر رکھی تاکہ اگر اس کی عدم موجودگی میں سلیمان واپس آ جائے تو پریشان نہ ہو اور پھر گیراج سے کار نکال کر وہ سٹی ہسپتال کی طرف چل پڑا۔ گو ساری شام بلکہ آدھی رات تک مختلف ہوٹلوں میں آوارہ گردی کر کے وہ خاصا تھک گیا تھا لیکن اسے یہ سوچ کر بڑی شرم آئی تھی کہ اس کا ہمسایہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہے اور اول تو وہ بے خبر رہا۔ دوسرا جب اسے معلوم ہو گیا تو پھر اس نے اس کے لئے کچھ نہ کیا۔ اسے سلیمان پر رشک آ رہا تھا جو ہمسایوں کی خبر گیری کرتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ سلیمان کو باقاعدہ اطلاع دی گئی ہو گی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس سارے علاقے میں رہنے والے لوگ جانتے تھے کہ سلیمان ایسے معاملات میں کس قدر ہمدرد اور دردِ دل رکھنے والا ہے اور عمران کو یہی بات سوچ کر سلیمان پر رشک آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سٹی ہسپتال کی پارکنگ میں جا کر رک

گئی۔ عمران نے کار لاک کی۔ وہاں موجود پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر جیب میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہسپتال کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ وارڈ نمبر دو ہارٹ کے کمرہ نمبر اٹھارہ کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ وہاں باہر کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا تو اسے سامنے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے سلیمان کی شکل نظر آگئی اور وہ اندر داخل ہو گیا۔ بیڈ پر ایک بزرگ آدمی لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ لیکن اس کا پرسکون چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کی حالت ٹھیک ہے۔ سلیمان عمران کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس نے منہ پر انگلی رکھ کر عمران کو بولنے سے منع کر دیا۔ عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر واپس مڑ کر کمرے سے باہر گیلری میں آگیا۔ اس کے پیچھے سلیمان بھی باہر آگیا اور اس نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔

"مجھے ایمرجنسی کی وجہ سے آنا پڑا صاحب۔ اس لئے آپ کو پریشانی تو ہوئی ہو گی"..... سلیمان نے آہستہ سے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ تم نے اس بزرگ کے کام آکر قابل رشک کام کیا ہے۔ لیکن یہ ہیں کون اور کیسے تمہیں ان کے بارے میں اطلاع ملی"..... عمران نے کہا۔

"یہ ہم سے تیسرے فلیٹ میں رہتے ہیں۔ یونیورسٹی میں پروفیسر تھے۔ اب ریٹائر ہو گئے ہیں۔ ان کی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ دو بیٹیاں اور بیٹا ہے۔ تینوں ایکریمیا میں سیٹل ہیں۔ عبدالصمد

صاحب کو بھی انہوں نے وہاں مستقل رہنے کے لئے کہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ ہم پانچوں وقت اکٹھے مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اس لئے مجھے ان کے بارے میں معلوم ہے۔ دس بجے رات کے قریب فون کی گھنٹی بجی تو میں نے عبدالصمد صاحب کی آواز سنی۔ وہ تکلیف سے کراہ رہے تھے اور پھر رسیور ان کے ہاتھ سے گر گیا۔ میں بھاگا ہوا ان کے فلیٹ پر گیا تو یہ بیڈ پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ میں نے فوری ایمبولینس کال کی اور ان کے ہاتھ پیر ملے۔ ایمبولینس جلدی آگئی۔ اس میں ڈاکٹر بھی تھا۔ اس نے انہیں سنبھالا۔ اس دوران میں نے مختصر سا رقعہ لکھ کر میز پر رکھ دیا تاکہ آپ کو پریشانی نہ ہو اور ہم سٹی ہسپتال پہنچ گئے۔ اب ہمیں اس کمرے میں شفٹ کیا گیا ہے۔ اب ان کی حالت خاصی بہتر ہے لیکن ابھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا"..... سلیمان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے بہت اچھا کیا۔ میں بھی عبدالصمد صاحب کی خیریت معلوم کرنے آیا تھا۔ اب کچھ تسلی ہو گئی ہے۔ رقم کی ضرورت ہے تو دے دوں"..... عمران نے سلیمان کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں، رقم میرے پاس ہے۔ البتہ آپ ایک کام کریں کہ واپس جا کر عبدالصمد صاحب کے فلیٹ کو لاک کر دیں کیونکہ جلدی میں اسے میں باقاعدہ لاک نہیں کر سکا تھا اور ہاں عبدالصمد صاحب کے لباس کی جیب میں سے عام سامان کے علاوہ یہ ایک مائیکرو فلم

رول بھی نکلا ہے"۔ سلیمان نے کہا اور جیب سے ایک مائیکرو فلم رول نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"مائیکرو فلم رول"۔ عمران نے فلم رول لیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ ایک ریٹائرڈ پروفیسر کا ایسے مائیکرو فلم رول سے کیا تعلق ہو سکتا تھا۔ البتہ عام فلم رول ہوتا تو پھر یہ اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ اس میں ان کی فیملی کے فوٹو وغیرہ ہوں گے۔

"عبدالصمد صاحب یونیورسٹی میں کولسا مضمون پڑھاتے تھے"۔ عمران نے مائیکرو فلم رول لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"میں نے کبھی پوچھا نہیں اور انہوں نے بھی کبھی اس بارے میں ذکر نہیں کیا"۔ سلیمان نے جواب دیا اور پھر سلیمان کو عبدالصمد صاحب کا پوری طرح خیال رکھنے کا کہہ کر عمران واپس اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا لیکن اس کے ذہن میں مائیکرو فلم رول مسلسل گھوم رہا تھا۔ اخلاقاً یہ بات غلط تھی کہ اس فلم رول کو پروفیسر صاحب کی اجازت کے بغیر دیکھا جاتے اور باوجود شدید خواہش کے اس نے ایسا کرنا معیوب سمجھا اور پھر یہی فیصلہ کیا کہ جب پروفیسر صاحب صحت مند ہو جائیں گے تو ان سے پوچھ لیا جائے گا۔ فلیٹ پر پہنچ کر اس نے لباس بدلا اور پھر سونے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں صاحب"..... دوسری طرف سے سلیمان

کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں پروفیسر کے بارے میں خدشات ابھر آئے تھے۔

"خیریت ہے۔ کیوں فون کیا ہے اس وقت"..... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"جی صاحب خیریت ہے۔ پروفیسر صاحب ہوش میں آگئے ہیں اور ان کے اصرار پر میں آپ کو فون کر رہا ہوں"..... دوسری طرف سے سلیمان نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک سکون بھرا طویل سانس لیا۔ گو وہ پروفیسر کو جانتا نہیں تھا لیکن ایک تو بہرحال وہ انسان تھے اور پھر اس کے ہمسائے بھی تھے۔ اس لحاظ سے اس کی پریشانی بجا تھی۔

"کیا بات ہے"..... عمران نے کہا۔

"پروفیسر صاحب نے ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے اس مائیکرو فلم رول کے بارے میں پوچھا۔ جب میں نے بتایا کہ وہ میں نے آپ کو دے دیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ وہ اس فلم رول کی وجہ سے آپ کو فون کر رہے تھے کہ یکلخت ان پر ہارٹ اٹیک کا شدید اٹیک ہوا۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ فلم رول ان کو ان کے ایک شاگرد نے ایکریمیا میں دیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ وہ اسے کسی ایسے آدمی کو دے دیں جس کا تعلق اعلیٰ ترین حکام سے ہو۔ کیونکہ ان کے مطابق پاکیشیا کی سلامتی کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ وہ ایکریمیا سے پرسوں آئے ہیں اور وہ سوچتے رہے کہ اسے کس کے حوالے کریں۔ پھر

انہیں یاد آگیا کہ آپ کا تعلق پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان سے ہے تو انہوں نے یہی سوچا کہ آپ کو یہ فلم رول دے دیا جائے۔ چونکہ ان کے خیال کے مطابق آپ دن کے وقت فلیٹ پر نہیں ہوتے۔ اس لئے انہوں نے رات کو فون کیا تھا"...... سلیمان نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر صاحب نے بتایا ہے کہ وہ کس مضمون کے پروفیسر رہے ہیں اور ان کا شاگرد کون ہے اور اس کا اس فلم رول سے کیا تعلق ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی صاحب۔ میں نے سب کچھ ان سے معلوم کیا ہے کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ نے یہ ساری باتیں پوچھنی ہیں۔ پروفیسر صاحب نیشنل یونیورسٹی میں الیکٹرانکس پڑھاتے رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ان کے شاگرد پوری دنیا میں موجود ہیں۔ ان کے جس شاگرد نے انہیں یہ فلم رول دیا ہے اس کا نام شاہد لودھی ہے۔ وہ ایکریمیا کی ریڈ زیرو لیبارٹری میں کام کرتے ہیں"...... سلیمان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر صاحب نے اس فلم رول کو چیک کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ تو میں نے نہیں پوچھا"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیک کر لیتا ہوں اور پروفیسر صاحب کو تسلی دے دو کہ ان کی خواہش کے مطابق یہ فلم رول اعلیٰ حکام تک پہنچ

جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے صاحب"...... دوسری طرف سے سلیمان نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے اٹھ کر الماری میں موجود وہ فلم رول نکالا اور سپیشل روم کی طرف بڑھ گیا۔ سپیشل روم میں مائیکرو فلم پروجیکٹر کے سامنے کرسی پر بیٹھ کر اس نے فلم رول کو مشین میں ایڈجسٹ کیا اور پھر مشین آپریٹ کرنا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد سکرین پر جھماکے ہونے شروع ہو گئے اور پھر ایک جھماکے کے بعد سکرین پر الفاظ چھپتے نظر آئے تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن کو پریس کر دیا تو الفاظ واضح ہوتے چلے گئے اور عمران غور سے انہیں دیکھتا رہا۔ جھماکوں سے منظر اس طرح بدل جاتا جیسے کتاب کا صفحہ پلٹ جاتا ہے۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ اس فلم میں ایک پیغام موجود تھا اس پیغام کے مطابق پاکیشیا کی ریڈ لیبارٹری سے میزائل ماؤس نامی آلہ جسے ایم ایم کہا جاتا ہے چرا لیا گیا ہے اور اب یہ آلہ ایکریمیا کی ریاست کامبانو میں واقع ریڈ زیرو لیبارٹری میں موجود ہے لیکن اس آلے کو ایکریمین سائنسدان سمجھ نہیں پا رہے۔ اس لئے اب ان کی کوشش ہے کہ اس آلے کے موجد سائنسدان ڈاکٹر شجاعت علی کو اغوا کر کے وہاں پہنچا دیا جائے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پاکیشیا کی یہ اہم ایجاد ضائع ہو جائے گی"...... یہ پیغام اس مائیکرو فلم میں موجود تھا لیکن پیغام دینے والے کا نہ کوئی نام تھا اور نہ ہی

اس کا کوئی اتا پتہ درج تھا۔ عمران نے دو بار اس پیغام کو پڑھا اور پھر مشین آف کر کے اس نے فلم رول نکال کر سپیشل روم کی ایک الماری میں رکھ دیا۔ ظاہر ہے اب دو ڈھائی بجے رات کو تو وہ کسی سے اس بارے میں معلوم نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے بیڈ روم کا رخ کیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ کل ناشتے کے بعد وہ سرداور سے اس بارے میں معلومات حاصل کرے گا۔

ایک خاصے بڑے آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں آفس ٹیبل کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی اور بے چینی کے تاثرات نمایاں تھے اور وہ بار بار سامنے موجود بند دروازے کی طرف اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے انتہائی بے چینی سے کسی کی آمد کا انتظار ہو۔ کچھ دیر بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس آدمی نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے ایک چھوٹے قد، بھاری جسم لیکن سر سے مکمل طور پر گنجے آدمی کو دھکیل کر اندر لایا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں تھے جبکہ اس کے پیچھے دو لمبے قد اور گنجے سروں والے لحیم شحیم افراد تھے جن کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ چھوٹے قد والے آدمی کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ ویسے وہ اپنے

خدوخال سے ایشیائی لگ رہا تھا جبکہ آفس میں موجود آدمی اور اس ایشیائی کے عقب میں آنے والے دونوں مشین گن بردار ایکریمیز تھے۔

"تمہارا نام ڈاکٹر شاہد لودھی ہے اور تمہارا تعلق پاکیشیا سے ہے"۔ آفس میں موجود آدمی نے اس ایشیائی سے مخاطب ہو کر گرجدار سے لہجے میں کہا۔

"ہاں، مگر یہ سب کیا ہے۔ مجھے اس انداز میں کیوں یہاں لایا گیا ہے"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ میں اس لیبارٹری کا سکیورٹی چیف ہوں اور میرا نام گراہم ہے"...... اس آدمی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں، مجھے معلوم ہے لیکن تم نے مجھے اس انداز میں یہاں کیوں بلوایا ہے۔ میں معزز سائنسدان ہوں۔ طویل عرصے سے یہاں کام کر رہا ہوں"...... ڈاکٹر شاہد لودھی کے لہجے میں احتجاج نمایاں تھا۔

"سنو ڈاکٹر۔ ابھی میں نے تم پر رحم کھاتے ہوئے یہاں بلوایا ہے ورنہ تمہیں بلیک روم میں زنجیروں سے باندھ کر جب تمہارے جسم پر خاردار کوڑے برسائے جاتے تو تم اپنے پیروں پر کھڑے رہنے کے قابل بھی نہ رہتے۔ اس لئے جو سچ ہے وہ بتا دو۔ ورنہ تمہارا حشر ایسا عبرتناک ہوگا کہ تمہاری روح بھی صدیوں تک اپنے انجام پر روتی رہے گی"...... گراہم نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے کیا کیا ہے کہ تم مجھے اس طرح دھمکیاں دے رہے ہو"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے کہا۔

"تم چھٹیاں گزارنے ولنگٹن گئے تھے۔ بولو"...... گراہم نے کہا۔

"ہاں، گیا تھا"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے وہاں اپنے استاد ڈاکٹر عبدالصمد سے ملاقات کی تھی"۔ گراہم نے کہا۔

"ہاں، کی تھی۔ وہ اتفاقاً مجھے ایک ہوٹل کی لابی میں مل گئے تھے پھر ہم ان کے کمرے میں بیٹھ کر باتیں کرتے رہے"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس ڈاکٹر عبدالصمد کو ایک مائیکرو فلم رول دیا تھا اور کہا تھا کہ یہ مائیکرو فلم رول وہ پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچا دیں"...... گراہم نے اور زیادہ پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مائیکرو فلم رول۔ کیسا فلم رول۔ میرے پاس تو کوئی مائیکرو فلم رول نہیں ہے اور نہ تھا"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ہم سکیورٹی والے احمق ہیں۔ ہمیں اطلاع بعد میں ملی ہے ورنہ ہم اس ڈاکٹر عبدالصمد کو وہیں ڈھیر کر دیتے۔ تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ ولنگٹن کے ہر ہوٹل کے ہر کمرے میں حکومت کی طرف سے خفیہ کیمرے نصب ہوتے ہیں اور وہاں ہونے والی ہر حرکت کی نہ صرف فلم بنتی ہے بلکہ ہر آواز بھی کیچ کر لی جاتی ہے۔ یہ سارا میٹریل بعد میں ایک ڈیپارٹمنٹ میں پہنچ جاتا ہے۔

وہاں اس کی مشینی کانٹ چھانٹ ہوتی ہے۔ اس میں سے جو مشکوک معاملہ ہوتا ہے اسے علیحدہ کر لیا جاتا ہے اور اس بارے میں تحقیقات کی جاتی ہیں جبکہ باقی مواد ضائع کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح پورے ولنگٹن میں سینکڑوں ہزاروں ہوٹلوں، کلبوں اور ریستورانوں میں یہ کام مسلسل جاری رہتا ہے۔ تم نے ڈاکٹر عبدالصمد سے جو کچھ کہا ہے اور جو فلم رول دیا اس کی فلم بھی بنائی گئی اور ٹیپ بھی۔ لیکن ہم تک اسے پہنچتے پہنچتے دو روز لگ گئے اور اس دوران وہ ڈاکٹر عبدالصمد واپس پاکیشیا پہنچ گئے۔ ہم نے ایئرپورٹ سے ان کے کاغذات چیک کرائے ہیں لیکن ان کاغذات میں جو پتہ دیا گیا ہے وہ پرانا ہے۔ اب وہ وہاں نہیں رہتے۔ اس لئے اب تم بتاؤ گے کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔ ان کا فون نمبر کیا ہے اور یہ بھی تم بتاؤ گے کہ اس مائیکرو فلم رول میں کیا ہے اور تم اسے کیوں پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچانا چاہتے تھے"...... گراہم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یہ سب جھوٹ ہے"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے کہا لیکن اس کے لہجے کا کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

"اسے لے جاؤ اور مار مار کر اس کی کھال اتار دو"...... گراہم نے غصیلے لہجے میں کہا تو دونوں ایکریمیز نے ڈاکٹر شاہد لودھی کو بازوؤں سے پکڑ کر واپس دروازے کی طرف گھسیٹنا شروع کر دیا۔

"اب بھی وقت ہے۔ بتا دو"...... گراہم نے کہا۔

"میں بتاتا ہوں"...... ڈاکٹر لودھی نے کہا۔

"اسے کرسی پر بٹھاؤ اور پانی پلاؤ"...... گراہم کا لہجہ یکلخت نرم پڑ گیا تھا۔ ڈاکٹر لودھی کو کرسی پر بٹھا دیا گیا۔ وہ مسلسل ہانپ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ پانی پی کر اس کی حالت قدرے نارمل ہو گئی۔

"اب تفصیل سے سب کچھ بتا دو۔ تمہیں سوائے اس لیبارٹری سے فارغ کر دیئے جانے کے اور کوئی سزا نہیں دی جائے گی ورنہ تمہاری ہڈیاں توڑ کر بھی تم سے اصل بات اگلوا لی جائے گی۔ لیکن پھر تم مُردوں سے بھی بدتر حالت میں ہو جاؤ گے"...... گراہم نے تیز تیز لہجے میں کہا تو ڈاکٹر لودھی نے تفصیل سے بتانا شروع کر دیا کہ اس نے اس فلم رول میں کیا پیغام دیا ہے کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پاکیشیا کے اس اہم دفاعی پرزے کے بارے میں ایکریمیا کافرستان کو تفصیلات مہیا کر دے۔

"تمہیں کیسے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ پرزہ اہم ہے"...... گراہم نے کہا۔

"میرا تعلق بھی الیکٹرانکس سے ہے اور ڈاکٹر شجاعت علی جنہوں نے یہ پرزہ ایجاد کیا ہے وہ میرے ساتھ پڑھتے رہے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے ایکریمیا میں ہونے والی ایک سائنسی کانفرنس میں میری ان سے گفتگو ہوئی تھی۔ میزائل سازی میں یہ پرزہ ایک انقلابی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پرزے کی مدد سے میزائل ہر صورت میں ٹارگٹ ہٹ کرتا ہے ورنہ عام طور پر ایکریمین میزائل جو دنیا بھر میں جدید ترین

سپرائل ہے، کا ٹارگٹ ہٹنگ ریکارڈ ستر فیصد ہے جبکہ باقی ملکوں کا ریکارڈ اس سے بھی کم ہے جبکہ اس پرزے کی ایجاد اور استعمال کے بعد ریکارڈ ننانوے فیصد تک ہو چکا ہے۔ پھر ایکریمیا کو اس پرزے کے بارے میں علم ہوا اور وہاں سے یہ پرزہ چوری کر لیا گیا لیکن اس کی تکنیک ایسی تھی کہ اسے کھول لینے کے باوجود یہاں کسی کو سمجھ نہ آیا تو ڈاکٹر شجاعت علی کو اغوا کر کے یہاں لانے کی منصوبہ بندی کی گئی۔ اس کا علم مجھے اسی لیبارٹری میں کام کرنے والے ایک سائنسدان سے ہوا تھا۔ چنانچہ میں کئی روز تک سوچتا رہا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کس طرح پاکیشیائی حکام کو اس سے آگاہ کیا جائے۔ پھر ڈاکٹر عبدالصمد سے ملاقات ہو گئی۔ وہ دو روز بعد واپس جا رہے تھے چنانچہ میں نے انہیں زبانی کچھ کہنے کی بجائے یہ پیغام مائیکرو فلم رول میں بند کر کے دے دیا تاکہ پاکیشیائی حکام اسے اہمیت دیں"...... ڈاکٹر لودھی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر عبدالصمد کہاں رہتے ہیں"...... گراہم نے پوچھا۔

"انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ گذشتہ دو سالوں سے پاکیشیائی دارالحکومت میں کنگ روڈ پر بنے ہوئے فلیٹس میں دو سو چار نمبر فلیٹ میں اکیلے رہتے ہیں"...... ڈاکٹر لودھی نے جواب دیا۔

"ان کا فون نمبر کیا ہے"...... گراہم نے پوچھا تو ڈاکٹر لودھی نے فون نمبر بتا دیا۔

"ایک بار پھر سوچ لو۔ جو کچھ تم نے بتایا ہے اس کی باقاعدہ

تصدیق ہو گی۔ اگر تم نے جھوٹ بولا تو تمہارا انجام عبرتناک ہو گا"...... گراہم نے کہا۔

"میں نے جو سچ تھا وہ بتا دیا ہے"...... ڈاکٹر لودھی نے کہا۔

"اسے لے جاؤ اور بلیک روم میں راڈز والی کرسی پر بٹھا کر راڈز میں جکڑ دو۔ میں تصدیق کر لوں پھر اس کے بارے میں فیصلہ ہو گا"...... گراہم نے ڈاکٹر لودھی کے پیچھے کھڑے دونوں ایکریمین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... انہوں نے کہا اور ڈاکٹر لودھی کو کرسی سے اٹھا کر بازو سے پکڑے آفس سے باہر لے گئے تو گراہم نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیائی دارالحکومت کا فون نمبر نوٹ کرو"...... گراہم نے کہا اور پھر وہی نمبر دوہرا دیا جو ڈاکٹر لودھی نے بتایا تھا۔

"یس سر۔ نوٹ کر لیا ہے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس نمبر پر کوئی بات کرے تو میری بات کراؤ۔ لیکن اسے اپنے اور میرے بارے میں کچھ نہیں بتانا"...... گراہم نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور اگر فون اٹنڈ نہ کیا جائے تو پھر وہاں کی ایکس چینج سے معلوم

کرو کہ یہ نمبر کس کے نام پر نصب ہے "...... گراہم نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گراہم نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بلکے سے غصے کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ایک لحاظ سے یہ اس کی سیکورٹی میں لیپچ کا مسئلہ تھا اور اعلیٰ حکام اس پر اس کی کوتاہی کا نوٹس بھی لے سکتے تھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... گراہم نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"سر، اس نمبر پر کوئی فون اٹنڈ نہیں کر رہا۔ میں نے ایکریمین سفارت خانے کے ذریعے ایکس چینج کے اعلیٰ حکام سے معلوم کر لیا ہے۔ یہ نمبر پاکیشیائی دارالحکومت میں کنگ روڈ پر فلیٹ نمبر دو سو چار میں ڈاکٹر عبدالصمد کے نام پر نصب ہے"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... گراہم نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ جوزف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"گراہم بول رہا ہوں کاسیانو سے"...... گراہم نے کہا۔

"اوہ، تم نے آج کیسے یاد کر لیا۔ خیریت"...... جوزف نے چونک کر کہا۔

"تمہارا پاکیشیائی دارالحکومت میں کوئی سیٹ اپ ہے"۔ گراہم

نے پوچھا۔

"ہاں ہے۔ کیوں"...... جوزف نے پوچھا۔

"وہاں کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو چار میں ایک بوڑھا ڈاکٹر رہتا ہے۔ وہ فون اٹنڈ نہیں کر رہا۔ مجھے فوری طور پر اس کے بارے میں حتمی اطلاع چاہئے کیونکہ ایک انتہائی اہم ترین ایکریمین راز اس کے پاس ہے۔ جو اس سے فوری حاصل کرنا ضروری ہے ورنہ ایکریمیا کے مفادات کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے"۔ گراہم نے کہا۔

"تم مجھے بتاؤ کہ کیا راز ہے۔ میں یہ راز حاصل کر کے تمہیں پہنچا دیتا ہوں ورنہ اطلاع ملنے کے بعد تم از خود تو کچھ نہیں کر سکتے"۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں، میں تو اعلیٰ حکام کو اطلاع ہی دے سکتا ہوں۔ اگر تم ایسا کر لو تو اچھا ہوگا"...... گراہم نے کہا۔

"تم مجھے تفصیل بتا دو"...... جوزف نے کہا تو گراہم نے اسے ڈاکٹر شاہد لودھی اور ڈاکٹر عبدالصمد کی ملاقات اور اسے مائیکرو فلم رول دینے سے لے کر آخر تک ساری تفصیل بتا دی اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ پیغام اگر پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچ گیا تو ایکریمیا کے لئے مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔

"تم بے فکر رہو۔ میں ابھی تھوڑی دیر بعد تمہیں تفصیلی رپورٹ دیتا ہوں۔ میرے آدمی یہ کام انتہائی آسانی سے کر لیں گے"۔

جوزف نے کہا۔

"اوکے، تھینک یو"...... گراہم نے مطمئن سے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر وہ اپنے دوسرے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً دو گھنٹوں کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گراہم نے کہا۔

"جناب۔ جوزف کی کال ہے"...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... گراہم نے چونک کر کہا۔

"ہیلو، جوزف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

"یس، گراہم بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"...... گراہم نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"اس فلیٹ میں ڈاکٹر عبدالصمد نام کا ایک بوڑھا رہتا تھا جسے گذشتہ رات ہارٹ اٹیک ہوا۔ اسے سٹی ہسپتال لے جایا گیا اور وہ ابھی تک وہیں داخل ہے۔ میرے آدمیوں نے اس سے مائیکرو فلم رول کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے کہا کہ رول اس کے فلیٹ میں موجود ہے جس پر میرے آدمیوں نے اس کے فلیٹ کی مکمل تلاشی لی لیکن وہاں سے فلم رول نہیں ملا۔ اب میرے آدمیوں نے پوچھا ہے کہ مزید کیا کرنا ہے"...... جوزف نے کہا۔

"اسے ہسپتال سے اغوا کراؤ اور اگر اغوا نہ ہو سکے تو چاہے اس کے ٹکڑے کیوں نہ ہو جائیں اس سے مائیکرو فلم کے بارے میں معلومات حاصل کرو"...... گراہم نے کہا۔

"لیکن وہ ہارٹ کا مریض ہے۔ معمولی سے تشدد سے ہی ہلاک ہو جائے گا"...... جوزف نے کہا۔

"ہلاک ہو جائے تب بھی ہمارے فائدے میں ہے کہ وہ آگے کسی سے رابطہ نہیں کر سکے گا اور معاملہ یہیں ٹھپ ہو جائے گا"۔ گراہم نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر کے پھر تمہیں بتاتا ہوں"۔ جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گراہم نے رسیور رکھ کر بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

عمران نے اخبار پڑھنے کے بعد اسے ایک طرف رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ ساتھ ہی سامنے دیوار میں موجود کلاک پر اس کی نظریں پڑ گئیں تو اس نے اس انداز میں سر ہلا دیا۔ جیسے کلاک پر جو وقت نظر آ رہا تھا وہ اس کی مرضی کے مطابق تھا۔ صبح کو سلیمان واپس فلیٹ پر آ گیا تھا۔ اس نے عمران کو بتایا تھا کہ اب ڈاکٹر عبدالصمد کی حالت درست ہے اور دو یا تین روز بعد انہیں اسپتال سے ڈسچارج کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد سلیمان نے عمران اور اپنے لئے ناشتہ تیار کیا اور پھر ناشتے کے بعد وہ مارکیٹ چلا گیا جبکہ عمران نے ناشتہ کرنے کے بعد اخبارات اٹھائے اور باری باری انہیں پڑھنا شروع کر دیا۔ ویسے تو سلیمان مارکیٹ میں شاپنگ کرتے ہوئے کافی وقت صرف کرتا تھا لیکن آج اس کی واپسی جلدی ہو گئی تھی اور پھر

سامان کچن میں رکھ کر وہ دوپہر کو آنے کا کہہ کر ہسپتال چلا گیا تھا۔ عمران نے تمام اخبارات پڑھنے کے بعد سامنے دیوار میں موجود کلاک کی طرف دیکھا۔ اسے سرداور سے بات کرنا تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ سرداور لیبارٹری پہنچ جائیں تو وہ انہیں کال کرے۔ اب اتنا وقت بہرحال ہو گیا تھا کہ وہ یقینی طور پر لیبارٹری پہنچ چکے ہوں گے۔ اس لئے عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

s4sheikh@gmail.com

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ تم۔ تم نے اس وقت کال کی ہے تو کوئی اہم بات ہی ہو سکتی ہے"...... دوسری طرف سے سرداور نے چونک کر کہا۔

"یہ تو میرے لئے سرٹیفکیٹ ہے سرداور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سرٹیفکیٹ۔ کیسا سرٹیفکیٹ"...... سرداور نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ آپ جیسا بڑا سائنسدان کہہ رہا ہے کہ میں بھی اہم بات کر سکتا ہوں حالانکہ ڈیڈی، سر سلطان اور چیف آف سیکرٹ سروس تو ایک طرف میرا باورچی سلیمان میری کسی بات کو اہم نہیں سمجھتا۔ چلو کوئی تو اس دنیا میں ہے جو قدرشناس ہے"...... عمران کی زبان

رواں ہو گئی اور دوسری طرف سے سرداور بے اختیار کھکھلا کر ہنس پڑے۔

"اگر کہو تو میں یہ بات لکھ کر بھجوا دوں"...... سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس کے نیچے اپنے دستخط ضرور کیجئے تاکہ میں آپ کے دستخطوں کو نیلام کر کے بھاری رقم وصول کر سکوں"...... عمران نے کہا۔

"میرے دستخط اور بھاری رقم۔ یہ کیا کہہ رہے ہو"...... سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سرداور آپ کو آثار قدیمہ کی اہمیت کا علم ہی نہیں ہے۔ جب آپ کے دستخط آثار قدیمہ میں شامل ہو جائیں گے تو ان کی بھاری قیمت پڑ جائے گی"...... عمران نے کہا تو سرداور ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"تم واقعی بات کرنے کا فن جانتے ہو۔ بہرحال میں نے ایک انتہائی ضرور میٹنگ کال کر رکھی ہے۔ اس لئے جو کہنا ہے پانچ منٹ کے اندر کہہ دو۔ ورنہ پھر چار گھنٹوں کے بعد میں فارغ ہوں گا"۔ سرداور نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے واقعی مجھ جیسے آدمی کی زبان سے بچنے کے لئے اچھے بہانے تلاش کر رکھے ہیں۔ سر سلطان بھی میٹنگ کی دھمکی دیتے ہیں اور آپ نے بھی اب یہی دھمکی دی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ اس لئے یہ سچ ہے"...... سرداور نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے، میرا یہ مطلب نہیں تھا جو آپ نے سمجھ لیا ہے۔ بہرحال اب اصل بات پر آجاتے ہیں۔ پاکیشیا نے میزائل رینج میں کوئی نیا پرزہ ایجاد کیا ہے جسے میزائل ماوس کہا جاتا ہے اور کوڈ میں اسے ایم ایم کہا جاتا ہے۔ کیا یہ درست ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں، لیکن یہ اتنی اہم ایجاد نہیں ہے کہ تم اس بارے میں اس انداز میں بات کرو۔ کیا ہوا ہے"...... سرداور نے کہا۔

"یہ پرزہ پاکیشیا سے چرا کر ایکریمیا لے جایا گیا ہے لیکن ایکریمین سائنسدانوں کو بھی اس کی سمجھ نہیں آسکی۔ اس لئے اب وہ اس کے موجد ڈاکٹر شجاعت علی کو اغوا کر کے ایکریمیا لے جانا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ایکریمیا اسے اتنی اہمیت دے رہا ہے تو پھر اس میں نارگٹ ہٹنگ کے علاوہ کوئی اور بات بھی ہوگی جس کا علم پاکیشیائی حکومت کو نہیں ہو سکا ورنہ ایسے آلات تو تقریباً ہر ملک میں ایجاد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ جو میزائل وہ تیار کریں وہ اپنے نارگٹ کو ہٹ کر سکیں کیونکہ میزائلوں میں یہ سب سے بڑی خامی یہی ہوتی ہے کہ موسم کے اثرات، ہوا کے دباؤ اور ماحول کے اثرات اس پر پڑتے ہیں۔ اس لئے درست نشانے پر اس کا لگنا ہمیشہ ایک مسئلہ رہا ہے۔ بہرحال ایک بات ہے کہ ڈاکٹر شجاعت علی نے جو ماوس تیار کیا ہے

اس سے ٹارگٹ ہٹنگ کی شرح تقریباً نوے فیصد ہو گئی ہے اور یہ ورلڈ ریکارڈ ہے ورنہ اچھے سے اچھے میزائل کا ریکارڈ ساٹھ ستر فیصد سے اوپر نہیں گیا"...... سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ پرزہ ایکریمیا سے واپس لانا ہوگا"۔ عمران نے کہا۔

"اگر وہ واقعی چوری ہو گیا ہے تو اسے لانا پڑے گا کیونکہ ایکریمیا سے یہ کافرستان اور اسرائیل پہنچ سکتا ہے اور ان دونوں ملکوں یا ان میں سے کسی ایک ملک کے پاس اس کا پہنچنا ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے"...... سرداور نے کہا۔

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی سرداور کہ ایکریمیا کے سائنسدان اس پرزے کو کھول لینے کے باوجود اسے سمجھ نہیں سکے جبکہ ایکریمی سائنسدان ہمارے سائنسدانوں سے بہت ایڈوانس ہیں اور اب وہ ڈاکٹر شجاعت علی کو اغوا کر کے ایکریمیا لے جانا چاہتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا ہے کہ یہ عام سا فارمولا ایکریمین سائنسدانوں کی سمجھ میں بھی نہیں آیا"...... عمران نے کہا۔

"مجھے ڈاکٹر شجاعت علی سے اس سلسلے میں بات کرنا ہوگی۔ وہ گارڈ لیبارٹری میں کام کرتے ہیں۔ ایم ایم کے بارے میں تو مجھے اس لئے معلوم ہے کہ میری ڈاکٹر شجاعت سے ایک بار اس سلسلے میں تفصیلی بات ہو چکی ہے۔ البتہ یہ بات واقعی حیران کن ہے کہ ایکریمین سائنسدانوں کو اس کی سمجھ نہیں آ سکی۔ اس بارے میں

ڈاکٹر شجاعت سے بات کرنا پڑے گی"...... سرداور نے کہا۔

"کب تک آپ بات کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"کیا کوئی ایمرجنسی ہے۔ پرزہ تو ان کے پاس پہنچ ہی گیا ہے۔ اب کیا ایمرجنسی ہے"...... سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے خطرہ ہے کہ کہیں ڈاکٹر شجاعت علی کو اغوا نہ کر لیا جائے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں، ٹھیک ہے۔ تم اس وقت کہاں موجود ہو"۔ سرداور نے کہا۔

"اپنے فلیٹ میں"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں بات کر کے پھر تمہیں خود کال کرتا ہوں"۔ سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں صاحب۔ عبدالصمد صاحب دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے ہیں"...... دوسری طرف سے سلیمان کی افسردہ سی آواز سنائی دی۔

"اوہ، کب"...... عمران نے بھی افسردہ لہجے میں کہا۔

"صاحب۔ جب میں ہسپتال پہنچا تو اس سے آدھے گھنٹہ پہلے ان

کا انتقال ہوا ہے"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری سیڈ۔ بہرحال اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ تم ان کی میت لانے کی کوشش کرو۔ میں ان کے فلیٹ کو چیک کرتا ہوں۔ شاید ان کے بیٹوں کے فون نمبرز مل جائیں تو میں انہیں اطلاع کر دوں گا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے فلیٹ سے نکل کر عبدالصمد کے فلیٹ پر پہنچ گیا لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ فلیٹ کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ حالانکہ سلیمان کے کہنے پر ہسپتال سے واپس آکر اس نے خود فلیٹ کو لاک کیا تھا کیونکہ سلیمان ایمرجنسی میں عبدالصمد صاحب کو ہسپتال لے جانے کی وجہ سے اسے پوری طرح لاک نہ کر سکا تھا۔ لیکن اب یہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران اندر داخل ہوا تو ایک بار پھر اس کے ہونٹ بھنچ گئے کیونکہ فلیٹ کے تین چار کمروں کو اس طرح ادھیڑ کر رکھ دیا گیا تھا جیسے ایسا کرنے والے کو کسی خاص چیز کی تلاش ہو اور پھر غور سے دیکھنے کے بعد عمران سمجھ گیا کہ ایسا کرنے والوں کا مقصد کیا تھا۔ الماریاں، میزوں کی درازیں، بیڈ کی سائیڈ ٹیبلوں کی درازیں سب کھلی ہوئی تھیں اور ان میں سے چھوٹا چھوٹا سامان بھی باہر نکال دیا گیا تھا۔ اس لئے عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ ساری تلاشی مائیکرو فلم کے لئے لی گئی تھی جو سلیمان کے ذریعے پہلے ہی عمران تک پہنچ چکی تھی۔ عمران نے عبدالصمد صاحب کی ذاتی ڈائری کی تلاش شروع کر دی اور تھوڑی دیر بعد وہ میز کی دراز سے باہر

پڑی ہوئی ایک ذاتی ڈائری تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس میں عبدالصمد صاحب کے بیٹوں کے پتے اور فون نمبرز بھی موجود تھے اور ساتھ ہی انہوں نے مختصر طور پر اس مائیکرو فلم رول کے بارے میں بھی لکھا تھا کہ یہ رول انہیں ایکریمیا میں ان کے شاگرد ڈاکٹر شاہد لودھی نے دیا ہے جو کامبانو کی ریڈ زیرو لیبارٹری میں کام کرتے ہیں۔ ایم ایم نامی پرزہ بھی پاکیشیا سے چرا کر اس لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے اور اب ڈاکٹر شجاعت علی کو بھی اغوا کر کے وہیں لے جایا جائے گا۔ ڈائری میں ڈاکٹر عبدالصمد صاحب نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے طور پر ڈاکٹر شجاعت علی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ان کی کوششیں بارآور ثابت نہیں ہو سکیں۔ عمران نے یہ سب کچھ پڑھ کر ایک طویل سانس لیا اور پھر ڈائری کو جیب میں ڈال کر وہ فلیٹ سے باہر آیا۔ اس نے فلیٹ کو بند کر کے لاک کیا اور واپس اپنے فلیٹ میں آکر اس نے رسیور اٹھایا تاکہ ڈاکٹر عبدالصمد صاحب کے بیٹوں کو فون کر کے ان کے والد کی وفات کے بارے میں انہیں اطلاع دے سکے۔

کامبانو کی ریڈ اپرو لیبارٹری کا سکورٹی چیف گراہم اپنے آفس میں موجود تھا۔ ڈاکٹر شاہد لودھی جس نے ایم ایم فارمولے کے بارے میں مائیکرو فلم رول پاکیشیا پہنچایا تھا کو گراہم نے اس وقت تک زندہ رکھنے کا فیصلہ کیا تھا جب تک کہ جوزف اسے اس بارے میں تمام تفصیل مہیا نہ کر دے ۔یہی وجہ تھی کہ کل اس نے جوزف کو فون کرنے کے بعد ڈاکٹر لودھی کو بلیک روم سے نکال کر ایک تہہ خانے میں رکھنے کا حکم دے دیا تھا اور اب بھی وہ اپنے آفس میں بیٹھا جوزف کی طرف سے کسی نئی اطلاع کا ہی منتظر تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور گراہم نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گراہم نے کہا۔

"جناب جوزف کی کال ہے"...... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے

میں کہا گیا۔

"کرا دو بات"...... گراہم نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔ جوزف بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد جوزف کی آواز سنائی دی۔

"گراہم بول رہا ہوں۔ کوئی خاص رپورٹ"...... گراہم نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر عبدالصمد کے فلیٹ کی مکمل اور تفصیلی تلاشی لی گئی ہے لیکن وہاں سے کوئی مائیکرو فلم رول برآمد نہیں ہوا۔ ڈاکٹر عبدالصمد کو فلیٹ میں ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ اس کے ہمسائے اسے ایمبولینس کے ذریعے ہسپتال لے گئے تھے ۔اب وہ ہسپتال کے ایک کمرے میں ہے ۔ لیکن یہاں رات کے وقت اس کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ میرے آدمیوں نے اسے ہسپتال میں اپروچ کیا۔ اس کے کمرے میں اس پر ہلکا سا تشدد کیا گیا تاکہ مائیکرو فلم کے بارے میں معلوم ہو سکے لیکن وہ چونکہ پہلے سے مریض تھا اس لئے وہ ہلاک ہو گیا۔ وہاں بھی اس کے اترے ہوئے لباس کو بھی چیک کرایا گیا ہے لیکن مائیکرو فلم رول پھر بھی برآمد نہیں ہو سکا"...... جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا تو مطلب ہے کہ وہ کسی اعلیٰ حاکم کو یہ رول پہنچانے میں کامیاب ہو گیا ہے"...... گراہم نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں، میرے آدمیوں نے اس اینگل پر بھی انکوائری کی ہے -

ڈاکٹر عبدالصمد دو روز پہلے ایکریمیا سے واپس آیا ہے اور جب سے وہ واپس آیا ہے سوائے مسجد میں جانے کے وہ اور کہیں نہیں گیا اور نہ ہی اس سے ملنے کوئی آیا ہے۔ اس کے فون کو بھی چیک کیا گیا ہے۔ فون میں کال ٹیپ اور میموری موجود ہے۔ اس نے سوائے قریبی ہوٹل کو کھانا اور ناشتہ وغیرہ بھجوانے کے بارے میں اور کوئی فون نہیں کیا"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر وہ مائیکرو فلم رول کہاں گیا"...... گراہم نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس نے اس مائیکرو فلم رول کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اس لئے اس نے اسے کہیں پھینک دیا ہے۔ اگر وہ ہارٹ کا مریض نہ ہوتا اور ہلکے سے تشدد سے ہی مر نہ جاتا تو میرا خیال ہے کہ یہی بات سامنے آتی۔ کیونکہ ہم نے ہر پہلو سے چیکنگ کر کے دیکھ لیا ہے"۔ جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہی سمجھا جا سکتا ہے۔ اوکے شکریہ"۔ گراہم نے کہا۔

"اوکے۔ گڈ بائی"...... جوزف نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گراہم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر کے اس نے فون ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ڈاکٹر ہیرالڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری

طرف سے ایک بلغم زدہ سی آواز سنائی دی۔ یہ ڈاکٹر ہیرالڈ تھا جو کامبانو کی اس ریڈزیرو لیبارٹری کا چیف سائنسدان تھا اور گراہم اس لیبارٹری کا سیکورٹی چیف تھا۔

"گراہم بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب"...... گراہم نے کہا۔

"کوئی خاص بات۔ جو فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔

"سر، کیا ڈاکٹر شجاعت علی کو پاکیشیا سے یہاں منگوانے کا کوئی بندوبست کیا گیا ہے یا نہیں"...... گراہم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ بندوبست ہم نے تو نہیں کرنا۔ حکومت نے کرنا ہے۔ میں نے سیکرٹری ڈیفنس کو بتا دیا تھا کہ ہمیں ڈاکٹر شجاعت علی یہاں زندہ اور صحیح سلامت چاہئے۔ اب وہ کیا کرتے ہیں اور کب ایسا کرتے ہیں اس بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... ڈاکٹر ہیرالڈ نے کہا۔

"سر، سیکرٹری سائنس نے مجھے بتایا تھا کہ ولنگٹن سے ایک اطلاع ملی ہے کہ ہماری لیبارٹری کے پاکیشیائی نوجوان ڈاکٹر شاہد لودھی نے ولنگٹن میں اپنے ایک استاد ڈاکٹر عبدالصمد سے ملاقات کی اور انہیں اس ایم ایم پرزے کی یہاں موجودگی اور ڈاکٹر شجاعت علی کے اغوا کے بارے میں ایک مائیکرو فلم رول دیا کہ وہ اسے پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچا دیں۔ ہم نے اس اطلاع ملنے پر پاکیشیا میں ڈاکٹر عبدالصمد کو چیک کیا تو وہ فلم رول نہیں مل سکا۔ جبکہ ڈاکٹر

عبدالصمد ہارٹ اٹیک سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے معلوم کروں کہ ڈاکٹر شجاعت علی کے سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی ہے"...... گراہم نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس سلسلے میں آپ سیکرٹری سائنس سے بات کر سکتے ہیں"۔ ڈاکٹر ہیر اللہ نے کہا۔

"یس سر"...... گراہم نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری سائنس سرمزی سے بات کراؤ"...... گراہم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... گراہم نے کہا۔

"سیکرٹری سائنس سرمزی کے پی اے سے بات کیجئے"۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ گراہم بول رہا ہوں"...... گراہم نے تیز لہجے میں کہا۔

"پی اے ٹو سیکرٹری سائنس بول رہا ہوں۔ وہ ایک خصوصی میٹنگ میں مصروف ہیں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد فارغ ہو جائیں گے تو میں آپ کو خود فون کر کے آپ کی بات ان سے کرا دوں گا"...... پی اے نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً سوا گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو گراہم نے رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... گراہم نے کہا۔

"سیکرٹری سائنس سرمزی کے پی اے سے بات کیجئے جناب"۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... گراہم نے کہا۔

"ہیلو، پی اے ٹو سیکرٹری سائنس سرمزی بول رہا ہوں"۔ ایک مختلف آواز سنائی دی۔

"گراہم بول رہا ہوں"...... گراہم نے کہا۔

"سیکرٹری سائنس میٹنگ سے فارغ ہو چکے ہیں۔ کیا آپ اب بھی ان سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... پی اے نے کہا۔

"ہاں"...... گراہم نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... تھوڑی دیر بعد ایک بھاری لیکن سخت سی آواز سنائی دی اور گراہم فوراً پہچان گیا کہ یہ سرمزی کی آواز ہے۔

"گراہم بول رہا ہوں سر۔ ریڈ زیرو لیبارٹری کاسپانو سے"۔ گراہم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کوئی خاص رپورٹ"...... سرمزی نے کہا۔

"سر، آپ کی طرف سے ٹیپ ملنے کے بعد ہم نے لیبارٹری کے

پاکیشیائی سائنسدان ڈاکٹر شاہد لودھی کو گھیر لیا۔ اس نے ہمیں بتایا کہ اس نے مائیکرو فلم رول میں یہ پیغام دیا ہے کہ ایم ایم نامی پرزہ ایکریمیا کی ریاست کامبانو میں واقع ریڈ زیرو لیبارٹری میں پہنچ چکا ہے لیکن ایکریمین سائنسدان اسے کھول لینے کے باوجود اسے سمجھ نہیں سکے۔ اس لئے انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس پرزے کے موجد ڈاکٹر شجاعت علی کو اغوا کر کے ریڈ زیرو لیبارٹری لایا جائے اور جناب ڈاکٹر شاہد لودھی نے بتایا ہے کہ اس نے ڈاکٹر عبدالصمد کو کہا تھا کہ وہ واپس پاکیشیا جا کر یہ مائیکرو فلم رول حکومت پاکیشیا کے کسی اعلیٰ حاکم تک پہنچا دے تاکہ وہ اس معاملے پر چوکنا ہو جائیں"...... گراہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر......" سیکرٹری سائنس سرہنری نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"جناب، میں نے فارن ایجنسی کے چیف جوزف سے بات کی تو جوزف نے پاکیشیا میں اپنے سیکشن کے ذریعے فوری کارروائی کی۔ اس کی ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ ڈاکٹر عبدالصمد جب سے ایکریمیا سے واپس پاکیشیا گیا ہے اپنے فلیٹ میں ہی رہا ہے۔ نہ کہیں گیا ہے اور نہ ہی کوئی آکر اس سے ملا ہے۔ وہ اکیلا رہتا ہے۔ پھر رات کو اسے ہارٹ اٹیک ہوا تو ہمسائے اسے لے کر ہسپتال پہنچے اور وہ ہسپتال میں موجود ہے۔ جوزف کے سیکشن نے اس کے فلیٹ کی تفصیلی تلاشی لی لیکن وہ فلم رول انہیں وہاں سے نہ مل سکا۔ اس پر وہ

ہسپتال پہنچے اور انہوں نے عبدالصمد سے پوچھ گچھ کی اور معمولی سے تشدد سے وہ ہلاک ہو گیا کیونکہ وہ ہارٹ کا مریض تھا۔ اس طرح یہ معاملہ اب رک گیا ہے۔ میں نے اس لئے آپ کو فون کیا ہے کہ ڈاکٹر شجاعت علی کے سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی ہے"۔ گراہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر شجاعت علی ایک سائنسی کانفرنس میں شرکت کے لئے یورپ کے ملک میلاک میں موجود تھے۔ وہاں سے انہیں اغوا کر لیا گیا ہے۔ لیکن اب انہیں کامبانو نہیں بھیجا جا رہا بلکہ انہیں ٹاکس کی سب سے محفوظ لیبارٹری بلیو ہاکس پہنچایا جا رہا ہے اور اب یہ ایم ایم فارمولا بھی ریڈ زیرو لیبارٹری سے بلیو ہاکس بھجوایا جائے گا"۔ سرہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ فیصلہ کن وجوہات کی بناء پر کیا گیا ہے سر۔ جبکہ ریڈ زیرو لیبارٹری بھی ہر طرح سے محفوظ ہے اور پھر میں یہاں موجود ہوں"...... گراہم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا میں جیسے ہی ڈاکٹر شجاعت علی کے اغوا کی خبر پہنچے گی وہاں لامحالہ ان کو ٹریس کرنے کے لئے کام کیا جائے گا اور اگر یہ ٹاسک پاکیشیا سیکرٹ سروس کو دے دیا گیا تو پھر معاملات بے حد بگڑ جائیں گے اور بلیو ہاکس لیبارٹری دنیا کی محفوظ ترین لیبارٹری سمجھی جاتی ہے۔ وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کچھ بھی نہ کر سکے گی۔ جہاں تک آپ کا تعلق ہے تو آپ کو یہ بتانا بہتر ہوگا کہ بلیو ہاکس

ایکریمیا کی ایسی لیبارٹری ہے جس کی حفاظت ایکریمیا کی سب سے طاقتور ریڈ ایجنسی کی ذمہ داری ہے اور اس کا بہترین سیکشن جسے ٹاپ سیکشن کہا جاتا ہے ۔ اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے مامور ہے"...... دوسری طرف سے سرمزی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گراہم نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے سرمزی نے یہ باتیں کرکے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیئے ہوں۔

"مجھے سرمزی کو اپنی کارکردگی سے بتانا پڑے گا کہ گراہم کسی سے کم نہیں ہے ۔ اسے اس انداز میں نظرانداز نہیں کیا جا سکتا"...... گراہم نے رسیور رکھ کر بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا۔ لیکن اس کے ذہن میں ایسی کوئی ترکیب نہ آ رہی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنی اہمیت ان پر جتا سکتا۔ اچانک ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے خیال آ گیا تھا کہ ڈاکٹر شاہد لودھی ابھی زندہ ہے ۔ اگر اسے کسی خاص انداز میں استعمال کیا جا سکے تو بات بن سکتی ہے ۔ وہ بیٹھا مزید سوچتا رہا۔ کئی سکیمیں اس کے ذہن میں آئیں لیکن ہر سکیم کو اس نے اس میں موجود کسی نہ کسی خامی کی وجہ سے مسترد کر دیا۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور گراہم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گراہم نے کہا۔

"ریڈ ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کے چیف آرنلڈ آپ سے بات کرنا

چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آرنلڈ۔ اوہ تو ٹاپ سیکشن کا چیف آرنلڈ ہے ۔ کراؤ بات جلدی"...... گراہم نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ہیلو گراہم آرنلڈ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ارے تم کب سے ریڈ ایجنسی میں شامل ہو گئے ہو اور نہ صرف شامل ہوئے ہو بلکہ ٹاپ سیکشن کے چیف بھی بن گئے ۔ میرا خیال تھا کہ تم ابھی تک ڈارک ڈے ایجنسی میں ہی وقت ضائع کر رہے ہو گے"...... گراہم نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں کہا کیونکہ آرنلڈ اور وہ دونوں نہ صرف کالج فیلو بلکہ ہوسٹل میں روم فیلو بھی تھے اور پھر دونوں ہی خصوصی تربیت حاصل کرکے سیکورٹی فیلڈ میں آئے تھے ۔ آرنلڈ ایک چھوٹی سی سرکاری ایجنسی ڈارک ڈے میں شامل ہو گیا تھا جبکہ وہ ایک دو چھوٹی لیبارٹریوں کی سیکورٹی میں شامل رہنے کے بعد اب اس بڑی لیبارٹری میں چیف سیکورٹی آفیسر بن گیا تھا۔

"مجھے ابھی حال ہی میں ایک اہم کارنامہ سرانجام دینے کے انعام میں ٹاپ ایجنسی میں شامل کیا گیا ہے اور پھر ٹاپ ایجنسی میں ایک دو کام میں نے ایسے کر دیئے کہ ریڈ ایجنسی کے چیف سرمیری میرے کارناموں پر بے حد خوش ہوئے اور انہوں نے مجھے ٹاپ سیکشن میں شامل کر دیا اور اب میں ٹاپ سیکشن کا چیف ہوں اور چار بڑی بڑی سرکاری لیبارٹریوں کی عملی سیکورٹی بھی ہمارے سیکشن کے حوالے کر

دی گئی ہے جن میں بلیو ہاکس لیبارٹری بھی شامل ہے۔ یہ ایکریمیا کی اہم ترین لیبارٹری ہے۔ اس کی وسعت کا اندازہ اس سے لگا لو کہ اس میں بیک وقت چار مختلف شعبوں میں اہم ترین کام ہو رہے ہیں۔ مجھے ابھی چیف سیکرٹری نے فون کر کے بتایا ہے کہ حکومت ایکریمیا نے پاکیشیا سے میزائل کو ٹارگٹ پر ہٹ کرنے والا ایک پرزہ پہلے کاسبانو کی ریڈ زیرو لیبارٹری میں بھجوایا تھا جہاں انہوں نے چیف سیکورٹی آفیسر کے طور پر تمہارا نام لیا۔ پھر انہوں نے بتایا کہ اب یہ پرزہ بھی وہاں سے بلیو ہاکس میں شفٹ کرایا جا رہا ہے اور پاکیشیا سے اس پرزے کے موجد سائنسدان کو بھی بلیو ہاکس میں شفٹ کیا جا رہا ہے اور چونکہ چیف سیکرٹری کو خدشہ لاحق تھا کہ اگر اس پرزے اور سائنسدان کے پیچھے پاکیشیا سیکرٹ سروس آ گئی تو پھر معاملات بے حد نازک ہو جائیں گے۔ اس لئے انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے فون پر تمام تفصیل معلوم کر لوں"...... آرنلڈ نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی اسے اطلاع ہو سکتی ہے۔ میں تمہیں اب تک ہونے والی تمام کارروائی کی تفصیل بتاتا ہوں"...... گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر شاہد لودھی اور ڈاکٹر عبدالصمد کی اطلاع سے لے کر جوزف کے ذریعے وہاں پاکیشیا میں ہونے والی تمام کارروائی کی تفصیل بتا دی۔

"تمہاری تفصیل میں گو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام نہیں آیا لیکن ایک اہم ترین بات سامنے آئی ہے کہ ڈاکٹر عبدالصمد جس کے پاس مائیکرو فلم رول تھا وہ کنگ روڈ کے فلیٹ میں رہتا تھا"۔ آرنلڈ نے کہا۔

"تو اس میں اہم بات کیا ہے"...... گراہم نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا دنیا کا سب سے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ عمران بھی کنگ روڈ کے فلیٹ میں ہی رہتا ہے"...... آرنلڈ نے جواب دیا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ فلیٹس میں تو بے شمار لوگ رہتے ہیں اور ڈاکٹر عبدالصمد اب ہلاک ہو چکا ہے اور اس کے فلیٹ کی مکمل تلاشی لے لی گئی ہے۔ وہ مائیکرو فلم رول وہاں موجود نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر عبدالصمد نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی اور اسے کہیں پھینک دیا ہوگا"...... گراہم نے کہا۔

"ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال ہمیں محتاط رہنا ہوگا"...... آرنلڈ نے کہا۔

"آرنلڈ۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں بھی بلیو ہاکس لیبارٹری میں آجاؤں"...... گراہم نے کہا۔

"اوہ نہیں، سوری۔ اب تو ویسے بھی اسے سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ اب تو ایسا ممکن ہی نہیں ہے"...... آرنلڈ نے جواب دیا۔

"اچھا، ایک کام تو ہو سکتا ہے کہ جب وہاں کوئی گڑبڑ ہو تو تم مجھے اطلاع دے دینا"...... گراہم نے کہا۔

"اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ تم وہیں کامبانو میں ہی محتاط رہو۔ جس ڈاکٹر لودھی نے وہ فلم رول ڈاکٹر عبدالصمد کو دیا ہے وہ تمہاری لیبارٹری میں ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کوئی اطلاع ملی تو وہ سیدھی کامبانو کا ہی رخ کرے گی اور ان لوگوں کو ڈاج دینے کے لئے ہی بلیو ہاکس لیبارٹری کو منتخب کیا گیا ہے۔ بظاہر یہی ظاہر کیا جائے گا کہ ڈاکٹر شجاعت علی کو بھی کامبانو پہنچا دیا گیا ہے۔ اس لئے وہاں تمہیں ہر لحاظ سے چوکنا اور محتاط رہنا ہوگا"...... آرنلڈ نے کہا تو گراہم کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔

"اوہ، ویری گڈ۔ یہ تو اچھا ہو گیا کہ میں یہاں ہوں۔ اب میں خود ہی ان سے نمٹ لوں گا"...... گراہم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اتنا خوش ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے گراہم۔ تمہیں ابھی اندازہ نہیں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کس انداز میں کام کرتی ہے۔ میرا ایک بار ان سے معمولی سا ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ یہ حد درجہ تیز، فعال، ذہین اور خطرناک لوگ ہیں۔ اس لئے میری ایک بات سن لو کہ تم میرے دوست ہو۔ اس لئے میں خود تمہیں یہ بات کر رہا ہوں ورنہ تو سیکرٹری سائنس کے ذریعے تمہیں احکامات پہنچائے جاتے کہ تمہیں جیسے ہی ان کی کامبانو آمد کے بارے میں پہلی انفارمیشن ملے تو تم نے فوری مجھے اطلاع دینی ہے۔ میرا سیکرٹری تمہارے سیکرٹری کو میرا فون نمبر نوٹ کرا دے گا تاکہ ہم ان لوگوں کو کامبانو میں گھیر کر ان کا خاتمہ کر سکیں"...... آرنلڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں فوری اطلاع کر دوں گا"...... گراہم نے کہا۔

"اوکے۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور گراہم نے رسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ مجھ پر اپنی کارکردگی کا رعب ڈال رہا ہے۔ مجھ پر۔ گراہم پر"...... گراہم نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"سموئیل کو بھیجو میرے پاس"...... گراہم نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... آنے والے نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔

"سموئیل۔ ڈاکٹر شاہد لودھی کی کیا پوزیشن ہے"...... گراہم نے پوچھا۔

"وہ قید خانے میں موجود ہے باس"...... سموئیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کو لیبارٹری سے باہر لے جاؤ اور کسی ویران پہاڑی علاقے

میں گولی مار کر کسی غار میں پھنکوا دو"...... گراہم نے تیز لہجے میں کہا۔

"مم، مگر، مگر باس وہ سائنسدان ہے۔ اسے ہم باہر لے گئے تو ہم سے اس بارے میں پوچھا جائے گا"...... سموئیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے جاتے ہوئے نوٹ کرانا ہے کہ اسے کامبانو پہنچایا جا رہا ہے اور پھر واپس آکر رپورٹ دے دینا کہ اسے بس ٹرمینل پر پہنچا کر تم واپس آگئے ہو۔ باقی کام میں خود کر لوں گا"...... گراہم نے کہا۔

"یس باس"...... سموئیل نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"اس جیسے غدار کو میں یہاں ایک منٹ بھی برداشت نہیں کر سکتا"...... گراہم نے بڑے نفرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس طرح چونک پڑا جیسے اسے اچانک کوئی خیال آگیا ہو۔ یہ لوگ اگر ریڈ ہیرو لیبارٹری میں آئیں گے تو لامحالہ کامبانو سے ہی آئیں گے۔ اس لئے مجھے کامبانو میں انہیں روک کر ان کا وہیں خاتمہ کرنا ہوگا۔ یہ تو خفیہ لیبارٹری ہے یہاں تو یہ لوگ کسی صورت داخل ہی نہ ہو سکیں گے"...... گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن کو پریس کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جوزف بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"گراہم بول رہا ہوں"...... گراہم نے کہا۔

"کوئی خاص بات۔ میں نے تو تمہیں حتمی رپورٹ دے دی تھی اس ڈاکٹر عبدالصمد کے بارے میں"...... جوزف نے کہا۔

"ہاں۔ اب اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہاں کامبانو میں ریڈ ہیرو لیبارٹری پر حملے کا خدشہ ہے۔ گو وہ لوگ کسی طرح بھی یہاں داخل نہیں ہو سکتے لیکن ان کا خاتمہ بھی ضروری ہے تم بتاؤ کہ اس سلسلے میں کیا کیا جائے"...... گراہم نے کہا۔

"ارے نہیں۔ اس کا اس سارے کھیل سے کیا تعلق۔ انہیں تو ویسے بھی اس کا علم نہیں ہو سکے گا"...... جوزف نے کہا۔

"جس کنگ روڈ پر ڈاکٹر عبدالصمد رہتا تھا اسی کنگ روڈ کے کسی فلیٹ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خطرناک ایجنٹ عمران بھی رہتا ہے۔ اس لئے اعلیٰ حکام کو خدشہ ہے کہ وہ کامبانو لیبارٹری پہنچ سکتا ہے"...... گراہم نے آرنلڈ کی بتائی ہوئی بات دوہراتے ہوئے کہا۔

"اوہ، وہ تو واقعی بے حد خطرناک ایجنٹ کہا جاتا ہے۔ ٹھیک ہے میں پاکیشیا میں اپنے آدمیوں کی ڈیوٹی ایئرپورٹ پر لگا دیتا ہوں۔ عمران اکیلا یا ساتھیوں سمیت جیسے ہی پاکیشیا سے ایکریمیا کے لئے روانہ ہوگا مجھے اطلاع مل جائے گی اور میں تمہیں اس کی اطلاع دے دوں گا۔ تم کامبانو کے چیف پولیس آفیسر کو کہہ کر ان کا خاتمہ آسانی سے کرا سکتے ہو"...... جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ بہترین تجویز ہے"...... گراہم نے تحسین آمیز

لہجے میں کہا کیونکہ واقعی اسے یہ تجویز پسند آئی تھی۔

"اوکے ۔ گڈ بائی"...... جوزف نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گراہم نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

s4sheikh@gmail.com

s4sheikh@gmail.com

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب روایت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب۔ اس ڈاکٹر عبدالصمد مرحوم کی طرف سے دیئے گئے مائیکرو فلم رول کے سلسلے میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے یا نہیں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ڈاکٹر شجاعت علی ایک سائنس کانفرنس میں شرکت کے لئے میلاک گئے ہوئے ہیں۔ کل انہوں نے واپس آنا ہے۔ ان کے ساتھ تفصیلی بات چیت کے بعد یہ فیصلہ ہوگا کہ اس پرزے کو ایکریمیا سے واپس لے آنے کی ضرورت ہے یا نہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کس طرح عمران صاحب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بات تو طے ہے کہ یہ پرزہ پاکیشیا سے چوری ہو کر ایکریمی ریاست کامبانو کی خفیہ ریڈزیرو لیبارٹری میں پہنچ چکا ہے۔ جہاں ڈاکٹر شاہد اودھی کام کر رہا ہے۔ اس ڈاکٹر شاہد اودھی نے جو پیغام مائیکرو فلم رول میں ریکارڈ کر کے بھیجا ہے اس کے مطابق اس پرزے کو کھول لینے کے باوجود ایکریمین سائنسدان اسے سمجھ نہیں سکے۔ اس لئے وہ ڈاکٹر شجاعت علی کو اغوا کر کے لے جانا چاہتے ہیں تاکہ ان سے اس پرزے کے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیں۔ اب اگر ڈاکٹر شجاعت علی واپس آکر کہہ دیتے ہیں کہ انہوں نے اس پرزے کو تیار کیا ہے۔ اس لئے وہ دوسرا پرزہ بھی تیار کر سکتے ہیں تو پھر ایکریمیا اس پرزے کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہوگی کیونکہ وہ تو اسے سمجھ ہی نہیں سکے۔ مزید کیا سمجھیں گے اور اگر ڈاکٹر شجاعت علی نے کہا کہ اس پرزے کو واپس لانا ضروری ہے تو پھر اس سلسلے میں کچھ سوچا جا سکتا ہے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ لوگ ڈاکٹر شجاعت علی کو میلاک سے بھی تو اغوا کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ نے کیا کیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن ہم اب سارے کام تو نہیں کر سکتے۔ اب یہ تو ممکن نہیں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہر سائنسدان کے

ساتھ ساتھ پھرتی رہے۔ اس لئے میں نے سرسلطان کو کہہ کر ملٹری
نیلی جنس کے چار ممبران کو میلاک بھجوا دیا ہے۔ وہ وہاں
کیشیائی سفارت خانے کے ساتھ مل کر ان کی حفاظت کریں گے۔
رسلطان نے میلاک میں پاکیشیائی سفیر کو بھی الرٹ کر دیا ہے۔
ں کے باوجود اگر ڈاکٹر شجاعت علی اغوا ہو جاتے ہیں تو پھر ان کی
مت"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میری سمجھ میں تو ابھی تک یہ بات نہیں آئی کہ آخر اس پرزے
یں ایسی کیا بات ہے کہ ایکریمیا اس حد تک بھاگ دوڑ کر رہا ہے۔
ارگٹ یقینی طور پر ہٹ کرنے کی کوشش تو دنیا کے تمام
سائنسدان کرتے رہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میرے ذہن میں یہی الجھن تھی۔ اس پر میں نے سرداور سے بات
ی لیکن وہ بھی کوئی خاص بات نہیں بتا سکے۔ پھر سرداور سے میں نے
میلاک میں اس ہوٹل کا فون نمبر لیا جہاں ڈاکٹر شجاعت علی قیام پذیر
تھے۔ وہاں میں نے ڈاکٹر شجاعت علی سے اس ٹاپک پر براہ راست
بات کی۔ تب یہ بات سامنے آئی کہ اس پرزے میں صرف اتنی
خاصیت نہیں ہے کہ یہ میزائل کو یقینی طور پر ٹارگٹ پر ہٹ کراتا
ہے بلکہ اس میں ایک اور خاص بات بھی ہے کہ اس پرزے کے اندر
موجود خصوصی ریز میزائل کی پرواز کے درمیان چارجڈ ہو کر میزائل
کے گرد پھیل جاتی ہیں جن کی وجہ سے کوئی بھی اینٹی میزائل سسٹم
اس میزائل پر اثرانداز نہیں ہو سکتا۔ اس کا مطلب ہوا کہ جس

میزائل میں یہ پرزہ نصب ہوتا ہے اس میزائل کو کوئی اینٹی میزائل سسٹم روک بھی نہیں سکتا اور اس پرزے کی وجہ سے میزائل یقینی طور پر اپنے ٹارگٹ کو بھی ہٹ کرے گا۔ ان دونوں خصوصیات نے مل کر اس میزائل کو ایک لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا ہے اور یہ ایسی صفات ہیں جنہوں نے سپرپاور ایکریمیا کو اس پرزے کے لئے پاگل کر رکھا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اب اس کو اس پرزے کی اہمیت کا احساس ہوا ہو۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں"...... دوسری طرف سے سرسلطان کی قدرے متوحش سی آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

"علی عمران حاضر ہے جناب"...... عمران نے سرسلطان کے متوحش لہجے کی وجہ سے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے۔ میلاک میں پاکیشیائی سفارت خانے پر حملہ کر کے وہاں موجود ڈاکٹر شجاعت علی کو اغوا کر لیا گیا ہے"...... سرسلطان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"وہ کس طرح۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چار آدمی بھی ان کی حفاظت کر رہے تھے۔ پھر سفارت خانے پر حملہ اور اغوا۔ یہ کیسے

ممکن ہو گیا"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق کانفرنس کے اختتام پر ڈاکٹر شجاعت علی ملٹری انٹیلی جنس کے آدمیوں کے ساتھ پاکیشیائی سفارت خانے آ گئے کیونکہ انہیں چارٹرڈ طیارے سے پاکیشیا لایا جانا مقصود تھا اور اس کا انتظام پاکیشیائی سفارت خانے نے کرنا تھا۔ سفارت خانے پہنچ کر ڈاکٹر شجاعت علی صاحب سفیر کے آفس میں بیٹھ گئے جبکہ انٹیلی جنس کے افراد دوسرے کمرے میں موجود تھے کہ اچانک ہر طرف نامانوس سی گیس پھیل گئی اور سفیر سمیت سارا عملہ اور ملٹری انٹیلی جنس کے افراد بھی بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب عملے کو ہوش آیا تو ڈاکٹر شجاعت علی غائب تھے۔ میلاک کی پولیس اس سلسلے میں انکوائری کر رہی ہے لیکن یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ ڈاکٹر شجاعت علی کو باقاعدہ سازش کے تحت اغوا کیا گیا ہے"۔ سرسلطان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ ہماری توقع سے بھی زیادہ اس پرزے کو اہمیت دے رہے ہیں کہ انہوں نے سفارت خانے پر بھی کارروائی کرنے سے گریز نہیں کیا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں، اور اب یہ پاکیشیا کی حرمت کا بھی سوال بن گیا ہے کیونکہ سفارت خانے پر حملہ ایک لحاظ سے ملک پر حملہ شمار کیا جاتا ہے"۔ سرسلطان کے لہجے میں غصہ تھا۔

"آپ بے فکر رہیں سرسلطان۔ انہیں یہ حملہ بے حد مہنگا پڑے

گا"...... عمران نے بھی سرد لہجے میں کہا۔

"اوکے۔اب میں مطمئن ہوں"...... عمران کا جواب سنتے ہی سرسلطان کے لہجے میں ایسا اطمینان ابھر آیا جیسے عمران کے اس فقرے نے سارا مسئلہ ہی حل کر دیا ہو۔اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... جولیا کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"صالحہ، تنویر، کیپٹن شکیل اور صفدر کو الرٹ کر دو۔انہوں نے ایک انتہائی اہم مشن پر عمران کی سربراہی میں ایکریمیا جانا ہے۔کسی بھی وقت انہیں کال کیا جا سکتا ہے۔تم بھی اس ٹیم میں شامل ہو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"وہ سرخ جلد والی ڈائری دو"...... عمران نے رسیور رکھ کر بلیک زیرو سے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی نچلی دراز کھول کر ایک ضخیم ڈائری جس کی جلد تیز سرخ رنگ کی تھی نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔اس ڈائری میں نام، پتے اور فون نمبرز وغیرہ موجود تھے۔عمران ڈائری کے اوراق پلٹتا رہا۔

"میں آپ کے لئے چائے لے آؤں"...... بلیک زیرو نے عمران کے موڈ کو محسوس کرتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا لیکن اس کی توجہ ڈائری پر ہی تھی۔بلیک زیرو اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔تھوڑی دیر بعد عمران کی نظریں ایک صفحے پر جم گئیں۔ وہ کچھ دیر تک اس کو غور سے دیکھتا رہا۔پھر اس نے ڈائری بند کر کے اسے میز پر رکھا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے میلاک کا ملکی رابطہ نمبر اور میلاک شہر کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انکوائری آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ نمبرز بتا دیئے گئے۔عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔کافی دیر تک نمبر پریس کرنے کے بعد اس نے ہاتھ ہٹایا تو چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔اس دوران بلیک زیرو بھی چائے کی دو پیالیاں اٹھائے واپس آ گیا۔اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنی کرسی کی طرف

بڑھ گیا۔

"ساہوک کلب"...... رسیور اٹھتے ہی ایک باریک لیکن متر نسوانی آواز سنائی دی۔

"وکٹر ہاگو سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول ہوں"...... عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف چونک کر کہا گیا۔

"وکٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آو سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول ہوں"...... عمران نے اس بار اپنا مخصوص تعارف کراتے ہو کہا۔

"اوہ، اوہ پرنس عمران آپ۔ کیسے آج یاد کر لیا آپ نے دوسری طرف سے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"جب تمہارے انتہائی مہذب ملک میں سفارت خانوں پر شروع ہو جائیں تو پھر وکٹر ہی یاد آ سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"سفارت خانوں پر حملے۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے۔ کھل کر کریں پرنس۔ یہ تو انتہائی تشویشناک اور حیرت انگیز خبر ہے"۔ ہاگو نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات کا یقین نہ آ رہا ہو

"سیلاک میں ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لئے پاکیشیا سے ایک سائنسدان ڈاکٹر شجاعت علی گئے تھے۔ اس کانفرنس کے دوران یہ اطلاعات ملیں کہ ایکریمیا ڈاکٹر شجاعت علی کو اغوا کرنا چاہتا ہے۔ جس پر ان کی حفاظت کے لئے نہ صرف سیلاک کے اعلیٰ حکام کو الرٹ کر دیا گیا بلکہ پاکیشیا سے ملٹری انٹیلی جنس کے چار افراد بھی بھجوائے گئے اور یہ طے پایا کہ ڈاکٹر شجاعت علی سائنس کانفرنس سے فارغ ہو کر سیلاک میں پاکیشیائی سفارت خانے پہنچیں گے اور پھر سفارت خانے کی طرف سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے وہ پاکیشیا واپس آئیں گے۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ سفارت خانے پہنچ گئے اور سفیر کے آفس میں موجود تھے کہ اچانک پورے سفارت خانے میں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیل گئی اور جب وہاں موجود عملے کو ہوش آیا تو ڈاکٹر شجاعت علی غائب تھے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، یہ تو زیادتی ہے۔ سفارت خانے پر ایسا حملہ تو بہت بڑی زیادتی ہے"...... وکٹر ہاگو نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ تم بہت جلدی یہ معلوم کر لو گے کہ ڈاکٹر شجاعت علی کو کس نے اغوا کیا ہے اور اب وہ کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ اپنا نمبر دے دیں۔ میں آپ کو ایک گھنٹے کے اندر رپورٹ دیتا ہوں"...... وکٹر ہاگو نے کہا۔

"میں تمہیں ڈیڑھ گھنٹے بعد خود فون کر لوں گا۔ اپنا بینک اکاؤنٹ نمبر بتا دو اور معاوضہ بھی۔ مجھے ہر صورت میں حتمی معل چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ صرف ایک لاکھ ڈالر بھجوا دیں"...... وکٹر ہا کہا اور ساتھ ہی بینک کے بارے میں تفصیل بتا کر اس نے اکاؤنٹ نمبر بھی بتا دیا۔

"اوکے۔ معاوضہ پہنچ جائے گا لیکن کام جلد از جلد اور حتمی میں کرو"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ کون ہے عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے کا معاوضہ بھجوانے کے لئے تفصیلات نوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میلاک کا انتہائی فعال گروپ ہے۔ ہر قسم کی ٹریننگ کرتے ہیں۔ ان کے رابطے یورپ، گریٹ لینڈ اور ایکریمیا میں کرنے والے ایسے گروپس سے ہیں جو انہیں حتمی معلومات مہیا کر ہیں"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا عمران نے چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگا لی جبکہ بلیک زیرو فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے تاکہ معا وکٹر ہاگو کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرایا جا سکے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گزرنے کے بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع دیئے۔

"ساہوک کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز

دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ وکٹر ہاگو سے بات کراؤ"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ وکٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد وکٹر ہاگو کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ معاوضہ پہنچ گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"بالکل پہنچ گیا ہے۔ ابھی میری سیکرٹری کو بینک نے فون کر کے آگاہ کیا ہے۔ بہت شکریہ پرنس عمران"...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا معلوم ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جو حتمی معلومات حاصل ہوئی ہیں اس کے مطابق یہ کارروائی ایکریمیا کی ریڈ ایجنسی کی طرف سے میلاک کے ایک گروپ کارس کے ذریعے ہوئی ہے۔ کارس گروپ نے سفارت خانے سے پہلے سائنس دان کو اغوا کرنے کی پلاننگ کی لیکن ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ ان کی اس انداز میں حفاظت کر رہے تھے کہ کارروائی کی صورت میں سائنسدان کے ہلاک ہو جانے کا خدشہ تھا۔ اس لئے آخری چار کار کے طور پر سفارت خانے پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی اور پھر بے ہوش سائنسدان کو وہاں سے نکال کر

ایئرپورٹ پہنچایا۔ وہاں پہلے سے تمام انتظامات مکمل تھے۔ بے ہوش سائنسدان کو ایک خصوصی طور پر تیار کردہ تابوت میں ڈال کر میت کے طور پر ولنگٹن روانہ کر دیا گیا۔ تمام کاغذات پہلے سے تیار کر لئے گئے تھے۔ اس لئے جب تک سفارت خانے میں کارروائی کی خبر پھیلتی سائنسدان ایکریمیا روانہ بھی ہو چکے تھے۔ ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن پر تابوت کو حاصل کرنے والی ایک پرائیویٹ طور پر تدفین کرنے والی کمپنی تھی۔ اس نے اس تابوت کو ایک اور چارٹرڈ کمپنی کے ایئرپورٹ سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ایکریمیا کی ریاست کامبانو بھجوا دیا"۔ وکٹرہاگو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کامبانو میں کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"سوری پرنس عمران۔ کامبانو میں ہمارا کوئی نیٹ ورک یا رابطہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ریاست ویران اور بنجر پہاڑی علاقے پر مشتمل ہے۔ یہ ریاست خاصی پسماندہ ہے"...... وکٹرہاگو نے جواب دیا۔

"اس کمپنی کا کیا نام ہے جس نے ولنگٹن سے تابوت کامبانو بھجوایا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"بلیک ماسک فیونرل کمپنی"...... وکٹرہاگو نے جواب دیا۔

"اس کا ہیڈ آفس اور فون نمبر"...... عمران نے پوچھا۔

"آپ نصف گھنٹے بعد دوبارہ کال کریں۔ میں معلوم کر رکھوں گا"...... وکٹرہاگو نے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ کو وکٹرہاگو کی رپورٹ پر شک ہے"...... عمران کے رسیور رکھتے ہی بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ ایک لحاظ سے تو اس رپورٹ نے اس مائیکرو فلم رول کی تائید کی ہے کیونکہ اس رول میں جو پیغام ہے اس کے مطابق پردہ ایم ایم بھی کامبانو کی ریڈ زیرو لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے اور ڈاکٹر شجاعت علی کو بھی اغوا کر کے وہاں پہنچایا گیا ہے لیکن اس کے لئے جو انداز اختیار کیا گیا ہے اس سے مجھے شک پڑتا ہے کہ معاملات وہ نہیں ہیں جو ہمیں دکھائے جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"دکھائے جا رہے ہیں۔ آپ کا کیا مطلب۔ کیا وکٹرہاگو دانستہ یہ سب کچھ ظاہر کر رہا ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بات نہیں جو تمہارے ذہن میں آئی ہے۔ وکٹرہاگو نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر شجاعت علی کو ریڈ ایجنسی نے اغوا کرایا ہے۔ چلو میلاک سے ولنگٹن تک تو اس تابوت کی وجہ تسمیہ سمجھ میں آتی ہے۔ پھر وہ تابوت ولنگٹن سے ہی کامبانو نہیں بھجوایا گیا بلکہ علیحدہ کسی اور چارٹرڈ کمپنی کے طیارے سے اسے کامبانو بھجوایا گیا ہے حالانکہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ ولنگٹن ایکریمیا کا دارالحکومت ہے وہاں پہنچ جانے کے بعد ڈاکٹر شجاعت علی کو آسانی سے کہیں بھی عام انداز میں لے جایا جا سکتا ہے۔ لیکن ریڈ ایجنسی کو معلوم ہے کہ ڈاکٹر شجاعت علی کے اغوا کا کیس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہی سونپا جا سکتا ہے اور

انہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کے رابطے پوری دنیا میں ہیں اس لئے وہ ڈاکٹر شجاعت علی کے اغوا کا باقاعدہ سیلاک میں کھوج لگوائیں گے اور پھر یہی کارروائی ولنگٹن میں ہوگی"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ان کی تمام کارروائی کا کیا فائدہ ہوا جبکہ حتمی طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ اسے کامبانو لے جایا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی تو اصل بات ہے۔ پہلے ہمیں یہ طے کرنا ہے کہ اسے کہاں لے جایا گیا ہے۔ میرے حلق سے یہ بات نہیں اترتی کہ انہیں ڈاکٹر شاہد لودھی کی طرف سے فلم رول عبدالصمد کو دینے کا علم ہو اور عبدالصمد کو انہوں نے ہلاک کر دیا۔ ان کے فلیٹ کی بھی تلاشی لی گئی۔ اس کے باوجود ڈاکٹر شجاعت علی کو کامبانو کی ریڈ زیرو لیبارٹری میں ہی لے جایا جائے کیونکہ یقیناً انہوں نے ڈاکٹر شاہد لودھی سے بھی پوچھ گچھ کی ہوگی"...... عمران نے کہا۔

"آپ واقعی بے حد گہرائی میں سوچتے ہیں عمران صاحب"۔ بلیک زیرو نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"سوچنا تو پڑتا ہے۔ چاہے بعد میں یہ سوچ غلط ہی ثابت ہو لیکن ویسے ہی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ادھر ادھر ڈولنے کی بجائے ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارا ٹارگٹ دراصل کہاں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ آپ کیسے معلوم کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ولنگٹن میں فارن ایجنٹ مائیک کو اس فیونرل کمپنی سے اصل بات اگلوانے کا مشن سونپا جائے گا۔ پھر اصل بات سامنے آجائے گی کہ ڈاکٹر شجاعت علی کو واقعی کامبانو بھجوایا گیا ہے یا کہیں اور"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ریڈ ایجنسی کا چیف سرمیری اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے ایک فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا اور فون کی طرف دیکھا تو اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سرمیری نے سخت لہجے میں کہا۔

"آرنلڈ بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے ٹاپ سیکشن کے چیف آرنلڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... سرمیری کا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہو گیا۔

"سر۔ آپ کو یہ رپورٹ دی تھی کہ پاکیشیائی سائنسدان ڈاکٹر

شجاعت علی کو ہوش آگیا ہے لیکن ان کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے لیبارٹری کے چیف ڈاکٹر نے انہیں چیک کیا ہے اور کچھ ضروری ٹیسٹ بھی لئے گئے ہیں۔ انہوں نے رپورٹ دی ہے کہ جس گیس سے انہیں پہلے بے ہوش کیا گیا اور پھر اسی بے ہوشی کے دوران انہیں جو انجکشن بے حس کرنے کے لئے لگائے گئے ان کی زیادہ مقدار کے آپس میں کراس ہو جانے کی وجہ سے ان کے ذہن پر برے اثرات پڑے ہیں۔ اس لئے اب ان کے علاج کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ انہیں ناراک کے ذہنی ہسپتال میں شفٹ کر دیا جائے یا پھر انہیں یہیں لیبارٹری کے ہسپتال میں رکھا جائے۔ ان کا کہنا ہے کہ ناراک کے ہسپتال میں ان کی ذہنی حالت زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے میں درست ہو جائے گی جبکہ یہاں انہیں کم از کم پندرہ دن لگیں گے"...... آرنلڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"انہیں یہیں رکھو۔ ناراک ان کی شفٹنگ ہمارے لئے رسک ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھی لمحے ان کی واپسی کے لئے حرکت میں آ سکتی ہے اور ہم نے انہیں جس انداز میں بلیو ہاکس پہنچایا ہے اس لحاظ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کامبانو میں دھکے کھاتی رہے گی۔ بلیو ہاکس کے بارے میں ان کا خیال ہی نہیں جا سکتا لیکن یہاں سے ان کے باہر نکلنے میں رسک ہے۔ اس لئے پندرہ دن کی بات نہیں ہے۔ انہیں نے بہرحال باقی ساری عمر یہیں گزارنی ہے اور ہمیں بھی اس پرزے کی اتنی ایمرجنسی نہیں ہے"...... سرمیری

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... آرتھنڈ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سرہیری نے رسیور رکھ دیا۔ پھر نجانے وہ کتنی دیر تک کام کرتے رہے اور مختلف فون بھی اٹنڈ کرتے رہے کہ سفید رنگ کے فون کی گھنٹی پہلی بار بج اٹھی اور سرہیری بے اختیار چونک پڑے انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سرہیری نے کہا۔

"پاکیشیا سے رالف بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہولو۔ کیا رپورٹ ہے"...... سرہیری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر، پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سرسلطان نے باقاعدہ فون کر کے عمران کو سائنسدان شجاعت علی کے میاک میں اغوا ہونے کی اطلاع دی ہے"...... رالف نے کہا۔

"اوہ۔ مجھے پہلے ہی یہی خدشہ تھا کیونکہ سفارت خانے پر اس انداز کے حملے کی اطلاع سیکرٹری خارجہ کو بہرحال ہونی ہی تھی۔ پھر"...... سرہیری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"عمران دو عورتوں اور تین مردوں کے ساتھ ولنگٹن روانہ ہو گیا ہے"...... رالف نے کہا۔

"کب"...... سرہیری نے چونک کر کہا۔

"آدھ گھنٹہ پہلے فلائٹ روانہ ہوئی ہے"...... رالف نے جواب دیا۔

"اس فلائٹ کی پوری تفصیل بتاؤ"...... سرہیری نے سامنے رکھا ہوا پیڈ اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی قلمدان سے ایک بال پوائنٹ بھی نکال لیا اور پھر رالف نے جو تفصیل بتائی وہ انہوں نے پیڈ پر نوٹ کر لی۔

"کیا عمران اپنی اصل شکل میں ہے"...... سرہیری نے پوچھا۔

"نہیں سر۔ وہ میک اپ میں ہے۔ اسے اس کے مخصوص مزاحیہ فقروں کی وجہ سے پہچانا گیا ہے"...... رالف نے جواب دیا۔

"ایئرپورٹ سے اس کے کاغذات کی نقول حاصل کی ہیں"۔ سرہیری نے کہا۔

"نہیں سر۔ اب کر لیتا ہوں"...... رالف نے جواب دیا۔

"فوری حاصل کرو۔ انہیں بلیو ایکس کے ذریعے آپریشنل ہیڈ کوارٹر کے مرلی کے نام بھجوا دو۔ فوری"...... سرہیری نے کہا۔

"یس سر۔ زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ بعد کاغذات کی نقول آپریشنل ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گی"...... رالف نے جواب دیا۔

"اوکے"...... سرہیری نے کہا اور رسیور رکھ کر انہوں نے اپنے ساتھ پڑے ایک فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"آپریشنل ہیڈ کوارٹر کے مرفی سے بات کراؤ"...... سرہیری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سرہیری نے کہا۔

"مرفی بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"پاکیشیا سے رالف تمہیں بلیو ایکس کے ذریعے چند کاغذات بھجوا رہا ہے۔ یہ کاغذات پاکیشیائی ایجنٹ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں ہیں۔ وہ ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے ایکریمیا آ رہے ہیں۔ فلائٹ جس پر وہ آ رہے ہیں اس کی تفصیل نوٹ کر لو"...... سرہیری نے کہا۔

"یس سر"...... مرفی نے جواب دیا تو سرہیری نے سامنے رکھے ہوئے پیڈ پر لکھی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

"یس سر"...... مرفی نے کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی میک اپ میں ہیں۔ اس لئے میں نے یہ کاغذات منگوائے ہیں۔ ان سے تمہیں ان کے نئے چہروں اور کاغذات پر موجود تصویروں کی مدد سے ان کے حلیئے معلوم ہو جائیں گے۔ تم نے ان کی مشینی نگرانی کرنی ہے مع بات چیت کے۔ ولنگٹن سے یہ لوگ جس طرف بھی جائیں تم نے ان کی اطلاع مجھے

فوری دینی ہے"...... سرہیری نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا۔

"اور سنو۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی حد درجہ شاطر ذہن کے لوگ ہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ راستے میں کسی ایئرپورٹ پر ملپ ہو جائیں اور کسی اور میک اپ میں یہاں پہنچیں اس لئے اس فلائٹ نے جہاں جہاں سٹاپ کرنا ہے وہاں تم نے ان کی چیکنگ کے مکمل انتظامات کرنے ہیں"...... سرہیری نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور یہ بھی اچھی طرح سن لو کہ انہیں کسی صورت بھی نگرانی کا علم نہیں ہونا چاہئے"...... سرہیری نے کہا۔

"یس سر"...... مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... سرہیری نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر سامنے موجود فائل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سرہیری نے کہا۔

"چیف سیکرٹری سرہیر اللہ سے بات کریں سر"...... دوسری طرف سے ان کے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں ہیری بول رہا ہوں"...... سرہیری نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ ایکریمیا میں سب سے بااختیار عہدہ

چیف سیکرٹری کا ہوتا ہے۔ وہ ایک لحاظ سے انتظامی طور پر پورے ملک کے سیاہ و سفید کا مالک ہوتا ہے۔

"سرمیری۔ کیا آپ نے پاکیشیا کے کسی سائنسدان کو میلاک سے اغوا کرایا ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر"...... سرمیری نے مختصر سا جواب دیا۔

"اس کا مقصد"...... سرمیرالڈ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"پاکیشیا کے سائنسدان ڈاکٹر شجاعت علی نے ایک ایسا پرزہ ایجاد کیا ہے جسے ایم ایم کہتے ہیں۔ جو میزائل کو نہ صرف سو فیصد ٹارگٹ پر ہٹ کراتا ہے بلکہ میزائل کے دوران پرواز اس میں سے ایسی ریز نکلتی ہیں جو اس میزائل کو ہر قسم کے جدید اینٹی میزائل سسٹم سے بھی محفوظ رکھتی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ پرزہ دفاع کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اعلیٰ سطحی میٹنگ میں جسے صدر صاحب نے پریزائڈ کیا تھا۔ یہ طے پایا تھا کہ یہ پرزہ وہاں سے چوری کرا کر اسے یہاں پہنچایا جائے۔ چنانچہ ہم نے خاموشی سے یہ کام کر لیا اور کسی کو اس کا علم نہ ہو سکا کہ پرزہ کہاں گیا۔ یہاں کاسبانو میں ریڈ زیرو لیبارٹری میں اسے کھولا گیا لیکن یہ اس قدر ایڈوانس تھا کہ اس کا بنیادی فارمولا ہمارے سائنسدانوں کی سمجھ میں نہ آیا۔ چنانچہ پھر اعلیٰ سطحی میٹنگ میں یہ طے پایا کہ اس پرزے کے موجد سائنسدان ڈاکٹر شجاعت علی کو اغوا کرایا جائے تاکہ ان سے بنیادی فارمولا حاصل کیا جا سکے"۔ سرمیری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور

پھر انہوں نے میلاک میں ہونے والی کارروائی سے ان کے بلیوہاکس پہنچنے اور پھر ان کے ہوش میں آنے کے سلسلے میں آرنلڈ کی رپورٹ بھی تفصیل سے بتا دی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ چیف سیکرٹری صاحب سے کچھ چھپانا اپنے پیروں پر خود کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ نے انہیں اس انداز میں اغوا کرایا ہے کہ ایکریمیا کا نام سامنے ہی نہ آئے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر"...... سرمیری نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سرسلطان نے مجھ سے بات کرتے ہوئے کیوں کہا ہے کہ سائنسدان کو ایکریمیا کی ریڈ ایجنسی نے اغوا کرایا ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا تو سرمیری بے اختیار اچھل پڑے۔

"انہوں نے ریڈ ایجنسی کا نام لیا ہے"...... سرمیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ پھر اس کا مطلب ہے کہ آپ نے اس بات کو چھپانے کے لئے جو کارروائی کی ہے وہ ناکام ثابت ہوئی ہے اور اب پاکیشیا سیکرٹ سروس لیبارٹری کو تباہ کر کے اپنا سائنسدان واپس لے جائے گی"۔ چیف سیکرٹری نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے"...... سرمیری نے کہا۔

"کیا آپ ان لوگوں کا خاتمہ نہیں کر سکتے ۔ کیا ایکریمیا اس پسماندہ ملک کے چند افراد سے اس حد تک خوفزدہ ہے کہ اپنی تمام طاقت کے باوجود اس کے خلاف کوئی فیصلہ کن کارروائی نہیں کر سکتا"۔ سر ہیر اللہ کے لہجے میں غصے کا عنصر بتدریج بڑھتا جا رہا تھا۔

"سر، ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ لوگ مافوق الفطرت نہیں ہیں۔ عام انسان ہیں لیکن آپ سے پہلے لارڈ مارٹن ان سے بے حد خوفزدہ رہتے تھے ۔ انہوں نے سختی سے حکم دے رکھا تھا کہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے ورنہ اس وقت بھی وہ ہوائی جہاز فضا میں بلاسٹ کرایا جا سکتا ہے جس میں وہ سفر کر رہے ہیں"...... سر ہیری نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی کارروائی نہ کریں جس سے بین الاقوامی سطح پر پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں جیسا آپ نے ابھی ہوائی جہاز کو فضا میں بلاسٹ کرانے کی بات کی ہے لیکن انہیں بہرحال ہلاک ہونا چاہئے ۔ میں لارڈ مارٹن نہیں ہوں ۔ مجھے ان کی لاشیں چاہئیں ۔ ویسے میں نے سر سلطان کو کہہ دیا ہے کہ انہیں غلط اطلاع ملی ہے ۔ ایکریمیا ایسے معمولی معاملات میں ملوث نہیں ہوا کرتا"...... سر ہیر اللہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ اب آپ نے اجازت دے دی ہے ۔ اب آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... سر ہیری نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سر ہیری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور

رکھ دیا اور ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر انہوں نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کئے ۔ پھر دوسری طرف سے فون اٹنڈ ہونے پر انہوں نے آپریشنل ہیڈ کوارٹر کے مرفی سے بات کرانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سر ہیری نے کہا۔

"مرفی بول رہا ہوں سر"...... دوسری طرف سے مرفی کی آواز سنائی دی۔

"کاغذات پہنچ گئے ہیں تمہارے پاس"...... سر ہیری نے کہا۔

"یس سر۔ اور میں نے نگرانی کے تمام انتظامات بھی مکمل کر لئے ہیں"...... مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب سابقہ حکم میں ترمیم کر دی گئی ہے کیونکہ چیف سیکرٹری صاحب نے ان کی ہلاکت کی منظوری دے دی ہے ۔ اس لئے اب جیسے ہی یہ لوگ ایکریمیا میں داخل ہوں ان پر پے در پے حملے کراؤ۔ مجھے ان کی لاشیں چاہئیں جس قدر جلد ممکن ہو سکے"...... سر ہیری نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ میں کلنگ سیکشن کے جیکب کو احکامات دے دیتا ہوں۔ وہ ولنگٹن ایئرپورٹ کے باہر ہی سے کارروائی کا آغاز کر دیں گے"...... مرفی نے کہا۔

"اوکے"...... سر ہیری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ انہیں کلنگ

سیکشن کی کارکردگی کے بارے میں علم تھا کہ وہ مسلسل اور پے در پے کارروائی کرتے ہیں۔ اور ان کی کارروائی اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک ٹارگٹ ہٹ نہ ہو جائے۔ اس لئے انہیں مکمل یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ولنگٹن ایئرپورٹ سے باہر آتے ہی موت ان پر جھپٹ پڑے گی۔

تارکی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے ٹرانزٹ لاؤنج میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ عمران کے ساتھ صالحہ، جولیا، تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ چونکہ فیول وغیرہ کے لئے فلائٹ نے یہاں ایک گھنٹے تک رکنا تھا اس لئے ان سمیت فلائٹ کے تمام مسافر ٹرانزٹ لاؤنج میں آگئے تھے۔

"عمران صاحب۔ آپ سارے راستے سوتے آئے ہیں۔ اس لئے آپ نے کچھ بتایا ہی نہیں کہ ہمارا ٹارگٹ کیا ہے"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انسان کی زندگی کا کیا ٹارگٹ ہوتا ہے۔ آخرت کی کامیابی اور بس"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں ابھی آ رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا اور

سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے یہ معمول کی بات ہو کیونکہ یہاں سے باہر تو کوئی جا نہیں سکتا تھا۔ اس لئے کیپٹن شکیل بھی ادھر ادھر گھوم پھر کر واپس آ جائے گا۔ طویل فاصلے کی فلائٹ میں ویسے بھی آدمی بیٹھے بیٹھے تھک جاتا ہے۔

"جیسے ساری کامیابیاں اس دنیا میں دے دی جاتی ہیں اسے آخرت میں کچھ نہیں ملتا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور تمہارا کیا ہوگا۔ دونوں طرف سے خالی"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ اگر آپ یہاں پبلک جگہ کی وجہ سے نہیں بتا رہے تو کوئی اشارہ ہی کر دیں"...... صفدر نے کہا۔

"تم لوگوں کی نفسیات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ آخر تمہیں بے چینی کس بات کی ہے۔ مزے سے جہاز کی سیریں کر رہے ہو۔ ایکریمیا پہنچ کر عالیشان ہوٹلوں یا بڑی سجائی کوٹھیوں میں رہو گے۔ جدید ماڈل کی نئی کاریں چلانے کو مل جائیں گی۔ گھومنے پھرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ اخراجات تمام سرکاری۔ اس کے باوجود تم اس طرح پریشان ہو جیسے مقتل گاہ کی طرف تمہیں لے جایا جا رہا ہو"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ انسانی نفسیات ہے"...... صالحہ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"انسانی نفسیات۔ اچھا تو تم سب خیر سے انسان ہو"۔

عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار شرمندہ سی ہو گئی جبکہ باقی سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"تمہیں کس نے کہا تھا کہ تم اس پتھر سے سر پھوڑو۔ ویسے بھی یہ ہمیں بتانے کا پابند تو نہیں ہے۔ چیف نے اسے لیڈر بنایا ہے تو ٹھیک ہے۔ یہ لیڈر ہے جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے۔ پابند تو ہم ہیں"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ شاعر کیا کہتا ہے جس پتے پر تکیہ تھا وہی پتہ خود آگ کو ہوا دینے لگ گیا۔ میں نے سوچا تھا کہ جولیا میری حمایت کرے گی کیونکہ صالحہ نے تو بہرحال صفدر کی ہی حمایت کرنی ہے۔ لیکن تم بھی۔ بہرحال چھوڑو۔ اپنی اپنی قسمت ہے"...... عمران نے بڑے افسردہ سے لہجے میں کہا۔

"بس بس۔ یہ اداکاری کسی نئے آدمی کے سامنے کیا کرو۔ ہم سب تم جیسے رنگ باز کے داؤ میں نہیں آسکتے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ان کی فلائٹ کے تیار ہونے کا اعلان ہونا شروع ہو گیا اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ارے کیپٹن شکیل کہاں گیا"...... عمران نے چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں آرہا ہوں"...... ایک کونے سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس دروازے کے قریب آگیا جہاں سے

سب رن وے کی طرف جا رہے تھے۔

"صفدر، تم ادھر تنویر کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ میں عمران صاحب کے ساتھ بیٹھوں گا"...... جہاز میں پہنچ کر کیپٹن شکیل نے صفدر سے کہا جو پہلے عمران کے ساتھ بیٹھا ہوا یہاں تک آیا تھا اور صفدر سر ہلاتا ہوا عقبی سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا۔ کوئی خاص بات"...... عمران نے چونک کر کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کا چہرہ قدرتی طور پر سپاٹ رہتا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں سے صاف پتہ لگ رہا تھا کہ وہ کوئی بات کرنے کے لئے بے چین ہو رہا ہے۔

"ہاں عمران صاحب۔ پہلے یہ بتائیں کہ کیا ہم نے براہ راست ونگٹن ایئرپورٹ پر ڈراپ ہونا ہے یا راستے میں کہیں رک جانا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے سیٹ پر بیٹھتے ہوئے آہستہ سے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"راستے میں ایک سٹاپ اور آئے گا۔ گورگان ایئرپورٹ۔ وہاں طیارہ نصف گھنٹہ رکے گا اور عام طور پر مسافر طیارے سے نہیں اترتے۔ اس کے بعد طیارہ ونگٹن ایئرپورٹ پر ہی جا کر رکے گا"۔ عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بات یہ ہے عمران صاحب۔ کہ پچھلے سٹاپ رامانو پر بھی مجھے شک ہوا تھا کہ کچھ لوگ ہماری نگرانی کر رہے ہیں۔ ان کے پاس کوئی جدید کیمرہ نما مشین تھی جس کے لینز کا رنگ گہرا نیلا تھا"۔

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ یہ بلیو ایکس ہے۔ اس کی مدد سے دور سے نہ صرف نگرانی کی جا سکتی ہے بلکہ مخصوص ایریا میں ہونے والی گفتگو بھی ٹیپ کی جا سکتی ہے"...... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"جو بھی ہے بہرحال یہاں تارکی میں بھی میں نے ایسے ہی ایک گروپ کو دیکھا تو میں چونک پڑا۔ پھر میں اس گروپ کے ایک آدمی کے قریب سے گزرتے ہوئے اسے ایکریمین لہجہ میں سیکرٹ کا لفظ کہتے ہوئے ایک سائیڈ پر ہٹتے ہوئے واش رومز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ میری توقع کے عین مطابق وہ آدمی میرے پیچھے اس ایریئے میں آیا تو میں نے اچانک اسے گردن سے پکڑ کر ایک واش روم کی دیوار کے ساتھ لگا کر انگوٹھا اس کی شہ رگ پر رکھ کر اس انداز میں دبایا کہ وہ لاشعوری طور پر سب کچھ بتانے کے لئے تیار ہو گیا۔ مختصر طور پر اس نے بتایا کہ ریڈ ایجنسی کے آپریشنل ہیڈ کوارٹر کے انچارج مرفی کے حکم پر وہ ان تمام سٹاپس پر جہاں جہاں یہ پرواز رکتی ہے وہاں چیکنگ کر رہے ہیں اور انہیں حکم ہے کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی وہاں سے باہر جانے لگیں تو ان کی مکمل نگرانی کی جائے۔ پھر اس آدمی کے مطابق فوری ایک اور حکم آگیا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی راستے کے سٹاپس سے باہر جائیں تو ان پر اچانک اور چاروں طرف سے فائر کھول کر انہیں ہلاک کر دیا جائے ورنہ یہ کام ونگٹن ایئرپورٹ کے باہر ریڈ ایجنسی کا کلنگ سیکشن کرے گا جس کا انچارج جیکب ہے۔

ابھی میں اس سے پوچھ ہی رہا تھا کہ فلائٹ کی روانگی کے اعلانات شروع ہو گئے اور میں نے اس کی شہ رگ کچل کر اسے ہلاک کر دیا اور اس کی لاش کو ایک کونے میں اس انداز میں ڈال دیا کہ فوری نظر نہ آئے۔ جس کے بعد میں خاموشی سے چلتا ہوا آپ کے پاس پہنچ گیا"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوہ، اب اس آدمی کی لاش انہیں مل جائے گی اور اس کی اطلاع بھی انہیں دے دی جائے گی۔ مگر تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے کیپٹن شکیل۔ میں ایسی ہی کارکردگی چاہتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے خلاف ریڈ ۶ ایجنسی اور اس کا کلنگ سیکشن حرکت میں آ گیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ یہ دونوں کس قدر تیز اور باوسائل ہیں۔ کلنگ سیکشن مسلسل اور پے در پے حملے کرتا ہے اور اس وقت تک اس کے حملے جاری رہتے ہیں جب تک ٹارگٹ ختم نہ ہو جائے"...... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا ہمارا مشن ایسا ہے کہ ایکریمیا کی ریڈ ۶ ایجنسی اس طرح کھل کر ہمارے سامنے آ گئی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ویسے مشن تو ایسا نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ لارڈ مارٹن کی وفات کے بعد ایکریمیا کا جو چیف سیکرٹری بنا ہے اس نے انتقامی کارروائی کے تحت آرڈرز کئے ہوں گے اور تم نے جو کچھ معلوم کیا ہے اس کے مطابق ہماری روانگی کی اطلاع پاکیشیا سے ہی دی گئی ہو گی اور ہمارے کاغذات کی نقول بھی ہر جگہ پہنچائی گئی ہوں گی ورنہ ہم تو

ایکریمین میک اپ میں اور ایکریمین کاغذات پر سفر کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اب آپ نے کیا سوچا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم بتاؤ ہمیں کیا کرنا ہو گا۔ یہ لوگ واقعی اس قدر تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں کہ یہ ہمیں ایک قدم بھی اٹھانے نہ دیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہم گورگان ایئرپورٹ پر ڈراپ ہو جائیں اور وہاں موجود نگرانی کرنے والے گروپ کو کور کر کے ان سے تمام معلومات حاصل کریں اور پھر میک اپ اور لباس تبدیل کر کے دوسرے کاغذات پر ایکریمیا میں داخل ہوں اور وہاں داخلے کے بعد سب سے پہلے ریڈ ۶ ایجنسی کے اس آپریشنل ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے اسے تباہ کریں۔ اس کے بعد ریڈ ۶ ایجنسی کے چیف کا اور آخر میں چیف سیکرٹری کا خاتمہ کر دیں۔ اس کے بعد جو بھی مشن ہو وہ مکمل کیا جائے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں، اس طرح کام بے حد طویل ہو جائے گا اور ان لوگوں کو سنبھل جانے کا موقع مل جائے گا۔ اب ہمیں تنویر ایکشن پالیسی پر کام کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیسے عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"گورگان میں لامحالہ بلیو ایکس لئے گروپ موجود ہو گا اس لئے وہاں کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی۔ تم ہمیں اپنے ساتھیوں کو

s4sheikh@gmail.com

جیپ خاصی تیز رفتاری سے ویران اور بنجر پہاڑی علاقے میں ایک چٹانی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ریڈ لیبارٹری کا سیکورٹی آفیسر سموئیل تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ڈاکٹر شاہد لودھی بیٹھا ہوا تھا۔ ڈاکٹر شاہد لودھی کو سیکورٹی چیف گراہم کے حکم پر تہہ خانے میں رکھا گیا تھا جہاں ڈاکٹر شاہد لودھی ہر لمحے اللہ تعالیٰ سے اپنی سلامتی کی دعائیں مانگتا رہتا تھا۔ پھر تقریباً دو روز بعد سموئیل اس تہہ خانے میں آیا۔ اس نے ڈاکٹر شاہد لودھی کو بتایا کہ اس نے چیف سیکورٹی آفیسر گراہم سے اس کے لئے معافی نامہ حاصل کر لیا ہے۔ اس لئے اب اسے گولی نہیں ماری جائے گی بلکہ اسے لیبارٹری سے باہر کامبانو شہر بھجوا دیا جائے گا جہاں سے وہ جس جگہ چاہے آزادی سے جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر شاہد لودھی اس اطلاع پر بے حد خوش ہوا اور پھر سموئیل نے اسے کہا کہ وہ اپنا ضروری سامان

بریف کر دو۔ ولنگٹن ایئرپورٹ بے حد وسیع و عریض ہے۔ وہاں بے شمار انٹرنیشنل پروازیں آتی اور جاتی رہتی ہیں اور وہاں بے شمار ایسے خفیہ راستے ہیں جن سے آسانی سے گزرا جا سکتا ہے اور ایئرپورٹ سے باہر موجود کلنگ سیکشن کے لوگوں کو علم تک نہ ہو سکے گا۔ ولنگٹن میں ایک رہائشی عمارت ہمارے لئے چیف نے ریزرو کرا دی ہے۔ وہاں اسلحہ بھی ہوگا نئے لباس اور کاریں بھی۔ وہاں پہنچ کر میک اپ ہوگا۔ نئے لباس پہنے جائیں گے اور پھر دو گروپ بن کر ایک گروپ ریڈ ایجنسی کے آپریشنل ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرے گا اور دوسرا کلنگ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پر۔ تاکہ ہمارے خلاف فوری کارروائی کو روکا جا سکے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ آپ کی تجویز زیادہ بہتر ہے۔ میں صفدر کو بتاتا ہوں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور سیٹ سے اٹھ کر وہ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر کے پاس گیا۔

"تم ادھر عمران صاحب کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ میں نے صفدر سے چند باتیں کرنی ہیں"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"عمران کے ساتھ بیٹھنے کی بجائے عقب میں ایک سیٹ خالی ہے میں وہاں بیٹھ جاتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا اور اٹھ کر عقب کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

s4sheikh@gmail.com

انھا لے اور اس کے ساتھ کامبانو چلنے کے لئے تیار ہو جائے۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے ایک بیگ میں اپنا ضروری سامان پیک کیا اور پھر سموئیل کے ساتھ جیپ میں بیٹھ کر لیبارٹری سے باہر آ گیا۔ لیبارٹری کی فائنل چیک پوسٹ پر بھی سموئیل نے یہ بات درج کرائی کہ چیف سکیورٹی آفیسر کے حکم پر ڈاکٹر شاہد لودھی کو لیبارٹری سے نکالا جا رہا ہے اور وہ اسے کامبانو ڈراپ کر کے واپس آ جائے گا۔

وہاں ڈاکٹر شاہد لودھی سے بھی دستخط کرائے گئے اور پھر وہ جیپ میں سوار ہو کر لیبارٹری سے باہر آ گئے اور اب جیپ تیز رفتاری سے چٹانی راستے پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"یہ راستہ کہاں جاتا ہے۔ میں تو پہلے کبھی اس راستے سے کامبانو نہیں گیا"...... خاموش بیٹھے ڈاکٹر شاہد لودھی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کامبانو کا شارٹ کٹ ہے"...... سموئیل نے جواب دیا اور ڈاکٹر شاہد لودھی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیپ مسلسل آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور ڈاکٹر شاہد لودھی کے اندازے کے مطابق وہ لیبارٹری سے کافی فاصلے پر آ گئے تھے کہ اچانک سموئیل نے جیپ کی رفتار آہستہ کرنا شروع کر دی اور پھر ایک بڑی سی غار کے دہانے پر اس نے جیپ روک دی۔

"کیا ہوا"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے حیرت بھری نظروں سے سموئیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ ایک ضروری بات کرنی ہے"...... سموئیل نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"کہاں کرنی ہے۔ یہیں کر لو بات"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے کہا۔

"نیچے آؤ"...... سموئیل نے یکلخت انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا پسٹل نظر آنے لگ گیا تو ڈاکٹر شاہد لودھی کا چہرہ ایک بار پھر دھواں دھواں سا ہو گیا۔ وہ ایک لمحے میں سمجھ گیا تھا کہ اس غار میں اسے گولی مار کر پھینک دیا جائے گا اور پھر اس کی لاش بھی جانور کھا جائیں گے اور یہ سموئیل واپس جا کر رپورٹ کر دے گا کہ وہ اسے کامبانو چھوڑ کر واپس آ گیا ہے۔

"م، م۔ مجھے مت مارو۔ تمہیں تمہارے بچوں کا واسطہ ہے"۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"اگر تم نے میری بات نہ مانی تو صرف ایک گولی تمہاری کھوپڑی توڑ دے گی۔ اگر میری بات مان لو گے تو تمہاری جان بچ جائے گی۔ آؤ اندر"...... سموئیل نے سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر شاہد لودھی لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے چلتا ہوا غار کے اندر داخل ہو گیا۔ غار کافی کشادہ تھا۔ لیکن وہاں جانوروں کے ڈھانچے موجود تھے اور وہاں تیز بو بھی تھی۔

"سنو ڈاکٹر۔ مجھے چیف گراہم نے حکم دیا ہے کہ تمہیں یہاں لا کر گولی مار دی جائے اور واپس جا کر رپورٹ کر دی جائے کہ تمہیں کاسبانو چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ اگر کل کو حکومت پاکیشیا تمہارے بارے میں پوچھے تو اسے بتایا جاسکے کہ تمہیں ریڈ زیرو لیبارٹری سے نکال کر کاسبانو پہنچا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد تم کہاں جاتے ہو اور کہاں نہیں۔ اس کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی اور میں ایسا ہی کرنا چاہتا ہوں لیکن "۔ سموئیل بات کرتے کرتے رک گیا۔

"م۔ م۔ مجھے مت مارو۔ تم جو کہو گے میں کرنے کو تیار ہوں"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں ایسا کر بھی دیتا تم سے کوئی بات کئے بغیر۔ لیکن میں نے تمہاری چیک بک دیکھی ہے۔ تم نے کاسبانو کے سٹی بینک میں اکاؤنٹ رکھا ہوا ہے۔ تمہاری کتنی رقم اس وقت بینک میں موجود ہے"...... سموئیل نے کہا۔

"م۔ م۔ میں آدھی تنخواہ پاکیشیا میں اپنے گھر بھجواتا ہوں اور آدھی یہاں بینک میں رکھوا دیتا ہوں تاکہ جب میں پانچ چھ سالوں بعد یہاں سے واپس پاکیشیا جاؤں تو میرے پاس خاصی رقم ہو اور ایسا دو سالوں سے ہو رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ بینک میں پچاس ساٹھ لاکھ ڈالرز تو موجود ہوں گے"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے کہا۔

"میرا بھی یہی اندازہ تھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہاں

سائنسدانوں کو انتہائی بھاری تنخواہیں دی جاتی ہیں جبکہ تمام باقی اخراجات لیبارٹری کی طرف سے ہوتے ہیں۔ بہرحال اب میری بات سنو۔ تم میرے ساتھ بینک چلو۔ تم نے وہاں اپنا اکاؤنٹ کلوز کرنا ہے اور تم نے اپنی تمام رقم بینک میں میرے اکاؤنٹ میں جمع کرانی ہے۔ اگر کوئی پوچھے تو تم نے یہی کہنا ہے کہ تم میرے ذریعے رقم اپنے عزیز کو ونگٹن بھجوا رہے ہو اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے وہاں کسی سے کوئی غلط بات کی یا کوئی غلط اشارہ کیا تو پھر بھی تم مرنے سے بچ نہیں سکو گے کیونکہ یہاں وہی ہوتا ہے جو لیبارٹری کی سیکورٹی والے چاہتے ہیں۔ اس رقم کے بدلے تمہاری جان بچ جائے گی اور میں تمہیں بس ٹرمینل پر ڈراپ کر دوں گا۔ تم خاموشی سے چلے جانا۔ میں واپس جا کر چیف کو رپورٹ دے دوں گا کہ میں نے تمہیں پہاڑی کے غار میں پھینک دیا ہے۔ بولو کیا کہتے ہو"۔ سموئیل نے کہا۔

"م۔ مجھے منظور ہے"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے فوراً کہا۔

"ٹھیک ہے آؤ چلو"...... سموئیل نے پسٹل واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر وہ دونوں جیپ میں سوار ہو گئے اور سموئیل نے جیپ آگے بڑھا دی۔

"دولت لینے کے بعد تو تم مجھے نہیں مار دو گے"...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر شاہد لودھی نے بچگانہ انداز میں کہا تو سموئیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"ویسے تمہارے ذہن میں جو خیال آیا ہے وہ عام حالات میں درست ہے۔ میں تمہیں وہاں بھی ہلاک کر سکتا ہوں اور یہاں اس غار میں بھی تم سے جبراً چیک پر دستخط کرا کر تمہیں گولی مار سکتا ہوں لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔ کیونکہ ایک لحاظ سے تم نے اپنی تمام جمع پونجی مجھے دے دی ہے اور میں اس ویران علاقے کی ملازمت چھوڑ کر ناراک چلا جاؤں گا اور وہاں اس رقم سے کوئی معقول کاروبار کروں گا۔ اس لئے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہ ہو گی کہ تم کامبانو سے ولنگٹن پہنچ کر میرے خلاف کیا کرتے ہو، کیا نہیں"...... سوئیل نے کہا۔

"میں کچھ نہیں کروں گا۔ خاموش رہوں گا۔ یہ میرا وعدہ"۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور سوئیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کامبانو میں داخل ہو گئے۔ یہ راستہ واقعی شارٹ کٹ تھا۔ کامبانو کے سٹی بینک کے باہر جیپ روک کر وہ دونوں نیچے اترے اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد جب وہ دونوں بینک سے باہر آئے تو اڑسٹھ لاکھ ڈالرز کا مالک سوئیل بن چکا تھا جبکہ ڈاکٹر شاہد لودھی نے ایک ہزار ڈالرز اپنے لئے نکلوائے تھے جس کی اجازت سوئیل نے اسے دے دی تھی تاکہ وہ کامبانو سے ولنگٹن پہنچ سکے۔ سوئیل واقعی اپنی بات کا سچا نکلا۔ اس نے ڈاکٹر شاہد لودھی کو بس ٹرمینل پر اتار دیا اور پھر تقریباً بیس گھنٹوں کے طویل سفر کے بعد اور دو جگہوں پر بسیں بدلنے کے بعد ڈاکٹر شاہد لودھی ولنگٹن پہنچ

گیا۔ گو اس کے پاس کاغذات موجود تھے لیکن پاکیشیا جانے کے لئے بھاری رقم کی بھی ضرورت تھی اور ساتھ ہی ویزہ وغیرہ کا بندوبست بھی کرنا تھا۔ اس لئے اس نے ولنگٹن میں اپنے ایک دوست ڈاکٹر آصف کے پاس جانے کا فیصلہ کیا۔ یہ طب کا ڈاکٹر تھا اور طویل عرصے سے یہاں رہ رہا تھا۔ اس کی رہائش ایک فلیٹ میں تھی جہاں وہ اکیلا رہتا تھا۔ اس نے شادی نہ کی تھی۔ گو ڈاکٹر آصف کو ہسپتال کی طرف سے بھی رہائش گاہ مل سکتی تھی لیکن ڈاکٹر آصف ایکریمیا کی رنگینیوں کو پوری طرح انجوائے کرنے کے لئے علیحدہ فلیٹ میں رہتا تھا۔ ڈاکٹر شاہد لودھی کے پاس اس کا فون نمبر موجود تھا۔ اس لئے اس نے ایک پبلک فون بوتھ سے اسے فون کیا تو وہ اپنے فلیٹ میں ہی موجود تھا چنانچہ ٹیکسی میں بیٹھ کر ڈاکٹر شاہد لودھی فلیٹ پر پہنچ گیا۔

s4sheikh@gmail.com

"اس طرح اچانک تمہاری آمد پر میں حیران رہ گیا ہوں۔ تم تو کامبانو میں نہیں تھے"...... سلام دعا اور رسمی فقروں کے بعد ڈاکٹر آصف نے کہا۔

"ہاں۔ وہیں سے آ رہا ہوں اور سمجھو کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہو گیا کہ جان بچ گئی ہے"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے کہا۔

"جان بچ گئی ہے۔ کیوں کیا ہوا"...... ڈاکٹر آصف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر شاہد لودھی نے شروع سے آخر تک تمام تفصیل بتا دی۔

"اوہ، پھر تو واقعی تم پر خصوصی کرم ہوا ہے۔ تمہیں یہ کیا سوجھی کہ تم نے اس انداز میں مائیکرو فلم رول پاکیشیا پہنچانے کا سوچا۔ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ایکریمیا میں خفیہ کیمرے اور ٹیپ ریکارڈر کہاں کہاں کام نہیں کر رہے ہوتے۔ ایکریمیا میں جو امن و امان تمہیں نظر آ رہا ہے۔ ان کیمروں کی وجہ سے ہی ہے۔ سموئیل نے واقعی شرافت سے کام لیا ہے ورنہ تمہیں لازماً ہلاک کر دیا جاتا"...... ڈاکٹر آصف نے کہا۔

"ہاں، مجھے بھی اب اپنی حرکت کا احساس ہو رہا ہے۔ بس حب الوطنی کے چکر میں یہ سب کچھ کر بیٹھا۔ نتیجہ یہ کہ سب کچھ لٹوا بھی بیٹھا ہوں اور اس وقت خالی ہاتھ تمہارے پاس آیا ہوں۔ تم مجھے پاکیشیا پہنچنے تک کا کرایہ وغیرہ ادھار دے دو اور ویزہ وغیرہ بھی لگوا دو۔ میں پاکیشیا پہنچ کر تمہیں تمہاری ساری رقم واپس بھجوا دوں گا"۔ ڈاکٹر شاہد لودھی نے منت بھرے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر آصف بے اختیار ہنس پڑا۔

"احمق آدمی۔ اس انداز میں بات کیوں کر رہے ہو۔ میں تمہارا بچپن کا دوست ہوں۔ تم فکر مت کرو۔ تمہاری پوری پوری مدد ہوگی۔ مجھے اپنا پاسپورٹ دو۔ میرا ایک دوست ہے ٹریول ایجنٹ۔ میں اسے پاسپورٹ دے کر تمہارا ویزا لگوا دوں گا بلکہ ٹکٹ بھی اوکے کرا دوں گا"...... ڈاکٹر آصف نے کہا تو ڈاکٹر شاہد لودھی نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر ویزا لگنے اور ٹکٹ اوکے ہونے میں دو روز لگ گئے

تیسرے روز ڈاکٹر شاہد لودھی ڈاکٹر آصف کے ساتھ کار میں بیٹھا ہنگٹن ایئرپورٹ کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک ڈاکٹر آصف نے کار ایک سائیڈ روڈ پر موڑ دی۔

"کیا ہوا"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے چونک کر پوچھا۔

"تمہاری فلائٹ کو ابھی تین گھنٹے دیر ہے۔ میرا یہاں ایک دوست رہتا ہے کلارک۔ اس سے مل لوں۔ ایک ضروری کام ہے"۔ ڈاکٹر آصف نے کہا تو ڈاکٹر شاہد لودھی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ ڈاکٹر آصف نے نیچے اتر کر ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک آدمی جس نے دربان کی مخصوص یونیفارم پہنی ہوئی تھی باہر آ گیا۔

"کلارک موجود ہے۔ میرا نام ڈاکٹر آصف ہے۔ اور یہ میرے ساتھ ڈاکٹر شاہد لودھی ہیں"...... ڈاکٹر آصف نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ کار اندر لے آئیں"۔ دربان نے کہا اور پھر واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور ڈاکٹر آصف کار اندر لے گیا۔ گیراج میں ایک سفید رنگ کی جدید ماڈل کی کار موجود تھی۔

"یہ تمہارا دوست کیا کرتا ہے"...... کار گیراج میں رکتے ہی ڈاکٹر شاہد لودھی نے نیچے اترتے ہوئے ڈاکٹر آصف سے پوچھا۔

"کسی بزنس سے اٹیچ ہے۔ زیادہ پرانا دوست نہیں ہے۔ ایک

مریض کے سلسلے میں ہسپتال آیا تھا۔ وہاں بات چیت ہوئی۔ کافی باثر آدمی ہے"...... ڈاکٹر آصف نے کہا اور ڈاکٹر شاہد لودھی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس دوران پھاٹک بند کر کے ملازم آگیا اور اس نے انہیں ڈرائینگ روم میں بٹھایا اور واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے جدید تراش کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔

"یہ میرے دوست ہیں کلارک۔ اور یہ بھی میرے دوست ہیں ڈاکٹر شاہد لودھی"...... ڈاکٹر آصف نے ان دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کراتے ہوئے کہا تو کلارک بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ سائنسدان ہیں۔ میزائل سپیشلسٹ"...... کلارک نے کہا تو ڈاکٹر شاہد لودھی بھی بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ مجھے جانتے ہیں۔ کیسے"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ڈاکٹر آصف کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ کامبانو کی ریڈ زیرو لیبارٹری میں تھے۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا"...... کلارک نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن آپ کون ہیں اور مجھے کیسے جانتے ہیں۔ آپ سے تو پہلی بار ملاقات ہو رہی ہے"...... ڈاکٹر شاہد لودھی کے لہجے میں حیرت کا عنصر پوری طرح غالب تھا۔

"کیا تم اسے پہلے سے جانتے ہو"...... ڈاکٹر آصف نے بھی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اسی لمحے ملازم اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے اٹھا رکھی تھی جس میں تین مشروب کے گلاس تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھا اور پھر واپس چلا گیا۔

"نہیں۔ پہلی بار ملاقات ہو رہی ہے"...... کلارک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر آپ کو کیسے یہ سب معلوم ہو گیا"...... ڈاکٹر آصف نے کہا۔

"میں نے ریڈ زیرو لیبارٹری سے آپ کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ لیکن انہوں نے بتایا کہ آپ کو سیکرٹ آؤٹ کرنے کی پاداش میں نوکری سے نکال دیا گیا ہے اور آپ کو سیکورٹی کا آدمی کامبانو چھوڑ آیا ہے"...... کلارک نے کہا۔

"آپ پلیز مجھے بتائیں کہ یہ سب کیا ہے"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے جیسے منت بھرے لہجے میں کہا تو کلارک بے اختیار ہنس پڑا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔ میں ایک فون کر لوں"...... کلارک نے کہا اور سامنے ہی میز پر موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کلارک بول رہا ہوں۔ پرنس سے بات کراؤ"...... کلارک نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ جب وہ واپس آئیں تو انہیں کہنا ہے کہ مجھے فون کر

لیں۔ انہوں نے جس ڈاکٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کہا تھا وہ اس وقت میرے پاس موجود ہیں"...... کلارک نے کہا تو ڈاکٹر شاہد لودھی نے حیرت بھری نظروں سے ڈاکٹر آصف کی طرف دیکھا۔

"آپ نے حب الوطنی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک سائنسی پرزے۔ ایم ایم کی پاکیشیا سے چوری اور پھر اس کے ریڈ زیرو لیبارٹری پہنچائے جانے اور پھر اس کے موجد ڈاکٹر شجاعت علی کے اغوا کئے جانے کا خدشہ ایک مائیکرو فلم رول کے ذریعے ظاہر کیا تھا۔ آپ نے یہ فلم رول یہاں ایک پاکیشیائی عبدالصمد کے حوالے کیا تھا تاکہ وہ اسے پاکیشیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچا دیں۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں"...... کلارک نے کہا۔

"ہاں۔ مگر ......" ڈاکٹر شاہد لودھی نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کا یہ فلم رول پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران عرف پرنس کے پاس پہنچ گیا۔ پھر ڈاکٹر شجاعت علی کو بھی پلاننگ سے اغوا کر لیا گیا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے اس پرزے اور ڈاکٹر شجاعت علی کو واپس لے جانے کی غرض سے ٹیم یہاں بھیجی ہے۔ یہاں کی ایک حکومتی ایجنسی ان کے خلاف کام کر رہی تھی۔ ان کا پروگرام پرنس اور اس کے ساتھیوں کو ایئرپورٹ پر ہی ہلاک کر دینے کا تھا لیکن پرنس اور اس کے ساتھیوں

کو راستے میں ہی اطلاع مل گئی اور وہ ایئرپورٹ کے خفیہ راستے سے نکل گئے۔ انہوں نے میرے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی کہ میں ریڈ زیرو لیبارٹری میں آپ سے رابطہ کروں اور معلوم کروں کہ کیا پرزہ وہیں موجود ہے اور کیا ڈاکٹر شجاعت علی کو وہاں لے جایا گیا ہے یا نہیں۔ ریڈ زیرو لیبارٹری میں ایک سائنسدان ڈاکٹر بیکر میرا دوست ہے میں نے اس سے فون پر آپ کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے وہی بات بتائی جو میں پہلے آپ کو بتا چکا ہوں۔ ڈاکٹر آصف نے جب آپ کا تعارف کرایا تو میں سمجھ گیا کہ آپ وہی ہو سکتے ہیں"...... کلارک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میں یہاں پاکیشیا کے مفادات کی نگرانی کرتا ہوں"۔ کلارک نے جواب دیا۔

"لیکن آپ تو ایکریمین ہیں"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے مزید حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرے والدین بڑے طویل عرصے تک پاکیشیا میں رہے ہیں۔ میں بھی وہیں پیدا ہوا تھا۔ میرے والدین وفات پا گئے ہیں۔ اس وقت میری عمر صرف بیس سال تھی۔ پھر میں ایکریمیا شفٹ ہو گیا لیکن پاکیشیا سے محبت میرے خون میں رچ بس چکی ہے۔ میں بظاہر تو ایکریمی ہوں لیکن اندر سے پاکیشیائی ہوں"...... کلارک نے کہا تو ڈاکٹر شاہد لودھی کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے

گئے۔

"آپ نے پہلے تو کبھی یہ بات نہیں بتائی"...... ڈاکٹر آصف نے کہا۔

"پہلے کبھی اس کی ضرورت نہیں پڑی۔ ویسے بھی یہ ساری باتیں اس لئے آپ کے سامنے دوہرا دی ہیں کہ آپ محب وطن ہیں ورنہ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ اسے سیکرٹ ہی رکھیں گے"۔ کلارک نے کہا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"میں تو واپس پاکیشیا جا رہا ہوں۔ ہم ایئرپورٹ جا رہے تھے کہ ڈاکٹر آصف نے کار ادھر موڑ لی"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے کہا۔

"مجھے آپ سے کراس ورڈ کلب کے بارے میں بات کرنی تھی"...... ڈاکٹر آصف نے کہا۔

"آپ کا وہ کام اسی روز ہو گیا تھا۔ میں نے آپ کو فون کیا تھا لیکن آپ ہسپتال میں تھے اور نہ فلیٹ پر"...... کلارک نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ بے حد شکریہ"...... ڈاکٹر آصف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر شاہد لودھی صاحب۔ آپ ابھی نہیں جائیں گے جب تک پرنس سے آپ کی ملاقات نہ ہو جائے۔ ٹکٹ وغیرہ کی فکر مت کریں۔ آپ کو یہاں سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے بھی پاکیشیا بھجوایا جا سکتا ہے"...... کلارک نے کہا۔

"لیکن جو میں نے بتایا ہے وہ آپ انہیں بتا دیں کہ پرزہ ایم ایم

لیبارٹری میں موجود ہے۔ لیکن جب میں وہاں سے آیا تھا تو ڈاکٹر شجاعت علی وہاں نہیں پہنچے تھے"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ آپ سے ریڈ زیرو لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات معلوم کریں کیونکہ پرزہ واپس حاصل کرنے کے لئے انہیں بہرحال وہاں کام کرنا ہوگا۔ اس لئے آپ ابھی نہیں رہیں گے۔ ڈاکٹر آصف آپ بے فکر ہو کر انہیں میرے پاس چھوڑ جائیں۔ میں انہیں خود ٹکٹ وغیرہ بنوا کر پاکیشیا بھجوا دوں گا۔ یہ میرا ذمہ"...... کلارک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے۔ ڈاکٹر لودھی تم بھی بے فکر رہو۔ کلارک صاحب بے حد بااعتماد آدمی ہیں"...... ڈاکٹر آصف نے پہلے کلارک اور پھر ڈاکٹر شاہد لودھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن میرے پاس تو رقم نہیں ہے۔ پھر"...... ڈاکٹر شاہد لودھی نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ آپ محب وطن آدمی ہیں۔ آپ کو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہو گی"...... کلارک نے کہا تو ڈاکٹر شاہد لودھی نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اب مجبوری ہو۔ پھر ڈاکٹر آصف، ڈاکٹر شاہد لودھی کو وہیں کلارک کے پاس چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

"میں آپ کو کمرہ دکھاتا ہوں۔ آپ آرام کریں۔ پرنس جب واپس آئیں گے تو میں ان سے آپ کی بات کرا دوں گا"...... کلارک نے کہا اور ڈاکٹر شاہد لودھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

کار خاصی تیز رفتاری سے ولنگٹن کی انتہائی معروف سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صالحہ اور عقبی سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ولنگٹن ایئرپورٹ کے ایک خفیہ راستے سے بحفاظت باہر آگیا تھا اور پھر وہ علیحدہ علیحدہ بسوں کے ذریعے سفر کرتے ہوئے اس کالونی تک پہنچ گئے جہاں ان کے لئے رہائشی کوٹھی کا پہلے سے بندوبست کیا گیا تھا۔ عمران کے پاس ایک مائیکرو میک اپ باکس موجود تھا۔ اس لئے کوٹھی میں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے اپنا اور پھر اپنے ساتھیوں کا میک اپ تبدیل کیا اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل کو کار دے کر مارکیٹ بھجوا دیا کہ وہ مارکیٹ سے ضروری اسلحہ اور دیگر ضروری سامان خرید کر لے آئیں جبکہ عمران نے خود ولنگٹن

میں ایک سپیشل ایجنٹ کلارک سے بات چیت کی۔ کلارک کے ذریعے ہی اسے ریڈ ایجنسی کے کلنگ سیکشن کے بارے میں حتمی معلومات مل گئی تھیں۔ کلنگ سیکشن کا ہیڈکوارٹر ولنگٹن کے بدنام علاقے بائیڈرل ایریا میں واقع ایک کلب جس کا نام بارمن کلب تھا کے نیچے تہہ خانوں میں بنایا گیا تھا۔ جبکہ ریڈ ایجنسی کے آپریشنل ہیڈکوارٹر کے بارے میں عمران ویسے ہی جانتا تھا کہ یہ ہیڈکوارٹر ولنگٹن کے مضافاتی علاقے گارمن میں ایک وسیع عمارت میں بنا ہوا تھا۔ بظاہر یہ ایک ٹول فیکٹری تھی۔ کاروں کے لئے مخصوص پرزے والی فیکٹری۔ لیکن یہ فیکٹری محض دکھاوا تھی۔ فیکٹری کے نیچے تہہ خانوں کا جال پھیلا ہوا تھا جس میں انتہائی قیمتی مشینری نصب تھی اور بے شمار لوگ وہاں کام کرتے تھے۔ اس آپریشنل ہیڈکوارٹر کا انچارج مرفی تھا۔ ریڈ ایجنسی کے تمام گروپس کو یہیں سے کنٹرول کیا جاتا تھا۔ ریڈ ایجنسی کے چیف سربراہ کا ہیڈکوارٹر علیحدہ تھا۔ وہ صرف رپورٹیں وصول کرتا اور احکامات دیتا تھا۔ باقی تمام کام آپریشنل ہیڈکوارٹر کے ذریعے ہی کیا جاتا تھا۔ پوری دنیا کی ایجنسیوں سے متعلق ہر ایجنٹ اس بارے میں نہ صرف اچھی طرح جانتا تھا بلکہ اسے اس عمارت کا بھی علم تھا۔ عمران کو بھی طویل عرصے سے اس کا علم تھا لیکن چونکہ کبھی ریڈ ایجنسی نے ان کے خلاف اس انداز میں کلنگ سیکشن کو حرکت نہ دی تھی۔ اس لئے انہیں بھی پہلے کبھی اس ہیڈکوارٹر پر حملے کی ضرورت نہ پڑی تھی۔ ایکریمیا کے سابق چیف

سیکرٹری لارڈ مارٹن جو عمران کی صلاحیتوں سے ویسے ہی واقف تھے اپنی ایجنسیوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کنٹرول میں رکھتے تھے۔ اس لئے عمران نے بھی کبھی اس انداز میں کام نہ کیا تھا لیکن اب جس طرح ایئرپورٹ کے باہر کلنگ سیکشن کو ان کی حتمی ہلاکت کے لئے تعینات کیا گیا تھا اس نے عمران کا دماغ بھی گھما دیا تھا۔ اگر کیپٹن شکیل تارکی ایئرپورٹ پر خود ہی آگے بڑھ کر کارروائی نہ کرتا تو ولنگٹن ایئرپورٹ پر اچانک چاروں طرف سے ان پر ہونے والی فائرنگ سے ان کا بچ نکلنا ناممکن تھا کیونکہ اندھیرے کے تیر سے بچ نکلنا صرف قسمت پر ہی موقوف ہوتا ہے ورنہ اس سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ چنانچہ عمران نے بھی مشن کی تکمیل سے پہلے کھل کر ریڈ ایجنسی کو سبق دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چنانچہ صالحہ اور صفدر کو ساتھ لے کر وہ آپریشنل ہیڈ کوارٹر جا رہا تھا جبکہ جولیا کی سربراہی میں تنویر اور کیپٹن شکیل کو کلنگ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر اور اس کے چیف جیکب کے خاتمے کا ٹاسک دے کر بھیجا گیا تھا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ آپریشنل ہیڈ کوارٹر پر حملہ ہو یا کلنگ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ۔ یہ بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کے مترادف ہے لیکن اسے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر مکمل بھروسہ تھا۔ اسے یقین تھا کہ چونکہ اس نے بغیر کسی وجہ کے ان ہیڈ کوارٹروں پر حملہ کرنے کا نہیں سوچا بلکہ جوابی ردعمل کے طور پر ایسا کر رہا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی مدد کرے گا۔ عمران کو اچھی طرح معلوم تھا کہ آپریشنل ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے زمین سے لے کر آسمان تک نجانے کیا کیا انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سیلائٹ کے ذریعے بھی اس کی چیکنگ اور حفاظت کی جا رہی ہو اور شاید یہی وجہ تھی کہ آج تک کسی بڑی سے بڑی تنظیم نے آپریشنل ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنا تو ایک طرف اس بارے میں سوچنا بھی حماقت سمجھا تھا لیکن عمران کو معلوم تھا کہ جس عمارت کی جس قدر زیادہ حفاظت کی جائے اتنے ہی اس میں زیادہ خلا پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جتنی پیچیدگیاں بڑھتی ہیں اتنے ہی زیادہ خلا پیدا ہوتے ہیں۔ اسے معلوم تھا کہ اس عمارت میں جانے والی گٹر لائن میں بھی لازماً ضروری حفاظتی اقدامات کئے گئے ہوں گے لیکن یہ حفاظتی انتظامات اصل عمارت سے بہرحال کم درجے کے ہوں گے کیونکہ گٹر لائن کی حفاظت کا مطلب صرف کسی کے اس لائن کے ذریعے عمارت میں داخلے کو روکنا ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں مخصوص الارم اور سسٹم لگائے جاتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ ایسی ریز سیٹ کی جاتی ہیں کہ بغیر اجازت کوئی بھی گٹر لائن میں داخل ہو تو اسے ریز کی مدد سے فوری ہلاک کر دیا جائے اور اس سے زیادہ مزید کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے گٹر لائن کے ذریعے نیچے تہہ خانوں میں داخل ہونے کا پلان بنایا تھا اور اس پلان کو سامنے رکھتے ہوئے اس نے صفدر کے ذریعے مارکیٹ سے سرایرو مشین بھی منگوا لی تھی۔ ایکریمیا میں عام

طور پر اور ونگٹن میں خاص طور پر بلیک مارکیٹ سے ہر قسم کا ایسا اسلحہ عام مل جاتا تھا جس کا شاید دوسرے ملکوں کی فوجیں بھی تصور نہ کر سکتی تھیں۔ اس لئے سپرزیرو مشین صفدر کو آسانی سے مل گئی تھی۔ عمران کو معلوم تھا کہ آپریشنل ہیڈ کوارٹر میں تمام تر انتظامات کسی کو باہر سے اندر داخل ہونے سے روکنے کے لئے کئے گئے ہوں گے لیکن عمارت کے اندر ایسے انتظامات انسانی نفسیات کے مطابق یہ سوچ کر نہ کئے گئے ہوں گے کہ کوئی غیر آدمی جب اندر داخل ہی نہیں ہو سکتا تو پھر ان کی ضرورت ہی باقی نہ رہتی۔ عمران نے آپریشنل ہیڈ کوارٹر میں داخلے کے لئے دن کے وقت کا انتخاب اس لئے کیا تھا کہ اسے معلوم تھا کہ رات کے وقت اردگرد روشنی کا ایسا انتظام ہوگا کہ وہاں اڑنے والا مچھر بھی مارک کیا جاتا ہوگا۔ جبکہ دن کے وقت ظاہر ہے عام ٹریفک بھی چلتی رہتی ہوگی اور اردگرد گوداموں میں کام کرنے والے لوگ بھی آتے جاتے رہتے ہوں گے۔

"عمران صاحب۔ کیا یہ آپریشنل ہیڈ کوارٹر آسان ہدف ثابت ہوگا"...... اچانک خاموش بیٹھی ہوئی صالحہ نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا صفدر بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"آسان ہدف اور ریڈ ایجنسی کا آپریشنل ہیڈ کوارٹر۔ جسم میں سب سے زیادہ حفاظت دل کی کی جاتی ہے۔ اس لئے اسے چرانا بھی آسان ہدف نہیں ہوتا۔ کیوں صفدر"...... عمران نے جواب دیا تو صالحہ عمران کی بات میں پنہاں مخصوص اشارہ فوراً سمجھ گئی۔

"آپ نے کیسے سمجھ لیا کہ صفدر کسی ہدف پر کام کرے گا"۔ صالحہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ یہ انتہائی سیریس مسئلہ ہے۔ اس لئے پلیز اس معاملے میں سنجیدگی اختیار کریں"...... صفدر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو تم کہتی ہو کہ صفدر اس ہدف پر کام ہی نہیں کرے گا اور دو صاحب اسے زندگی کا سب سے سنجیدہ مسئلہ بنائے ہوئے ہیں"۔ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"عمران صاحب۔ میں اس آپریشنل ہیڈ کوارٹر کی بات کر رہا ہوں"...... صفدر نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ تم دونوں اس نام کو زبان پر لانا مناسب نہ سمجھو گے کیونکہ اس بارے میں انتہائی سخت چیکنگ ہو رہی ہے لیکن"۔ اس بار عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ آئی ایم سوری عمران صاحب"...... صفدر نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا اور صالحہ تو بے اختیار اس طرح سمٹ گئی جیسے اس سے کوئی بھیانک غلطی ہو گئی ہو۔

"اب یہ اتنی بڑی غلطی بھی نہیں ہے کہ تم دونوں اس پر اس انداز میں شرمندہ ہو رہے ہو۔ لیلیٰ مجنوں۔ ہیر رانجھا اور نجانے کتنوں نے ایسی غلطیاں کی تھیں اور آج وہ تاریخ میں ہیرو بن چکے ہیں۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ مستقبل میں صالحہ صفدر کی داستان

بھی سامنے آجائے اور اس پر فلمیں بھی بن جائیں"...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا اور اس بار صالحہ بے اختیار ہنس پڑی اور صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"عمران صاحب۔ آپ نے پہلے میرا نام کیوں لیا۔ صفدر کا نام بھی تو آپ پہلے لے سکتے تھے"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پلیز صالحہ۔ سنجیدگی اختیار کرو"...... صفدر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر تم نے اپنے دماغ پر سنجیدگی کی اتنی موٹی تہہ چڑھا لی ہے تو پہلے قدم پر ہی ہٹ ہو جاؤ گے۔ اپنے آپ کو ہلکا پھلکا رکھو"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے عمران صاحب"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا عمران صاحب"۔ صالحہ نے کہا۔

"فارسی کے ایک شاعر کا بڑا مشہور شعر ہے جس کا مطلب ہے کہ شمع جلتی ہے تو پروانے اس پر نثار ہونے پہنچ جاتے ہیں۔ اس لئے عشق پہلے محبوب کے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں پہلے محبوب کا نام لیا جاتا ہے۔ لیلیٰ مجنوں، ہیر رانجھا، شیریں فرہاد، سسی پنوں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"بس بس۔ اتنی ہی مثالیں کافی ہیں"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے

کہا۔

"صفدر، بیگ میں سے ایس زیڈ نکال لو اور گیس ماسک بھی نکال کر ایک مجھے اور ایک صالحہ کو دے دو اور ایک تم اپنے پاس رکھ لو۔ میں کار روکنے والا ہوں"...... عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر سے کہا۔

"اچھا"...... صفدر نے بھی چونک کر کہا اور ساتھ بیٹھی صالحہ کے چہرے پر بھی سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر ایک پارکنگ میں عمران نے کار موڑ دی۔ صفدر نے سپر زیرو جسے عمران نے دانستہ مخفف نام سے ایس زیڈ کہا تھا جیب میں ڈالا۔ گیس ماسک اور مشین پسٹلز بھی جیبوں میں ڈال کر وہ کار سے نیچے اترے۔ عمران نے کار لاک کی اور پھر اس طرح آگے بڑھنے لگا جیسے وہ اس علاقے کا رہنے والا ہو۔ اس کا ادھر ادھر دیکھنے اور چلنے کا انداز اجنبیوں جیسا نہ تھا کیونکہ اجنبی حیرت بھرے انداز میں چلتے اور دیکھتے ہیں اور بار بار چونک پڑتے ہیں جبکہ ماحول سے مانوس آدمی اس انداز میں نہ دیکھتا ہے اور نہ چونکتا ہے۔ صفدر بھی اسی انداز میں چل رہا تھا لیکن صالحہ کا انداز اجنبیوں جیسا تھا۔ سڑک کراس کر کے عمران ایک چوڑی گلی میں داخل ہو گیا اور پھر اس گلی میں آگے بڑھتے ہوئے وہ کافی دور نکل آئے۔ پھر جیسے ہی عمران دائیں ہاتھ پر مڑا۔ سامنے ہی ٹول فیکٹری کی وسیع عمارت موجود تھی۔ جس طرف عمران اور اس کے ساتھی تھے یہ اس فیکٹری کا عقبی حصہ تھا۔

"یہی ہے"...... صفدر نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے جواب دیا اور پھر ایک گلی میں داخل ہو گیا۔ اس گلی کا اختتام فیکٹری کی سائیڈ گلی میں ہوتا تھا اور عین اس جگہ گٹر کا بڑا سا دہانہ موجود تھا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر صفدر کو اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے اس نے اور صفدر نے جھک کر انتہائی وزنی فولادی ڈھکن کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک سائیڈ پر کر دیا۔ پھر ان تینوں نے تیزی سے جیبوں سے گیس ماسک نکال کر چہروں پر چڑھائے۔ صفدر نے دوسری جیب میں موجود سرزیرو کو باہر نکال کر آن کیا۔ اس پر ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا اور پھر سب سے پہلے صفدر، اس کے پیچھے صالحہ اور آخر میں عمران نیچے اترا۔ لوہے کی سیڑھی کافی گہرائی تک چلی گئی تھی۔ لیکن عمران نے چند سیڑھیاں اترنے کے بعد دونوں ہاتھوں سے سائیڈ پر موجود فولادی ڈھکن کو گھسیٹ کر دہانے پر جمایا اور پھر تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ گٹر لائن کافی بڑی تھی اور گندہ پانی اس لائن کے درمیان میں بہہ رہا تھا۔ گیس ماسک کی وجہ سے انہیں کوئی بو وغیرہ نہ آ رہی تھی۔ صفدر آگے تھا کیونکہ اس کے ایک ہاتھ میں سرزیرو تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ اس کے پیچھے صالحہ بھی مشین پسٹل پکڑے بڑے چوکنا انداز میں آگے بڑھ رہی تھی۔ اس کے پیچھے عمران تھا جس کی تیز نظریں پورے گٹر لائن کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔ گٹر لائن میں کافی آگے جا کر وہ رک گئے۔ یہاں ایک اور دہانہ تھا اور لوہے کی

سیڑھیاں بھی موجود تھیں۔ صفدر نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور صفدر نے سرزیرو اور مشین پسٹل دونوں کو جیبوں میں ڈالا اور پھر سیڑھی پر تیزی سے اوپر چڑھتا چلا گیا اس کے پیچھے صالحہ اوپر چڑھی۔ صفدر نے اوپر پہنچ کر دونوں ہاتھوں کی مدد سے پوری قوت سے زور لگایا اور دہانے پر موجود فولادی ڈھکن کھسکتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی روشنی اور تازہ ہوا اندر داخل ہوئی۔ پھر پہلے صفدر گٹر سے باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے صالحہ اور آخر میں عمران بھی گٹر سے باہر آ گیا۔ یہ ایک تنگ سی راہداری تھی جس کے ایک کونے میں گٹر کا دہانہ تھا اور یہ راہداری بلڈنگ کی عقبی سمت میں تھی۔ عمران نے منہ پر چڑھایا ہوا گیس ماسک اتارا اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور صالحہ نے بھی گیس ماسک اتار دیئے۔ عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں بولنے سے منع کیا اور اشارے سے گیس ماسک وہیں ایک کونے میں رکھنے کا کہا اور خود بھی اس نے گیس ماسک کو ایک سائیڈ دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دیا اور پھر وہ تینوں پنجوں کے بل محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے۔

اب ان تینوں کے ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے اور ان تینوں کا انداز اس چیتے جیسا تھا جو اپنے شکار پر جھپٹنے کے لئے اس کے پیچھے چل رہا ہو۔ ابھی انہوں نے دو یا تین قدم ہی بڑھائے ہوں گے کہ یکلخت انہیں چھت سے چٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی سے نیچے

عمیق گہرائی میں پھینک دیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی کی چادر پھیلتی چلی گئی۔ آخری احساس اسے یہی ہوا تھا کہ باوجود تمام تر احتیاط کے آخرکار وہ ہٹ ہو ہی گئے تھے۔

کار خاصی تیز رفتاری سے ولنگٹن کی ایک انتہائی معروف سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل موجود تھا۔ ان کا گروپ ریڈ ایجنسی کے کلنگ سیکشن کے ہیڈکوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے ہائیڈرل ایریا کی طرف جا رہا تھا جہاں بارسن کلب کے نیچے تہہ خانوں میں کلنگ سیکشن کا ہیڈکوارٹر تھا جس کا انچارج جیکب تھا۔ ان تینوں کو عمران نے تفصیل سے بتا دیا تھا کہ ریڈ ایجنسی کے کلنگ سیکشن کی ریڈ ایجنسی میں کیا اہمیت ہے اور یہ لوگ کس قدر تجربہ کار اور کس انداز میں کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ تینوں اپنے اپنے خیالات میں گم تھے۔

"یہ ہائیڈرل ایریا کیا ہوتا ہے"...... خاموش بیٹھی ہوئی جولیا نے

کہا۔

"کہتے ہیں قدیم دور میں یہ تمام ایریا لارڈ ہائیڈرل کی جاگیر میں شامل تھا۔ پھر لارڈ سے یہ ایریا حکومت نے خرید لیا لیکن اس کا نام اس لارڈ کے نام پر ہائیڈرل ایریا ہی کہلاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ایریا حکومت نے اپنے دفاتر کے لئے خریدا تھا لیکن پھر منصوبہ بدل گیا چنانچہ یہ علاقہ عام لوگوں کو فروخت کر دیا گیا پھر یہاں کیسینو، کلب اور ہوٹل قائم ہوتے چلے گئے۔ اب پورے ولنگٹن میں اتنے ہوٹل، کلب اور جوئے خانے نہیں ہیں جتنے اس ایریئے میں ہیں۔ یہ ولنگٹن کا بدنام ترین ایریا ہے جہاں انسانی جان کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ لیکن چونکہ غنڈوں اور بدمعاشوں کے بھی اپنے اصول ہوتے ہیں اس لئے یہاں کا ایک اصول ایسا ہے جس کی وجہ سے یہاں ہر آدمی بلا دھڑک آجا سکتا ہے کہ جب تک کوئی آپ سے لڑنے پر آمادہ نہ ہو جائے آپ اس سے نہیں لڑیں گے۔ یہاں ڈکیتی اور سینہ زوری کی کوئی گنجائش نہیں۔ لاکھوں ڈالرز آپ ہوا میں اچھالتے ہوئے چلے جائیں کوئی مڑ کر بھی نہیں دیکھے گا۔ لیکن جیسے ہی آپ نے کسی پر ہاتھ اٹھایا پھر یہاں خون کی ندیاں بہہ سکتی ہیں"...... کیپٹن شکیل نے جواب میں باقاعدہ تقریر کر ڈالی۔

"کمال ہے۔ کیا تم پہلے بھی اس علاقے میں آتے رہے ہو"۔ جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جب میں نیوی کی ٹریننگ میں تھا تو ہماری راتیں یہیں گزرتی

تھیں۔ ہمارا ایک گروپ ہوتا تھا جس میں مجھ سمیت چار افراد تھے۔ ہم نے اپنے گروپ کا نام پاکیشیا گروپ رکھا ہوا تھا۔ ہم نے بے شمار لڑائیاں لڑیں۔ بے شمار بار زخمی ہوئے لیکن ہم نے کبھی پاکیشیا گروپ کی ناک نیچی نہیں ہونے دی تھی۔ پھر ٹریننگ ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی گروپ بھی ختم ہو گیا"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے کہ اب وہ حالات نہ ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"اب حالات اس سے بھی زیادہ خراب ہیں"...... ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے کہا تو جولیا ایک بار پھر چونک پڑی۔

"کیا تم بھی یہاں آتے رہے ہو"...... جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں۔ دو تین بار آنے کا اتفاق ہوا ہے لیکن عمران کے ساتھ کسی سے ملنے کے لئے۔ اس کو بھی چار پانچ سال گزر چکے ہیں لیکن ظاہر ہے جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے اخلاقیات اور اصول پسندی ختم ہوتی جا رہی ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ہوا ہو گا"...... تنویر نے جواب دیا اور اس بار جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مس جولیا۔ آپ کا وہاں پروگرام کیا ہے"...... عقبی سیٹ پر موجود کیپٹن شکیل نے کہا۔

"پروگرام بنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم نے ان تہہ خانوں میں داخل ہونا ہے اور جو وہاں نظر آئے گا اڑا دیں گے اور

بس "...... جولیا کے بولنے سے پہلے تنویر بول پڑا۔

"لیکن کلنگ سیکشن کے تمام افراد وہاں ہمارے انتظار میں اکٹھے تو نہ بیٹھے ہوں گے۔ وہاں زیادہ سے زیادہ ان کا انچارج اور مشینری آپریٹرز ہوں گے۔ ہمارا مقصد تو کلنگ سیکشن کا خاتمہ ہے "۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہمارا مشن یہ نہیں ہے کیپٹن شکیل۔ کلنگ سیکشن کے افراد تو ظاہر ہے پورے شہر میں پھیلے ہوئے ہوں گے۔ ہمارا مشن اس جیکب کا خاتمہ اور ساتھ ہی اس ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ ہے۔ اور تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہم ان تہہ خانوں میں داخل کہاں سے ہوں گے "...... جولیا نے کہا۔

"میری جیب میں انتہائی طاقتور بم موجود ہیں۔ راستہ بند بھی ہوگا تو ان بموں سے کھل جائے گا "...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس ہیڈ کوارٹر کا راستہ کلب سے ہٹ کر علیحدہ ہوگا اور اگر ہم نے اوپر کارروائی کی تو نیچے تہہ خانے خالی ہو جائیں گے اور پھر ہمیں ان خالی تہہ خانوں میں گھیر لیا جائے گا۔ اس لئے ہمیں اصل راستہ معلوم کر کے وہیں سے اندر داخل ہونا چاہئے "...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح پوچھ گچھ میں وقت ضائع ہوگا۔ کلب والے خود ہی بتائیں گے "...... تنویر نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"تنویر درست کہہ رہا ہے کیپٹن شکیل۔ ہر جگہ عمران کی طرح پوچھ گچھ کام نہیں دیتی۔ جس انداز کا مشن ہم نے مکمل کرنا ہے ایسا مشن تنویر ایکشن سے ہی مکمل ہو سکتا ہے "...... جولیا نے کھل کر تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا اور تنویر کا چہرہ مسرت کی زیادتی سے چمک اٹھا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ لیڈر ہیں جس طرح کہیں "...... کیپٹن شکیل نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں یہ بات لیڈر ہونے کی وجہ سے نہیں کہہ رہی کیپٹن شکیل۔ حالات و واقعات دیکھ کر کہہ رہی ہوں "...... جولیا نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ہائیڈرل ایریا میں داخل ہو گئی۔ یہاں کی صورتحال بتا رہی تھی کہ یہ پورا علاقہ انڈر ورلڈ کا ہے لیکن اس کے باوجود وہاں موجود لوگوں کے چہروں پر اطمینان کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک دو منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں تنویر نے کار موڑ دی۔ عمارت پر جہازی سائز کا بورڈ لگا ہوا تھا جس پر بارسن کلب کے الفاظ نمایاں تھے۔ پارکنگ میں خاصا رش تھا لیکن تنویر نے ایک خالی جگہ کار روک دی اور پھر وہ تینوں نیچے اتر آئے۔ جولیا بھی اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھی۔ اسی طرح تنویر اور کیپٹن شکیل بھی ایکریمین تھے۔ پارکنگ سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تنویر سب سے آگے تھا۔ اس کے پیچھے جولیا اور اس کے پیچھے

کیپٹن شکیل تھا۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ شراب کی تیز بو اور منشیات کا غلیظ دھواں پورے ہال میں پھیلا ہوا تھا۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جہاں تین غنڈہ نما آدمی موجود تھے۔ ان میں سے ایک سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے فون موجود تھا جبکہ باقی دو غنڈہ نما آدمی ویٹرز کو سروس دینے میں مصروف تھے۔ ہال میں عورتیں بھی موجود تھیں لیکن ویٹرس ایک بھی نہ تھی۔ یہاں سب مرد ہی ویٹرز تھے اور کاؤنٹر پر بھی کوئی عورت موجود نہ تھی یہاں بھی مرد ہی تھے۔ تنویر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جولیا اور کیپٹن شکیل بھی اس کی پیروی کر رہے تھے۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... تنویر نے فون والے آدمی کے سامنے پہنچ کر خاصے درشت لہجے میں کہا تو اس آدمی نے چونک کر تنویر کی طرف دیکھا۔

"تم کون ہو اور کیوں پوچھ رہے ہو"...... اس آدمی کا لہجہ بھی درشت تھا۔

"سنو، ہم نے جیکب سے ملنا ہے۔ ہم ناراک سے آئے ہیں۔ اس نے ہمیں کال کیا تھا اور پتہ بھی یہیں کا بتایا تھا"...... تنویر کو ایک طرف ہٹا کر کیپٹن شکیل نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"کون جیکب۔ یہاں تو بے شمار جیکب ہیں"...... اس آدمی نے بڑے تحقیرانہ انداز میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل اسے کوئی جواب دیتا۔ اچانک تنویر نے اس آدمی کی گردن پر ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر ایک دھماکے سے کاؤنٹر سے گھسٹ کر سامنے فرش پر جا گرا اور اس کے چیخنے اور گرنے کے دھماکے سے یکلخت ہال پر خاموشی سی طاری ہو گئی۔ ہر آدمی گردن موڑ کر کاؤنٹر کی طرف ہی دیکھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی فرش پر گر کر اٹھتا ہوا وہ آدمی چیختا ہوا واپس گرا اور چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گیا۔

"بولو کہاں سے راستہ جاتا ہے جیکب کے لئے۔ بولو"...... تنویر نے یکلخت چیخ کر کاؤنٹر پر موجود دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ مجھ سے بات کرو"...... اچانک ایک سائیڈ سے ایک لمبے تڑنگے آدمی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس طرح اشارہ کیا جیسے ہال میں موجود باقی افراد کو روکنا چاہتا ہو لیکن دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور اس سے پہلے کہ تنویر اور کیپٹن شکیل کچھ سمجھتے اس آدمی نے جولیا کو بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اپنی طرف گھسیٹ لیا۔

"خبردار۔ اسلحہ پھینک دو۔ ورنہ میں اس کی گردن توڑ دوں گا"...... اس آدمی نے چیختے ہوئے کہا لیکن پھر جو کچھ ہوا۔ اس کی شاید اس آدمی کو خواب میں بھی توقع نہ تھی۔ جولیا کی ٹانگ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور وہ آدمی تکلیف کی شدت سے ڈکراتا ہوا چند قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا ریٹ ریٹ کی

تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ یہ فائرنگ تنویر کی طرف سے کی گئی تھی۔

"ادھر آؤ"...... تنویر نے قریب ہی موجود ایک ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"م۔ م۔ مجھے۔ کچھ نہ کہو"...... اس ویٹر نے خوف کی شدت سے لرزتے ہوئے کہا۔

"تمہاری جان بچ جائے گی۔ وعدہ رہا۔ اگر تم ہمیں نیچے تہہ خانوں کے راستے تک لے جاؤ"...... تنویر نے آہستہ سے کہا۔

"وہ، وہ تو راستہ بند ہے"...... اس ویٹر نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ بتاؤ"...... تنویر نے کہا۔

"شمال میں موجود راہداری ہے۔ اس کے آخر میں دیوار ہے۔ وہاں سے راستہ ہے"...... اس ویٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بھاگ جاؤ۔ بھاگو"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب سے نکل کر ہوا میں گھوما اور دوسرے لمحے انتہائی طاقتور بم ہال کے ایک چوڑے ستون سے ٹکرایا اور انتہائی خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی ہر طرف دھواں سا پھیلتا چلا گیا اور انسانی چیخ و پکار سے پورا ہال گونج اٹھا۔

"ادھر آؤ جلدی"...... تنویر نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے اس شمالی راہداری میں

داخل ہو گئے۔ راہداری میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ آگے آگے تنویر تھا اور آخر میں کیپٹن شکیل تھا جو ساتھ ساتھ پیچھے مڑ کر بھی دیکھتا جا رہا تھا لیکن ہال میں سے ایسی آوازیں مسلسل آ رہی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ ہال میں بم دھماکے کی وجہ سے ابھی تک لوگ سنبھل نہیں سکے۔ اسی لمحے تنویر کا ہاتھ گھوما اور دوسرا بم سامنے والی دیوار سے ٹکرایا اور ایک بار پھر خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی دیوار ریزہ ریزہ ہو کر غائب ہو گئی۔ دوسری طرف نیچے ایک بڑا ہال کمرہ تھا جس میں جگہ جگہ کیبن سے بنے ہوئے تھے جبکہ دروازے کی دوسری طرف سیڑھیاں دو سائیڈوں سے نیچے جا رہی تھیں۔ ہال میں کوئی آدمی موجود نہ تھا اور پھر ایک طرف سے تنویر اور دوسری طرف سے کیپٹن شکیل تیزی سے نیچے اترے ہی تھے کہ ہال کے سامنے والی دیوار میں موجود دروازہ کھلا اور یکے بعد دیگرے مشین گنوں سے مسلح تین افراد جیسے ہی نمودار ہوئے مشین پسٹل کی ریٹ ریٹ کے ساتھ ہی وہ تینوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے ہی تھے کہ ایک کیبن کا دروازہ کھلا اور اس کے ساتھ ہی مشین گن کی فائرنگ سے ہال گونج اٹھا لیکن یہ فائرنگ صرف چند لمحے ہو سکی۔ اس کے بعد وہ آدمی جو سیڑھیوں کی طرف رخ کر کے فائرنگ کر رہا تھا چیختا ہوا الٹ کر پشت کے بل نیچے گرا۔ اس دوران جولیا، تنویر اور کیپٹن شکیل تینوں ان تڑپتے ہوئے آدمیوں کے سروں پر پہنچ گئے۔

"کہاں ہے جیکب۔ کہاں ہے"...... تنویر نے ایک آدمی کی

پسلیوں میں زور سے لات مارتے ہوئے کہا لیکن اس آدمی کے منہ سے لات کھاتے ہی خون کا فوارہ سا ابلا اور اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھتی چلی گئیں۔ جبکہ اس دوران کیپٹن شکیل اور اس کے پیچھے جولیا دوڑتی ہوئی اس دروازے کو کراس کر کے دوسری طرف ایک نسبتاً چھوٹے ہال میں پہنچ گئے۔ اس دروازے کے قریب دو تین افراد گرے ہوئے تھے۔ جو پہلے نمودار ہو کر ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ ان دونوں نے دوڑتے ہوئے جھک کر ان کے ہاتھوں سے نکل کر فرش پر پڑی مشین گنیں جھپٹ لی تھیں۔ دوسرے ہال کے ایک کونے میں راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جس کی ساخت بتا رہی تھی کہ وہ ساؤنڈ پروف ہے۔ دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ کیپٹن شکیل ہاتھ میں مشین گن اٹھائے دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ جولیا وہیں ہال میں ہی رک گئی تھی۔ اسی لمحے تنویر بھی دروازہ کراس کر کے آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں بھی اب مشین گن تھی۔

"باہر نکلنے کا کوئی راستہ تلاش کرو۔ ابھی کلب کی طرف سے لوگ ادھر آ جائیں گے اور ہم انہیں نہ روک سکیں گے"...... جولیا نے چیخ کر کہا اور تنویر دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا جبکہ کیپٹن شکیل تیزی سے دوڑتا ہوا راہداری کے اس دروازے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس دروازے کے پیچھے جیکب موجود ہو گا۔ کلنگ سیکشن کا چیف اور اس کے خاتمے کے ساتھ ہی ان کا مشن

مکمل ہو جائے گا۔ اس نے لاک پر مشین گن کی نال رکھی اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے اس نے گن ہٹا کر دروازے پر لات ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا اور کیپٹن شکیل کسی بپھرے ہوئے سانڈ کی طرح دوڑتا ہوا آگے بڑھا۔ یہ آفس تھا اور میز کے پیچھے ایک گھوڑے کے منہ جیسا لیم شیم آدمی حیرت سے آنکھیں پھاڑے کیپٹن شکیل کو اس طرح اندر آتے دیکھ رہا تھا۔ یہ سب کچھ اس کے لئے اتنا اچانک ہوا تھا کہ اس کا ذہن یکلخت ساکت سا ہو گیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ یہ سکتہ ٹوٹتا، کیپٹن شکیل نے مشین گن کی نال اس کے سینے پر جما دی۔

"کہاں ہے سب ہیڈ کوارٹر۔ بولو کہاں ہے"...... کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تھرٹی تھری کراس کالونی"...... اس آدمی کے منہ سے اس طرح نکلا جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح اچھلا جیسے اس کا سکتہ اچانک ٹوٹ گیا ہو۔

"تمہارا نام جیکب ہے"...... کیپٹن شکیل نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ م۔ مگر تم کون ہو اور یہ سب کیا ہے"...... اس نے کسی وحشی سانڈ کے سے انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے مشین گن کی ذرا برابر پرواہ نہ تھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی حرکت کرتا کیپٹن شکیل نے ٹریگر دبا دیا اور

ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیوں کا برسٹ جیکب کے فراخ سینے پر اس طرح پڑا کہ اس کا سینہ شہد کی مکھیوں کا چھتہ نظر آنے لگا۔ وہ کرسی پر گرا اور کرسی سمیت الٹ کر پیچھے جا گرا اور صرف چند لمحے ہی تڑپ سکا تھا۔ کیپٹن شکیل تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا باہر آگیا۔

"آؤ آؤ جلدی ادھر"...... جولیا نے اسے دیکھتے ہی کہا اور پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے ایک اور کونے کی طرف بڑھ گئے۔ اسی کے ایک سائیڈ سے دوڑتا ہوا تنویر بھی آگیا۔

"جلدی کرو۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے"...... تنویر نے چیخ کر کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب دوڑتے ہوئے عقبی طرف ایک گلی میں پہنچ گئے۔ مشین گنیں انہوں نے وہیں پھینک دی تھیں پھر جیسے ہی وہ گلی کراس کر کے سائیڈ روڈ پر پہنچے۔ تنویر نے جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما ڈی چارجر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد انہیں اپنے عقب میں ایک خوفناک دھماکہ سنائی دیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے زلزلہ سا آگیا ہو اور پھر چھوٹے چھوٹے کئی دھماکے ہوتے رہے اور ہر طرف افراتفری اور بھاگ دوڑ کا منظر نظر آنے لگا۔

"کار لے آؤ۔ ہم نے کراس کالونی جانا ہے۔ جیکب نے بتایا ہے کہ کلنگ سیکشن کا سب ہیڈ کوارٹر وہاں ہے"...... کیپٹن شکیل نے گھوم کر کلب کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ۔ میں بھی سوچ رہی تھی کہ ایک آدمی کے ہلاک ہونے سے سیکشن کا تو کچھ نہیں بگڑے گا"...... جولیا نے کہا۔

"تم یہاں ٹھہرو۔ میں کار لے آتا ہوں۔ وہاں ہر طرف افراتفری اور بھاگ دوڑ برپا ہے"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

s4sheikh@gmail.com

عمران کے ذہن پر چھائی ہوئی سیاہ چادر جس طرح تیزی سے پھیلی تھی اسی طرح تیزی سے سمٹتی چلی گئی اور پوری طرح شعور میں آتے ہی عمران نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک بڑے سے تہہ خانے نما کمرے میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کرسی اور اس کے بازوؤں سے لے کر نیچے پیروں تک راڈز کی بجائے کسی سفید رنگ کی دھات کا پورا خول سا چڑھا ہوا ہے۔ اس خول سے صرف اس کا سر، گردن اور پیر باہر تھے۔ اس نے گردن گھمائی تو اس کے ساتھ اسی انداز کی کرسیوں پر صفدر اور صالحہ بھی موجود تھے۔ ان دونوں کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں جبکہ ایک آدمی سب سے آخر میں موجود صالحہ کی ناک سے ایک شیشی کا دہانہ لگائے کھڑا تھا جبکہ عمران کے ساتھ ہی ایسی مخصوص کرسی پر موجود صفدر کے جسم میں حرکت کے آثار

نمودار ہو رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس کمرے میں اور کوئی چیز نہ تھی البتہ سامنے ایک اونچی پشت والی کرسی پڑی ہوئی تھی۔ اسی لمحے وہ آدمی مڑا تو اس کا رخ عمران کی طرف ہوا۔

"کیا ہم آپریشنل ہیڈ کوارٹر میں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... اس آدمی نے جھٹکے دار لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سامنے موجود ایک دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ اس کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا تھا۔ اسی لمحے صفدر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ ہم کہاں ہیں"...... صفدر نے گردن سیدھی کرتے ہوئے کہا۔

"جہاں ہم پہنچنا چاہتے تھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ۔ یہ کس قسم کی کرسیاں ہیں عمران صاحب"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایکریمیا والے نئی نئی ایجادیں بھی کرتے رہتے ہیں اور ان کو استعمال بھی کرتے رہتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے صالحہ بھی کراہتی ہوئی ہوش میں آ گئی۔

"یہ کیسی کرسی ہے۔ کیا مطلب"...... صالحہ نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہیں زیادہ عجیب دکھائی دے رہی ہے"...... عمران نے

کہا۔

"ہاں"...... صالحہ نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور دبلے پتلے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ البتہ اس کا چہرہ اس کے جسم کی مناسبت سے خاصا بڑا اور چوڑا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے بانس پر کسی نے بڑا سا تربوز لگا دیا ہو۔ اس کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح دو آدمی تھے جنہوں نے سیاہ رنگ کی ڈانگری نما یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ دونوں نے ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔ اس آدمی کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں اور پھر وہ اس اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ اس کی کرسی کے عقب میں دونوں مشین گن بردار دیووں کی طرح اکڑ کر کھڑے ہو گئے۔

"تو تم ہو وہ افسانوی کردار علی عمران۔ جس نے پوری دنیا کو اپنا گرویدہ بنایا ہوا ہے"...... اس آدمی نے کرسی پر بیٹھتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے مجھے کیسے پہچان لیا مسٹر......" عمران نے جان بوجھ کر مسٹر کے بعد خاموشی اختیار کر لی۔

"میرا نام مرفی ہے اور میں اس آپریشنل ہیڈ کوارٹر کا انچارج ہوں۔ تم لوگوں نے جس انداز میں ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا سوچا ہے اس نے مجھے واقعی بے حد متاثر کیا ہے۔ گو لائن میں عام سے حفاظتی انتظامات تھے جنہیں تم نے سپر زیرو سے زیرو کر دیا۔ پھر

نہیں ماسک پہن کر تم اطمینان سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گئے۔ یہ اور بات ہے کہ تمہاری یہ ساتھی لڑکی کار میں آپریشنل ہیڈ کوارٹر کا لفظ نہ بولتی تو ہم شاید غافل ہی رہ جاتے۔ اس ہیڈ کوارٹر کے ارد گرد تقریباً بیس کلو میٹر کے فاصلے تک سیٹلائٹ سے ہر کار، ہر سواری اور ہر آدمی کی مسلسل چیکنگ کی جاتی ہے۔ ہر بات ٹیپ ہوتی ہے اور اگر کسی کال میں کوئی خاص لفظ آجائے تو اسے مارک کیا جاتا ہے۔ تمہاری ساتھی لڑکی نے جیسے ہی کار میں آپریشنل ہیڈ کوارٹر کا نام لیا ہمیں فوراً اطلاع مل گئی اور پھر ہم نے اس کار کو مارک کر لیا۔ فضا میں موجود مخصوص ریز نے تمہارے میک اپ واش کر کے ہمیں تمہاری اصل شکلیں دکھا دیں۔ تمہاری بات چیت ہم سنتے رہے۔ پھر تم جس انداز میں اندر داخل ہوئے وہ بھی ہم چیک کرتے رہے اور پھر ہم نے خصوصی طور پر بے ہوش کر دینے والی گیس کا فائرنگ سسٹم اس راہداری میں سیٹ کر دیا جہاں سے تم نے باہر نکلنا تھا اور ان ریز کی مدد سے تمہیں بے ہوش کر دیا گیا اور پھر تمہیں یہاں لا کر قید کر دیا گیا۔ اب ہمیں معلوم ہے کہ تمہارا نام عمران ہے۔ اس لڑکی کا نام صالحہ اور تمہارے ساتھی کا نام صفدر ہے"...... مرفی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ تم نے یہاں واقعی ہمارے تصورات سے زیادہ انتظامات کر رکھے ہیں۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے ہمیں ہلاک کرنے کی بجائے بے ہوش کر کے یہاں قید کرنے کا فیصلہ کیوں کیا"۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف تمہاری شہرت کے پیش نظر۔ میں تم سے ملنا اور یہ باتیں کرنا چاہتا تھا۔ ویسے یہ بتا دوں کہ جن کرسیوں پر تم موجود ہو ان سے تم کسی صورت بھی رہائی حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ انتہائی جدید ترین ایجادات ہیں۔ ان کا کنٹرول سوئچ بورڈ پر ہے البتہ اس دھات کے خول کی وجہ سے گولی صرف تمہارے سر یا گردن پر ماری جا سکے گی۔ اس طرح تم جلدی ہلاک ہو جاؤ گے۔ تمہیں تکلیف نہیں ہو گی"...... مرفی نے بڑے مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ واقعی تم حوصلہ مند آدمی ہو۔ اسی لئے تو اتنی بڑی ایجنسی کے آپریشنل ہیڈ کوارٹر کے انچارج ہو اور تمہارے خیال میں اب ہماری موت یقینی ہو چکی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ کیا تمہیں اس میں کوئی شک ہے۔ یہ جو لمحات تم زندہ رہ کر گزار رہے ہو۔ یہ بھی میرے مرہون منت ہیں ورنہ تمہیں اس بے ہوشی کے عالم میں بھی ہلاک کیا جا سکتا تھا"...... مرفی نے کہا۔

"چلو پھر تمہیں یہ بتانے میں تو کوئی اعتراض نہیں ہو گا کہ سائنسی پرزہ ایم ایم اور ڈاکٹر شجاعت علی کو کہاں پہنچایا گیا ہے"۔ عمران نے کہا تو مرفی بے اختیار چونک پڑا۔

"کامبانو کی ریڈ زیرو لیبارٹری میں۔ کیوں"...... مرفی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اس حالت میں بھی ہم سے خوفزدہ ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیوں"...... مرفی نے چونک کر کہا۔

"مجھے کسی کا چہرہ دیکھ کر ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔ اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ہم اس حالت میں ہیں لیکن تم پھر بھی ہم سے جھوٹ بول رہے ہو۔ کیوں"...... عمران کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

"تم یہ سب جان کر کیا کرو گے"...... مرفی نے کہا۔

"صرف اتنا اطمینان کہ مرنے سے پہلے ہم نے بہت اہم بات معلوم کر لی ہے۔ تم اسے سیکرٹ ایجنٹس کی مخصوص جبلت کہہ سکتے ہو"...... عمران نے کہا تو مرفی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوکے۔ میں بتا دیتا ہوں۔ ہم نے شو یہی کیا تھا کہ ڈاکٹر شجاعت علی کو کامبانو کی ریڈ زیرو لیبارٹری میں بھجوایا گیا ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔ اسے ناکس کی سب سے بڑی اور سب سے اہم لیبارٹری ہیڈو ہاکس بھجوایا گیا ہے۔ پرزہ بھی وہاں بھجوا دیا گیا ہے۔ لیکن ڈاکٹر شجاعت علی کو جو بے ہوش تھے اور انہیں مسلسل بے ہوش رکھنے کے لئے جو مخصوص انجکشن لگائے گئے ہیں ان سے ان کی ذہنی صحت پر اثرات پڑے ہیں۔ اس لئے انہیں پوری طرح تندرست ہونے میں پندرہ بیس دن مزید لگیں گے"...... مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی یکلخت ایک جھٹکے سے

دروازہ کھلا اور ایک نوجوان دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"جناب۔ جناب کلنگ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا گیا۔ جیکب بھی مارا گیا ہے اور سب کچھ تباہ ہو گیا ہے"..... اس آنے والے نوجوان نے انتہائی متوحش سے لہجے میں کہا تو مرفی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... مرفی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"آپ خود بات کر لیں چیف"...... آنے والے نوجوان نے کہا تو وہ تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے پیچھے آنے والا نوجوان اور اس کے پیچھے وہ دونوں مشین گن بردار بھی دوڑ پڑے۔ چونکہ عمران اور اس کے ساتھی ان خول نما کرسیوں میں جکڑے ہوئے تھے اس لئے شاید ان کی طرف سے انہیں قطعی فکر نہ تھی۔

"اب ان کرسیوں سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے"۔ عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میں نجات حاصل کر سکتی ہوں۔ یہ دیکھئے"...... صالحہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور کرسی کے اوپر سے صالحہ کا سر اور گردن دونوں غائب ہو گئے۔ اس کے پیر بھی اوپر کو اٹھ کر خول کے اندر چلے گئے تھے لیکن اس سے پہلے کہ عمران اور صفدر کچھ سمجھتے، صالحہ کھسکتی ہوئی کرسی کے نیچے سے سائیڈ پر موجود ہوئی اور پھر اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"دیکھا میں نے"...... صالحہ نے بڑے فاتحانہ انداز میں بتانا شروع کیا ہی تھا کہ عمران نے اس کی بات انتہائی سخت لہجے میں کاٹ دی۔

"وضاحتیں بعد میں کرنا۔ پہلے جا کر سوئچ بورڈ پر بٹن پریس کرو"۔ عمران کے لہجے میں بے حد سختی تھی۔ صالحہ کا جوش سے تمتماتا ہوا چہرہ ایک لمحے کے لئے بجھ سا گیا لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹی اور اس نے دروازے کے قریب دیوار پر موجود سوئچ بورڈ کے نچلے حصے میں موجود سرخ رنگ کے بٹنوں میں سے تین بٹن پریس کر دیئے اور اس کے ساتھ ہی کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی عمران اور صفدر کے جسموں کے سامنے موجود خول کرسی کے اندر سمٹ کر کہیں غائب ہو گئے جبکہ صالحہ کی کرسی پر موجود خول بھی غائب ہو گیا تھا البتہ کرسی کی سیٹ غائب تھی۔ وہ نیچے فرش پر پڑی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"شکریہ صالحہ۔ تم نے سب کی جانیں بچا لیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے صالحہ سے کہا اور پھر دروازہ کھول کر اس نے باہر جھانکا تو یہ ایک راہداری تھی جو آگے جا کر گھوم جاتی تھی۔ وہ تینوں ہی دبے قدموں آگے بڑھتے رہے۔ ان کے پاس اسلحہ نام کی کوئی چیز نہ تھی اور پھر جیسے ہی وہ راہداری گھومے انہیں ایک کمرے کے کھلے دروازے سے مرفی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔

"انہیں ہر صورت میں تلاش کر کے ختم کرو۔ تین آدمی تو میرے

ہاتھوں میں ہیں۔ انہیں میں ہلاک کر دوں گا۔ باقی تین ہیں۔ ایک عورت اور دو مرد اور بقول تمہارے وہی کلب آئے تھے۔ انہیں تلاش کراؤ فوراً۔ پورے ولنگٹن کی ایک ایک اینٹ کو چیک کرو۔ مرفی نے گلا پھاڑ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اندر جھانکا تو مرفی ایک بڑے ہال نما کمرے میں کرسی پر بیٹھا فون کر رہا تھا۔ دروازے کی طرف اس کی پشت تھی۔ یہ مشینری روم تھا۔ وہاں دو آدمی بھی موجود تھا جو مرفی کو اطلاع دینے آیا تھا۔

"راجر۔ میں پہلے ان تینوں کا خاتمہ کر دوں۔ پھر آکر سوبرز کی کال سنتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ سوبرز انہیں فوراً ٹریس کر کے ختم کر دے گا"۔ مرفی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیس باس"۔ اس آدمی نے کہا جو اسے اطلاع دینے آیا تھا۔ اس کا نام راجر تھا۔

"کم آن"۔ مرفی نے مڑتے ہوئے ایک طرف کھڑے دونوں مشین گن برداروں سے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ یہ دونوں شاید اس کے باڈی گارڈ تھے یا اس نے صرف اپنی شان بنانے کے لئے انہیں بطور گارڈ ساتھ رکھا ہوا تھا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں ہی پلٹ کر پنجوں کے بل دوڑتے ہوئے اس موڑ کو کراس کر کے دوسری طرف آکر رک گئے۔ صفدر اور صالحہ ایک سائیڈ پر تھے جبکہ عمران دوسری سائیڈ پر تھا اور پھر تیز تیز قدموں کی آوازیں قریب آتی سنائی دینے لگیں۔ یہ تین افراد کے

قدموں کی آوازیں تھیں۔ پھر موڑ گھوم کر سب سے پہلے مرفی سامنے آیا۔ اس سے دو قدم پیچھے وہ دونوں مشین گنوں سے مسلح افراد تھے۔ پھر جیسے ہی وہ موڑ گھومے عمران بجلی کی سی تیزی سے مرفی پر اس طرح جھپٹا جس طرح اندھیرے سے اچانک کسی چیتے نے جست لگائی ہو اور مرفی چیختا ہوا اچھل کر اپنے پیچھے آنے والے دونوں مشین گن برداروں کے ساتھ ٹکرایا اور پھر وہ تینوں نیچے گرے ہی تھے کہ صفدر اور صالحہ بجلی کی سی تیزی سے ان مشین گنوں پر جھپٹے جو ان دونوں کے ہاتھوں سے نکل کر نیچے گری تھیں۔

"راجر کو ختم کر دو صالحہ"..... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکلخت گھوم کر اٹھتے ہوئے مرفی کی کنپٹی پر اس طرح لات جما دی کہ مرفی چیختا ہوا واپس گرا اور ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا جبکہ اس دوران صفدر نے عمران سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے ایکشن لیا تھا۔ اس کی ایک لات ایک مشین گن بردار کی کنپٹی پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے مشین گن کا دستہ پوری قوت سے دوسرے اٹھتے ہوئے آدمی کے سر پر مار دیا تھا۔ وہ موڑ مڑنے کے دوران ہی گن کو نال سے پکڑ چکا تھا جبکہ صالحہ دوڑتی ہوئی واپس اسی کمرے کی طرف چلی گئی تھی اور جس وقت یہ تینوں یہاں برسرپیکار تھے اسی لمحے دور دور سے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ سنائی دی۔

"ان دونوں کے سینوں پر نال رکھ کر ٹریگر دبا دو۔ جلدی کرو۔

"البتہ اس مرفی کا خیال رکھنا۔ میں آرہا ہوں"...... عمران نے کہا اور دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر صالحہ گئی تھی۔ جب وہ دروازے کے قریب پہنچا تو اسی لمحے صالحہ دروازے سے باہر آگئی اور ایک لمحے کے لئے اس کی گن عمران کی طرف سیدھی ہوئی۔

"ارے ارے میں عمران ہوں۔ صفدر ادھر ہے"...... عمران نے کہا تو صالحہ نے گن نیچے کر لی۔ اس کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

"گن مجھے دو اور صفدر سے کہو کہ اس مرفی کو اٹھا کر اس کمرے میں کرسی پر بٹھا کر خول میں جکڑ دے۔ میں اس پوری بلڈنگ کو چیک کر کے آرہا ہوں"...... عمران نے کہا اور ایک بار پھر اس ہال نما کمرے میں داخل ہوا جہاں راجر کی لاش کرسی سمیت نیچے گری ہوئی تھی۔ عمران نے گن سیدھی کی اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہاں موجود تمام مشینری کو تباہ کرنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ ان تمام تہہ خانوں میں گھوم چکا تو اس نے اسلحے کا ایک بڑا ذخیرہ بھی چیک کر لیا۔ اس ذخیرے میں عام اسلحے سے لے کر انتہائی حساس ٹائپ کے اسلحے کی بھاری مقدار موجود تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ اس آپریشنل ہیڈ کوارٹر سے ہی ریڈ ایجنسی کے ایجنٹوں کو ضروری اسلحہ بھی سپلائی کیا جاتا تھا۔ تہہ خانوں میں مرفی، راجر اور ان دو باڈی گارڈز کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران نے اسلحے کے ذخیرے میں ایک طاقتور بم چارج کر کے اس انداز میں رکھ

دیا کہ جب یہ ڈی چارج ہو کر بلاسٹ ہو تو یہ پورا ذخیرہ ہی اڑ جائے اور اسے معلوم تھا کہ اس سے پوری عمارت اور اوپر موجود فیکٹری بھی تباہ ہو جائے گی لیکن وہ اس لئے مطمئن تھا کہ آج ایکریمیا میں سرکاری چھٹی تھی۔ اس لئے اوپر فیکٹری بھی بند تھی۔ وہاں سوائے چند بوڑھے چوکیداروں کے اور کوئی موجود نہ تھا۔ عمران جب واپس اس کمرے میں آیا جہاں مرفی نے پہلے انہیں کرسیوں میں جکڑ رکھا تھا تو اب اس کی جگہ مرفی اسی انداز میں کرسی میں جکڑا ہوا موجود تھا۔

"صفدر، تم گن لے کر باہر جاؤ۔ کسی بھی وقت کوئی آسکتا ہے اور صالحہ تم وہاں سے کارڈلیس فون پیس اٹھا کر یہاں لے آؤ"۔ عمران نے کہا تو صفدر اور صالحہ دونوں سر ہلاتے ہوئے باہر چلے گئے تو عمران نے آگے بڑھ کر مرفی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب مرفی کے جسم میں ہوش میں آنے کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا جہاں تھوڑی دیر بعد پہلے خود مرفی بیٹھا ہوا تھا۔ مرفی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن خول میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

"تم۔ تم ان کرسیوں سے آزاد ہو گئے۔ یہ کیسے ممکن ہے"۔ مرفی نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی سامنے بیٹھے ہوئے عمران کو دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس کرسی پر تم نے میری ساتھی خاتون کو بٹھایا تھا وہ کرسی بے چاری آثار قدیمہ کے کسی کھنڈر سے اٹھائی گئی تھی کہ ایک خاتون کا بوجھ بھی نہ سہار سکی اور اس کی نشست نیچے فرش پر جا گری۔ اس طرح وہ خاتون کرسی سے آزاد ہو گئی اور پھر اس نے بٹن پریس کر کے ہمیں بھی آزادی دلا دی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ گوڈی سے حماقت ہوئی۔ اس نے خول کا بٹن دو بار پریس کر دیا ہوگا۔ ویری بیڈ"...... مرفی کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"دو بار۔ کیا مطلب"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"ان کرسیوں کی ساخت انتہائی جدید ہے۔ جب اس کرسی پر موجود آدمی ہلاک ہو جائے تو پھر اس کے جسم کے گرد موجود خول نہیں ہٹتا جب تک کہ لاش کو نہ ہٹا لیا جائے کیونکہ اس کا رابطہ انسانی جسم کے دل کی دھڑکنوں سے رہتا ہے۔ اس لئے اس لاش کو ہٹانے کے لئے دو بار بٹن کو پریس کر دیا جائے تو کرسی کی نشست ایک ہک کو پریس کرتے ہی نیچے گر جاتی ہے اور پھر لاش کو ہٹا کر خول کو بھی غائب کر دیا جاتا ہے۔ تمہاری اس ساتھی عورت نے یقیناً اس کے میکنزم کو سمجھ لیا ہوگا اس لئے نے اس نے ہک پریس کیا اور وہ سیٹ سمیت نیچے گر گئی ہوگی"...... مرفی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ایسی دردمند اور حساس ٹائپ کرسیاں بنانے کی کیا ضرورت

تھی"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسے واقعی اس میکنزم کی سمجھ نہ آئی تھی۔

"ایسا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ کہیں گارڈ ایسے آدمی کو ہلاک نہ کر دیں جسے ہم ہلاک نہ کرنا چاہتے ہوں"...... مرفی نے جواب دیا۔

"چلو ہوگا۔ بہرحال اب تمہارے علاوہ یہاں تمہارا کوئی آدمی زندہ موجود نہیں ہے اور نہ ہی تمہاری کوئی مشینری سلامت ہے"۔ عمران نے کہا اور اسی لمحے صالحہ اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں کارڈلیس فون پیس تھا۔

"تم اسے لے کر دروازے کے پاس ٹھہرو۔ جب کوئی کال آئے تو مجھے بلا لینا"...... عمران نے کہا۔

"آپ چاہتے ہیں کہ میں یہاں نہ رکوں۔ کیوں"...... صالحہ نے حیران ہو کر کہا۔

"اس لئے کہ یہاں ایک ہی کرسی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تم کھڑی رہو اور میں بیٹھا رہوں اور اس مرفی سے مذاکرات میں نے کرنے ہیں۔ تم نے نہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا"...... صالحہ نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور واپس مڑ گئی۔

"تم لوگ واقعی خوش قسمت ہو۔ ورنہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کسی سے ایسی حرکت ہو سکتی ہے کہ تمہاری ساتھی عورت

اس طرح اس کرسی سے نجات حاصل کر لے گی"...... مرفی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہم نے کبھی کسی پر جارحانہ حملہ نہیں کیا۔ ہم ہمیشہ اپنے دفاع کے لئے لڑتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال رہتی ہے۔ اب یہی دیکھو۔ تم نے پردہ چوری کیا۔ تم نے ہمارے سائنسدان کو اغوا کیا۔ ہم تو اپنا مال واپس لینے آئے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ایکریمیا سپرپاور ہے اور یہ حق صرف سپرپاور کو ہوتا ہے کہ انتہائی کارآمد جدید ریسرچ کا استعمال وہی کرے۔ تمہارے پسماندہ ملک کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا"...... مرفی نے اس حالت میں بھی بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

"بہت خوب۔ اسے کہتے ہیں کہ کتے کی دم اگر ہزار برس بھی نلکی میں رکھی جائے تب بھی ویسی کی ویسی ٹیڑھی ہی رہتی ہے۔ بہرحال اب تم بتاؤ کہ بلیو ہاکس لیبارٹری تاکس میں کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے کچھ نہیں معلوم اور تم بھی یہاں سے بچ کر نہ جا سکو گے۔ اس لئے مجھے رہا کر دو۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے"...... مرفی نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم واقعی ٹیڑھی کھیر ہو۔ اس لئے سیدھی انگلیوں سے گھی نکالنے کی کوشش فضول ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے کرسی کی سائیڈ پر رکھی ہوئی مشین گن اٹھالی۔

"رک جاؤ۔ مجھے مت مارو"...... مرفی نے عمران کے چہرے پر چھا جانے والی سفاکی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس۔ میں نے تمہیں موقع دیا تھا لیکن"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔

ریڈ ایجنسی کا چیف سرمیری اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور اس کے چہرے پر جوش کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے یقین تھا کہ فون کال پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اس گروپ کے خاتمے کی بابت ہی ہو سکتی ہے جسے کلنگ سیکشن نے ایئرپورٹ کے باہر ختم کرنا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سرمیری نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"مرفی بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے مرفی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں"...... سرمیری نے پہلے سے زیادہ اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ کلنگ سیکشن کے لوگ ایئرپورٹ سے باہر اور شہر میں ہر جگہ انہیں گھیرنے کے لئے موجود تھے لیکن وہ لوگ نجانے کس راستے سے خاموشی سے نکل گئے ہیں۔ اب انہیں ٹریس کیا جا رہا ہے۔ جیسے ہی وہ ٹریس ہوئے ان کا خاتمہ کر دیا جائے گا"...... مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہوا۔ انہیں کیسے علم ہوا کہ ان پر ولنگٹن ایئرپورٹ پر حملہ ہو گا"...... سرمیری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے چیف۔ کہ انہیں یہ اطلاع نہیں ملی لیکن وہ چونکہ انتہائی شاطر ایجنٹ ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ احتیاطاً ایسا کر گزرے ہوں۔ بہرحال وہ ابھی ظاہر ہے شہر میں نقل و حرکت تو کریں گے اور پھر آسانی سے ٹریس ہو جائیں گے"...... مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ میک اپ تبدیل کر لیں"۔ سرمیری نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن بہرحال ان کا گروپ ہے دو عورتوں اور چار مردوں کا۔ اور پھر ان کے مخصوص قد و قامت ہیں اور خاص طور پر عمران کی مزاحیہ باتیں جو اس کی فطرت بن چکی ہیں"...... مرفی نے جواب دیا تو سرمیری کا سکڑا ہوا چہرہ نارمل ہوتا چلا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے ہی کوئی اطلاع ملے مجھے فوری رپورٹ دینا"...... سرمیری نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... مرفی نے جواب دیا اور سرمیری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ گو اسے اس بات پر خاصی تشویش محسوس ہوئی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹ ایئرپورٹ سے صحیح سلامت نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن اسے بہرحال اس بات کا یقین تھا کہ کلنگ سیکشن سے وہ کسی صورت بھی بچ نہ سکیں گے کیونکہ وہ کلنگ سیکشن کی تیزی اور کارکردگی سے اچھی طرح واقف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کلنگ سیکشن جب مکمل طور پر حرکت میں آجائے تو پھر کوئی بھی اس کی زد سے نہیں بچ سکتا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ زیادہ سے زیادہ دو تین گھنٹوں بعد اسے پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہلاکت کی اطلاع بھی مل جائے گی۔ اس لئے وہ اطمینان سے اپنے دوسرے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ پھر تقریباً دو یا تین گھنٹے گزرے تھے کہ مخصوص فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... سرمیری نے رسیور اٹھا کر تیز لہجے میں کہا۔

"مرفی بول رہا ہوں چیف۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے کلنگ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پر اچانک حملہ کر دیا ہے۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ایک عورت اور دو مرد کلب میں آئے۔ انہوں نے وہاں بڑا ہنگامہ کیا اور پھر انہوں نے بموں سے دیواریں توڑ دیں۔ کلب میں بھی بم مارے اور پھر کلنگ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر میں انہوں نے قتل عام کر دیا۔ کلنگ سیکشن کے چیف جیکب کو بھی اس کے آفس میں ہلاک کر دیا گیا اور پھر وہ فرار ہو گئے ہیں"...... مرفی نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ سب کیسے ممکن ہے"...... سرمیری نے چیخ کر کہا۔

"سر ایسا ہوا ہے لیکن ایسا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہم پر قابو پا لیں گے۔ اس گروپ کے تین افراد تو ہلاک ہو چکے ہیں۔ ایک عورت اور دو مرد۔ جو آپریشنل ہیڈ کوارٹر کے قریب ٹریس ہو گئے تھے اور میں نے انہیں ہلاک کر دیا تھا۔ باقی تین افراد بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ آپ سے میں نے یہ اجازت لینی ہے کہ جیکب کی جگہ رونالڈو کو کلنگ سیکشن کا چیف بنا دوں"...... مرفی نے کہا۔

"ہاں۔ اب اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن جنہیں تم نے ہلاک کیا ہے کیا وہ واقعی پاکیشیائی ایجنٹ تھے"...... سرمیری نے کہا۔

"یس سر۔ اس وقت ہنگامی حالات ہیں اس لئے تفصیل بعد میں بتاؤں گا"...... مرفی نے کہا۔

"اوکے۔ جیسے ہی حالات مکمل قابو میں آئیں۔ تم نے مجھے فوراً رپورٹ دینی ہے"...... سرمیری نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"بڑے خطرناک ایجنٹ ہیں۔ بجائے اس کے کہ کلنگ سیکشن انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہوتا الٹا ان لوگوں نے کلنگ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دیا"...... سرمیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے تحت وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ اس کا مطلب ہے کہ انہیں یہاں آنے سے پہلے راستے

میں کسی نے باقاعدہ اطلاع دی ہے کہ کلنگ سیکشن ان کے خلاف کام کر رہا ہے۔ اس خبر دینے والے کو ٹریس کرنا ہوگا"...... سر میری نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن پھر وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد مخصوص فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سر میری نے کہا۔

"اے سیکشن کے چیف ہنری کی کال ہے چیف"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو سر میری چونک پڑے۔

"ہنری کی کال اور مجھے براہ راست۔ کیوں۔ اسے تو آپریشنل ہیڈ کوارٹر بات کرنی چاہئے"...... سر میری نے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔

"اس کا کہنا ہے کہ وہ آپ سے کوئی ایمرجنسی بات کرنا چاہتا ہے"۔ پی اے نے جواب دیا۔

"اچھا۔ کراؤ بات"...... سر میری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔ میں ہنری بول رہا ہوں چیف"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"تم نے مجھے براہ راست کیوں کال کی ہے۔ تمہیں تو آپریشنل ہیڈ کوارٹر میں مرفی سے بات کرنا چاہئے تھی۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں ڈسپلن کی خلاف ورزی قطعاً پسند نہیں کرتا"...... سر میری نے

انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ڈسپلن کی خلاف ورزی کی معافی چاہتا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ بتاؤ کیوں کال کی ہے"...... ہنری کے معافی طلب کرنے پر سر میری کی انا کو خاصی تسکین پہنچی تھی۔ اس لئے اس بار اس کا لہجہ خاصا نرم تھا۔

"چیف۔ کلنگ سیکشن کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا گیا ہے اور کلنگ سیکشن کے چیف جیکب کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ مجھے مرفی نے رپورٹ دی ہے۔ اب کلنگ سیکشن کے سب ہیڈ کوارٹر کو ہیڈ کوارٹر بنا دیا گیا ہے اور سب ہیڈ کوارٹر کے انچارج رونالڈ کو کلنگ سیکشن کا چیف بنا دیا گیا ہے"...... سر میری نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ دوسری طرف سے رپورٹ دینے والے کو بتانا چاہتا ہو کہ وہ ریڈ ایجنسی کا چیف ہے۔ اس لئے ہر بات اس کے علم میں رہتی ہے۔

"کراس کالونی کی کوٹھی نمبر تھرٹی تھری جو کہ کلنگ سیکشن کا سب ہیڈ کوارٹر تھا وہ اب کلنگ سیکشن کا مقتل بن چکا ہے چیف"۔ ہنری نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب"...... سر میری نے چونک کر اور انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ اس کوٹھی میں رونالڈو کے علاوہ آٹھ افراد کلنگ سیکشن کے موجود تھے لیکن اب وہاں سب کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ پورا کلنگ سیکشن کا قتل عام کیا گیا ہے"...... ہنری نے کہا تو سر ہیری کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ میں دھماکے سے ہونے لگ گئے ہوں۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... سر ہیری نے رک رک کر کہا۔

"میں نے خود جا کر چیکنگ کی ہے چیف۔ کیونکہ مجھے پہلے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کی اطلاع ملی تھی چنانچہ مجھے فوری خیال آ گیا کہ جنہوں نے ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ کیا ہے وہ سب ہیڈ کوارٹر پر بھی حملہ کریں گے۔ اس لئے میں خود وہاں گیا"...... ہنری نے جواب دیا۔

"ویری بیڈ۔ یہ۔ یہ سب تو ناقابل برداشت ہے"...... سر ہیری نے چیخنے کے سے انداز میں کہا۔

"چیف۔ ایک اور بری خبر ہے"...... ہنری نے کہا تو سر ہیری بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا ابھی کوئی اور بری خبر بھی رہ گئی ہے"...... سر ہیری نے اپنے وقار کا خیال رکھے بغیر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ اس لئے مجھے آپ کو براہ راست کال کرنا پڑی ہے۔ آپریشنل ہیڈ کوارٹر کو بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ ملبے میں سے چیف مرفی کی لاش بھی ملی ہے"...... ہنری نے کہا تو سر ہیری کو

یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے جسم سے جان نکال دی ہو اور وہ اب جیتے جاگتے انسان کی بجائے پتھر کا بت بن گیا ہو۔

"چیف۔ چیف۔ کیا آپ سن رہے ہیں"...... دوسری طرف سے ہنری نے بار بار پوچھا۔

"یہ سب کیا ہو گیا ہے ہنری۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ یہ تو ریڈ ایجنسی کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ تو ناممکن ہے"۔ سر ہیری نے ایسے لہجے میں کہا جیسے الفاظ خود بخود اس کے منہ سے باہر نکل رہے ہوں۔

"ایسا ہو چکا ہے چیف۔ مجھے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق یہ ساری کارروائی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہے۔ آپ کو مجھے تو اطلاع دینی تھی۔ آپ نے کلنگ سیکشن کو ان کے سامنے کر دیا۔ وہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ وہ اگر اس طرح کلنگ سیکشن کے قابو میں آ سکتے تو اب تک لاکھوں بار ہلاک ہو چکے ہوتے۔ انہیں تو پوری دنیا میں عفریت کہا جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ الٹا انہوں نے جوابی حملہ کر کے کلنگ سیکشن کا بھی خاتمہ کر دیا اور آپریشنل ہیڈ کوارٹر کا بھی"...... ہنری نے کہا تو سر ہیری نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ہاں۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں نے ان کو سمجھنے میں غلطی کی ہے لیکن اب کیا کیا جائے"...... سر ہیری نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ ذہنی طور پر بے بسی سی محسوس کر رہا ہو۔

"چیف۔ اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب اس لئے ہوا ہے کہ آپ ان کے مشن کے راستے میں رکاوٹ بن گئے تھے۔ ورنہ پوری دنیا جانتی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ادھر ادھر الجھنے کی بجائے براہ راست اپنے ٹارگٹ پر کام کرتی ہے اور یقیناً ان کا ٹارگٹ ریڈ ایجنسی کے کلنگ سیکشن اور آپریشنل ہیڈ کوارٹر کی تباہی نہیں ہوگا۔ یہ کام انہوں نے بلا رکاوٹ آگے بڑھنے کے لئے کیا ہوگا"...... ہنری نے کہا۔

"ہاں۔ تم درست سمجھے ہو"...... سر ہیری نے کہا اور پھر ایم زیڈ پرزے اور ڈاکٹر شجاعت علی کے اغوا کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"یہ پرزہ اور سائنسدان اب کہاں ہیں"...... ہنری نے پوچھا۔

"ٹاکس کی لیبارٹری بلیو باکس میں"...... سر ہیری نے جواب دیا۔

"وہاں کی سیکورٹی تو ٹاپ سیکشن کے پاس ہے"...... ہنری نے کہا۔

"ہاں۔ آرنلڈ ٹاپ سیکشن کا انچارج ہے"...... سر ہیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ پہلے وہ جوش میں ہنری سے انتہائی سخت لہجے میں بات کر رہے تھے۔ مگر پھر آپریشنل ہیڈ کوارٹر کی تباہی کا سن کر ہنری کے سوالوں کا اس انداز میں جواب دے رہے تھے جیسے ہنری ان کا ماتحت ہونے کی بجائے ان کا باس ہو۔

"چیف۔ اب لازماً عمران اور اس کے ساتھی بلیو باکس کا رخ

کریں گے"...... ہنری نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں کہیں سے بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ پرزہ اور سائنسدان کو بلیو باکس بھجوایا گیا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ کاسانو کی ریڈ زیرو لیبارٹری پر حملہ کریں گے"...... سر ہیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ کیا باس مرفی کو معلوم نہیں تھا کہ مشن اب بلیو باکس میں مکمل کیا جا رہا ہے"...... ہنری نے کہا۔

"اوہ، ہاں ہاں۔ اسے تو معلوم تھا۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ انہوں نے مرفی سے پوچھ لیا ہوگا۔ ویسے یہ سب ہے تو ناقابل یقین۔ آپریشنل ہیڈ کوارٹر میں کسی داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر یہ لوگ کیسے وہاں داخل ہو گئے اور انہوں نے مرفی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے آپریشنل ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر دیا"...... سر ہیری نے یکلخت انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ جہاں تک میں نے تحقیقات کرائی ہے۔ یہ لوگ گٹر لائن کے ذریعے اندر داخل ہوئے اور پھر ساری کارروائی کر کے گٹر لائن کے ذریعے واپس نکل گئے اور انہوں نے اسلحے کے سٹور میں وائرلیس ڈی چارج بم نصب کر کے باہر نکل کر اسے چارج کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پورا آپریشنل ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا"...... ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ بات ہے۔ تو پھر مجھے سوچنا ہوگا کہ بلیو باکس کی

کس طرح حفاظت کی جائے ۔ یہ تو واقعی انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں "...... سرہیری نے تیز لہجے میں کہا۔

" چیف ۔ ٹاپ سیکشن کا واسطہ آج تک ان لوگوں سے نہیں پڑا جبکہ میں بلیک ایجنسی اور دوسری ایجنسیوں میں کام کرتے ہوئے بے شمار بار ان سے ٹکرا بھی چکا ہوں اور کئی کیسز میں ان کے ساتھ مل کر بھی کام کر چکا ہوں ۔ مجھے ان لوگوں کے کام کرنے کا انداز اور ان کی نفسیات کا علم ہے ۔ اس لئے میری درخواست ہے کہ آپ فوری فیصلہ کریں ورنہ دیر ہو جانے کی صورت میں جس طرح آپریشنل ہیڈ کوارٹر تباہ ہوا ہے یہ لوگ بلیو ہاکس لیبارٹری کو بھی تباہ کر دیں گے "...... ہنری نے کہا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ بلیو ہاکس کی حفاظت اے سیکشن کے ذمے لگا دی جائے اور ٹاپ سیکشن کو واپس بلا لیا جائے "۔ سرہیری نے کہا۔

" یس سر "...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ ٹاپ سیکشن طویل عرصہ سے بلیو ہاکس لیبارٹری کی سیکورٹی کرتا چلا آ رہا ہے ۔ اس لئے وہ نہ صرف ماحول سے مانوس ہے بلکہ اس ماحول کے بارے میں تمام باریکیاں بھی وہ سمجھتا ہے ۔ پھر یہ سیکشن ان معاملات میں پوری طرح تربیت یافتہ بھی ہے جبکہ تمہارے سیکشن کی ٹریننگ جنرل ٹائپ کی ہے ۔ اس لئے یہ ہو سکتا ہے کہ ٹاکس کا اوورآل چارج تمہیں دے دیا جائے تاکہ اول تو تم

اور تمہارا اے سیکشن عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دے لیکن اگر کسی وجہ سے ایسا نہ ہو سکے اور وہ لوگ بلیو ہاکس تک پہنچ جائیں تو پھر ٹاپ سیکشن ان کا خاتمہ کر دے گا اس لئے میں تمہیں حکم دے رہا ہوں کہ تم فوری طور پر اپنے سیکشن کو لے کر ٹاکس پہنچ جاؤ۔ تمہارا مشن ہر قیمت پر پاکیشیائی ایجنٹوں کو بلیو ہاکس لیبارٹری تک پہنچنے سے روکنا اور انہیں ہلاک کرنا ہے "...... سرہیری نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس چیف ۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی ۔ میرا مقصد صرف پاکیشیائی ایجنٹوں کے مقابل آنا تھا تاکہ میں ان کا خاتمہ کر سکوں کیونکہ یہ بات میرے نزدیک یقینی ہے کہ انہیں صرف میں اور میرا سیکشن ہی ختم کر سکتا ہے ۔ اب آپ نے اجازت دے دی ہے تو اب میں جلد ہی ان کی لاشیں آپ کے سامنے رکھ دوں گا "...... ہنری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوکے "...... سرہیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا ۔ اس کے چہرے پر شدید افسردگی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ کلنگ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر اور پھر سب ہیڈ کوارٹر کی تباہی اور خاص طور پر آپریشنل ہیڈ کوارٹر کی تباہی ان سب نے مل کر اس کے اعصاب کو حقیقت میں جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا ۔ لیکن اب اسے اطمینان تھا کہ اے سیکشن اور ٹاپ سیکشن دونوں مل کر ان خوفناک پاکیشیائی ایجنٹوں کا بہرحال خاتمہ کر دیں گے ۔

s4sheikh@gmail.com

ناکس ایکریمیا کی ایک دور دراز ریاست تھی جس کا بیشتر علاقہ صحرائی تھا جبکہ باقی میدانی علاقہ بے حد زرخیز تھا۔ اس ریاست میں چند ہی بڑے شہر تھے البتہ چھوٹے چھوٹے قصبے اس پوری ریاست میں پھیلے ہوئے تھے۔ ایکریمیا کی باقی ریاستوں کی نسبت یہ ریاست ترقی کی دوڑ میں کافی پیچھے تھی۔ ناکس نام شہر اس ریاست کا سب سے بڑا گنجان آباد اور ترقی یافتہ شہر تھا۔ ناکس کے شمال میں تقریباً تین سو کلو میٹر تک پھیلا ہوا ایکریمیا کا سب سے بڑا صحرا تھا جسے گرات سینڈ لینڈ کہا جاتا تھا۔ گرات اس صحرا کا قدیمی نام تھا۔ گرات صحرا میں چھوٹے چھوٹے نخلستانی قصبے موجود تھے گو قدیم دور میں تو یہ قصبے ترقی یافتہ ہی رہے ہوں گے لیکن اب وہاں ترقی کے کافی کام ہو چکے تھے۔ ان نخلستانوں میں بجلی پیدا کرنے والے یونٹ موجود تھے۔

سیٹلائٹ فونز بھی وہاں پہنچ چکے تھے اور وہاں رہنے والوں کے پاس صحرا میں چلنے والی جدید ترین جیپیں بھی موجود تھیں۔ ان جیپوں کو بنانے والی کمپنی نے ان جیپوں کا نام بھی گرات ہی رکھا تھا۔ اس لئے انہیں گرات جیپیں کہا جاتا تھا۔ عام ایکریمین رواج کے مطابق یہاں سڑکیں تو نہیں بنائی گئی تھیں کیونکہ صحرا میں چلنے والے ریت کے طوفان ایسی کسی سڑک کا وجود چند گھنٹوں سے زیادہ قائم نہ رہنے دیتے تھے۔ البتہ یہاں جگہ جگہ ایسے نشانات ضرور قائم کئے گئے تھے جو راستوں کی نشاندہی کرتے رہتے تھے۔ ناکس میں سیاح صرف اس صحرا کو دیکھنے اور یہاں سفر کرنے کے لئے آتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کئی ایسی ٹورسٹ کمپنیاں تھیں جو جیپوں اور اگر سیاح فرمائش کرتے تو اونٹوں پر انہیں صحرا کی سیر کراتی تھیں اور سیاح کئی کئی روز اس صحرا میں رہ کر فطرت سے قریب تر ہو کر دن گزارتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ناکس کے جوا خانے بھی اس ریاست میں بے حد مشہور تھے اور کہاں جاتا تھا کہ ناکس میں جوا کھیلنے والا گو جیت ہار دونوں کیفیات سے گزرتا تھا لیکن جب وہ واپس جاتا تھا تو بہرحال آتے وقت سے زیادہ دولت مند ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں لوگ بڑے شوق سے جوا کھیلنے آتے تھے۔ ناکس میں ایک گینگ بے حد مشہور تھا۔ زیادہ تر جوئے خانے، کلب اور ہوٹل اسی گینگ کی ملکیت تھے۔ اسے ریڈ کارڈ کہا جاتا تھا۔ ریڈ کارڈ کے لوگ پورے ناکس میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان کی مخصوص نشانی

گہرے سرخ رنگ کی ٹائی تھی جس پر سفید رنگ کا ستارہ سا بنا ہوا تھا۔ لیکن یہ لوگ سیاحوں کی بے حد عزت کرتے تھے۔ البتہ جہاں بھی کوئی جھگڑا ہوتا یا کسی نے کوئی زیادتی ہوتی تو ریڈ کارڈ ایسے لوگوں کو انتہائی بے دردی سے ہلاک کر دیتا تھا اور ان کی لاشیں بھی کئی کئی روز سڑکوں پر پڑی نظر آتی تھیں۔ لاش کے سینے پر سرخ رنگ کا کارڈ پن کر دیا جاتا تھا اور جب تک ریڈ کارڈ کی طرف سے اجازت نہ ملتی تھی پولیس بھی ان لاشوں کو وہاں سے ہٹانے کی جرأت نہ کرتی تھی۔ ریڈ کارڈ کا ہیڈ کوارٹر ریڈ کارڈ کلب اور کیسینو تھا۔ ریڈ کارڈ کا چیف آرتھر جو پرنس آرتھر کہلاتا تھا اس ریڈ کارڈ ہوٹل میں ہی بیٹھتا تھا۔ آرتھر پہلے ایکریمیا کی ایک ایجنسی سے متعلق تھا لیکن پھر اس نے کہیں لمبا ہاتھ مارا اور بے پناہ دولت حاصل کر کے اس نے ایجنسی چھوڑ دی اور پھر دارالحکومت سے دور شہر ناکسی میں آ گیا اور یہاں اس نے کلب اور جوئے خانے بنا لئے۔ آہستہ آہستہ اس کا یہ کاروبار پورے ناکسی میں پھیلتا چلا گیا۔ اب وہ ایک لحاظ سے ناکسی کا بے تاج بادشاہ تھا۔ اس کے منہ سے نکلنے والا ہر لفظ دوسروں کے لئے قانون کا درجہ حاصل کر جاتا تھا۔ آرتھر بذات خود نرم رو اور نرم گفتگو کرنے والا شخص تھا لیکن اس کی اس نرمی کے پیچھے بے رحمی اور بربریت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ دوسروں کو ہلاک کرنے کا حکم دیتے ہوئے ایک لمحے کے لئے بھی نہ ہچکچاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے اپنے گروپ کے لوگ بھی اس سے اس قدر ڈرتے تھے جیسے

وہ مجسم موت ہو۔ یہ اور بات ہے کہ پرنس آرتھر صرف غلطی پر سزا دیا کرتا تھا اور چھوٹی سے چھوٹی غلطی پر بھی وہ فوری موت کی سزا دے دیا کرتا تھا۔ اس کی لغت میں سزا کا مطلب ہی موت ہوتا تھا۔ اس وقت بھی پرنس آرتھر اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا جام میں بھری ہوئی شراب کی چسکیاں لے رہا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔ پرنس آرتھر نے ایک نظر فون کی طرف دیکھا اور پھر جام کو میز پر رکھ کر اس نے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... پرنس آرتھر نے نرم لہجے میں کہا۔

"ریڈ ایجنسی کے مسٹر ہنری آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی تو پرنس آرتھر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات جلدی"...... پرنس آرتھر نے چونک کر کہا کیونکہ ہنری اس کا بے حد گہرا اور بے تکلف دوست تھا۔ وہ دونوں اکٹھے ہی ایجنسی میں کام کرتے تھے۔ پھر آرتھر ایجنسی چھوڑ کر یہاں ناکسی آ گیا تھا جبکہ ہنری مختلف ایجنسیوں سے ہوتا ہوا اب ریڈ ایجنسی میں تھا اور اس کے بھی کسی سیکشن کا چیف تھا۔ ان کے درمیان اب بھی خاصے گہرے اور بے تکلفانہ تعلقات تھے۔

"ہیلو۔ ہنری بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ہنری کی آواز سنائی دی۔

"آرتھر بول رہا ہوں ڈیئر۔ آج کیسے ہماری قسمت جاگ پڑی کہ

تمہیں فون کرنے کا خیال آ گیا"...... آرتھر نے انتہائی دوستانہ اور بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"میں اپنے سیکشن کے ساتھ ناکسی آ رہا ہوں۔ میں نے سوچا کہ پہلے ناکسی کے پرنس سے اجازت لے لوں"...... دوسری طرف سے ہنری نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو آرتھر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اگر کسی مشن پر آ رہے ہو تو پھر سیکشن کو ساتھ لے آنے کی بجائے اکیلے ہی آ جاؤ۔ تمہارا مشن میں پورا کرا دوں گا"...... آرتھر نے کہا۔

"اس لئے تو فون کیا ہے کہ یہ مشن تمہاری مدد کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا"...... ہنری نے کہا تو آرتھر بے اختیار چونک پڑا۔

"اچھا۔ ایسا کونسا مشن ہے"...... آرتھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف مشن ہے"...... ہنری نے کہا۔

"پاکیشیا۔ یہ تو ایشیا کا کوئی پسماندہ سا ملک ہے"...... آرتھر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ہنری بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن اس کی سیکرٹ سروس پسماندہ نہیں ہے۔ یہ دنیا کی سب سے خطرناک سیکرٹ سروس ہے اور اب یہ سروس ناکسی پہنچنے والی ہے یا شاید پہنچ بھی چکی ہو"۔ ہنری

نے کہا۔

"حیرت ہے۔ یہ سب تم کہہ رہے ہو۔ تم جو ایکریمیا کی طاقتور ترین ریڈ ایجنسی کے سیکشن انچارج ہو"...... آرتھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں اور اس طاقتور ترین ایجنسی کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس نے معمولی سا کام کیا جس کے نتیجے میں ولنگٹن میں کلنگ سیکشن کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا۔ سب ہیڈ کوارٹر میں کلنگ سیکشن کا قتل عام کر دیا گیا اور پھر ریڈ ایجنسی کا آپریشنل ہیڈ کوارٹر جسے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا بموں کے دھماکوں سے تنکوں کی طرح بکھر گیا اور یہ سب کام چند گھنٹوں کے درمیان ہوا"...... ہنری نے جواب دیا تو آرتھر کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا واقعی۔ حیرت ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو مجھے یہاں تمہاری مدد کی ضرورت پڑی ہے کیونکہ ناکسی میں تمہارے آدمی جو کچھ کر سکتے ہیں وہ میرا سیکشن نہیں کر سکتا اور میں نے بہرحال اس سروس کے آدمیوں کو ٹریس بھی کرنا ہے اور ہلاک بھی کرنا ہے۔ یہ میرے لئے چیلنج ہے اور میں نے یہ چیلنج ہر قیمت پر پورا کرنا ہے"...... ہنری نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آ جاؤ فوراً اور بے فکر رہو۔ تمہارا کام ہر صورت میں ہوگا"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے دو رہائش گاہیں چاہئیں۔ ایک اپنے اور اپنے اسسٹنٹ کے لئے اور دوسری سیکشن کے افراد کے لئے۔ تین کاریں بھی چاہئیں۔ اگر تم بندوبست کر سکتے ہو تو ٹھیک۔ ورنہ کسی رئیل اسٹیٹ کمپنی کا فون نمبر بتا دو"...... ہنری نے کہا۔

"دس رہائش گاہیں مل سکتی ہیں تمہیں۔ تمہارے سیکشن کے لئے ڈوجو روڈ پر ایلون ون کی رہائش گاہ بہترین رہے گی۔ وہاں دو کاریں بھی موجود ہیں۔ تمہارا نام وہاں لیا جائے گا تو وہاں موجود میرا آدمی رہائش گاہ تمہارے حوالے کر دے گا اور خود وہاں سے چلا جائے گا"...... آرتھر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اور میرے لئے"...... ہنری نے کہا۔

"کلاس روڈ پر ایک رہائش گاہ ہے۔ اس کا نمبر ون نو ہے۔ وہاں بھی دو کاریں موجود ہیں۔ وہاں نمبروں والا لاک موجود ہے۔ اس کا نمبر بھی وہی ہے جو کوٹھی کا نمبر ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ میں ناکسی پہنچ کر پھر تم سے رابطہ کروں گا"...... ہنری نے کہا۔

"جس سروس کے خلاف تم کام کر رہے ہو۔ اس کی کیا تفصیلات ہیں"...... آرتھر نے کہا۔

"دو عورتوں اور چار مردوں کا گروپ ہے۔ وہ میک اپ کے ماہر ہیں۔ اس لئے حلیئے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کاغذات بھی یقیناً ان کے پاس اصل ہی ہوں گے۔ اس لئے کاغذات کے ذریعے بھی

انہیں چیک نہیں کیا جا سکتا۔ صرف قد و قامت کی تفصیلات ہیں۔ وہ وہیں آکر بتاؤں گا"...... ہنری نے کہا۔

"ان کا یہاں مشن کیا ہے"...... آرتھر نے پوچھا۔

"ریاست ناکس میں ایکریمیا کی ایک بہت بڑی اور اہم لیبارٹری ہے جسے بلیو ہاکس لیبارٹری کہا جاتا ہے۔ وہاں پاکیشیا سے میزائل کا ایک پرزہ چوری کرا کر بھجوایا گیا ہے اور اس پرزے کے موجد سائنسدان ڈاکٹر شجاعت علی کو بھی اغوا کر کے وہاں پہنچایا گیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس پرزے اور سائنسدان کو واپس حاصل کرنے کے لئے شہر ناکسی پہنچ رہی ہے"...... ہنری نے جواب دیا۔

"یہ لیبارٹری کہاں ہے۔ میں نے تو آج تک اس کے بارے میں نہیں سنا"...... آرتھر نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں ہے صرف اتنا معلوم ہے کہ ریاست ناکس میں ہے"...... ہنری نے جواب دیا۔

"اچھا۔ میں معلوم کر لوں گا۔ تم آجاؤ۔ ویسے میں اپنے آدمیوں کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ چھ افراد کے گروپ کو چیک کریں"...... آرتھر نے جواب دیا اور دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ سن کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے تاکہ اس گروپ کی چیکنگ کے ساتھ ساتھ وہ ان کوٹھیوں کے بارے میں اپنے آدمیوں کو ہدایات دے سکے۔

ولنگٹن سے ناکس ریاست پہنچنے کے لئے اگر بس کا سفر کیا جاتا تو اس سفر میں کئی روز لگ سکتے تھے جبکہ ہوائی جہاز کے ذریعے یہ سفر چند گھنٹوں کا تھا لیکن عمران نے ولنگٹن سے براہ راست ناکس جانے کی بجائے ناکس ریاست کی سرحد پر واقع ایک شہر گورنی کے لئے ٹکٹیں خریدی تھیں۔ اس لئے وہ سب ولنگٹن سے فلائٹ کے ذریعے گورنی پہنچ گئے تھے ۔ گورنی ریاست وارجان کا شہر تھا اور گورنی سے آگے ریاست ناکس کی سرحد شروع ہو جاتی تھی جس کا دارالحکومت ناکسی ہی کہلاتا تھا۔ گورنی سے ناکسی تک بھی لوکل فلائٹس جاتی تھیں اور یہ سفر صرف ڈیڑھ گھنٹے کا تھا لیکن گورنی سے ناکسی تک بس کا سفر ساڑھے چھ گھنٹوں میں طے ہوتا تھا۔ عمران کے ساتھی اس وقت گورنی کے ایک ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے ہاٹ کافی پینے میں مصروف تھے ۔ جبکہ عمران انہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ

گھنٹہ گزر چکا تھا اور ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔

"عمران صاحب اس مکمل اجنبی علاقے میں کہاں گئے ہوں گے"...... صالحہ نے کہا۔

"مشن کے سلسلے میں کوئی نہ کوئی انتظام کرنے گیا ہوگا"۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انتظام نہیں مس جولیا۔ عمران صاحب معلومات حاصل کرنے گئے ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

"معلومات۔ کس ٹائپ کی معلومات"...... صالحہ نے چونک کر پوچھا۔

"جس لیبارٹری پر ریڈ کرنا ہے وہ لیبارٹری اب سڑک کے کنارے تو نہیں بنی ہوئی ہوگی اور نہ ہی اس پر اس کے نام کا بورڈ لگا ہوگا۔ اس لئے جب تک اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات نہ مل جائیں اس وقت تک کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھ پر طنز کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ مجھے معلوم ہے کہ لیبارٹری خفیہ ہوتی ہے لیکن یہاں کی بجائے ناکسی جا کر زیادہ بہتر انداز میں معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں۔ ایسی خفیہ لیبارٹریوں کے بارے میں اس علاقے کے لوگ بہت کم جانتے ہیں تو اس قدر دور دوسری ریاست کے لوگ اس بارے میں کیا بتا سکیں گے"۔ صالحہ نے منہ بناتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس صالحہ- ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم آپ سے زیادہ طویل عرصے سے عمران صاحب کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ عمران صاحب کا اپنا ایک انداز ہے۔ آپ کی بات درست ہے کہ لیبارٹری کے بارے میں جو معلومات ناکسی میں مل سکتی ہیں وہ یہاں نہیں- لیکن یہ بات کیسے معلوم ہوگی کہ ناکسی میں ہمارے خلاف کیا جال بنایا جا چکا ہے۔ ایسا جال کہ ہم ناکسی پہنچتے ہی پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں جا گریں"۔ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ- تو عمران صاحب اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنے گئے ہیں- لیکن ایسی معلومات انہیں اس اجنبی علاقے میں کون دے سکتا ہے"۔۔ صالحہ نے چونک کر کہا۔

"عمران کے لئے کوئی علاقہ اجنبی نہیں ہوتا۔ اس کا کوئی نہ کوئی دوست ہر علاقے میں موجود ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ولنگٹن میں بہرحال لوگوں سے اس کے بڑے گہرے تعلقات ہیں۔ اس نے لازماً یہاں کے لئے یا ناکسی کے لئے وہاں سے کوئی نہ کوئی ٹپ حاصل کی ہو گی"۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"اصل بات یہ ہے کہ سارے کام عمران خود کرتا ہے اور ہمیں اس نے بس دم چھلے بنا کر رکھا ہوا ہے"۔۔۔۔ تنویر نے جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا، منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے تنویر۔ جہاں ضرورت ہوتی ہے عمران صاحب

ہمیں آگے بڑھا دیتے ہیں جیسے کہ تم نے کلنگ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر میں کارروائی کی اور اس کے سب ہیڈ کوارٹر کو بھی تباہ کر دیا۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ شطرنج کھیلنے والا لیڈر ہوتا ہے۔ ہم لوگ صرف مہرے ہوتے ہیں اور یہ عمران صاحب کی مہربانی ہے کہ وہ ایک مہرے کی بھی مات نہیں ہونے دیتے اور بازی بھی جیت جاتے ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کی بات کا کوئی جواب دیتا، کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران اس انداز میں اندر داخل ہوا کہ وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا ہوا ہے تمہیں"۔۔۔ جولیا نے چونک کر اور انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ پوچھو کہ کیا نہیں ہوا"۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس طرح کرسی پر ڈھیر ہو گیا جیسے سینکڑوں میلوں سے پیدل چلتا ہوا آیا ہو اور اب اسے بیٹھنے کا موقع ملا ہو۔ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔ آنکھوں میں ویرانی تھی۔ اسے دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے کوئی جواری اپنی زندگی کی آخری پونجی تک ہار آیا ہو۔

"کیا نہیں ہوا۔ بتاؤ۔ یہ تمہاری حالت کیوں ہو رہی ہے"۔ جولیا نے پہلے سے زیادہ تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوا تو کچھ نہیں البتہ ہونے والا ہے"۔۔۔۔ عمران نے اسی لہجے میں کہا تو اس بار جولیا کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

"کیا ہونے والا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے استقبال کے لئے ریڈ ایجنسی کا سیکشن اے ناکسی ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ناکسی میں ایک گینگ ہے جسے ریڈ کارڈ کہا جاتا ہے۔ وہ بھی سیکشن اے سے مل کر ہمارے خلاف کارروائی کرے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ کیا پہلی بار ہمارے خلاف ایسا ہو رہا ہے کہ تم اس قدر شکستہ اور نڈھال نظر آرہے ہو"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میری ساری تھکاوٹ کی وجہ سیکشن اے یا گینگ نہیں ہے۔ کچھ اور ہے"۔..... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ اور۔ کیا مطلب"..... جولیا نے چونک کر کہا۔

"مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ بلیو ہاکس نامی لیبارٹری کہاں ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں نے ناکسی کا نقشہ دیکھا ہے۔ اس کا خاص پوائنٹ وہ صحرا ہے جو شہر ناکسی سے ملحقہ ہے اور جہاں سیاح وغیرہ جاتے رہتے ہیں۔ لازماً یہ لیبارٹری اس صحرا میں ہی ہوگی"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ عام حالات میں تو یہی سوچا جا سکتا ہے لیکن اگر ایسا ہے تو پھر بھی اس لیبارٹری کو ٹریس تو کرنا ہے۔ صحرا تو سینکڑوں میلوں میں پھیلا ہوا ہے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس بارے میں معلومات وہاں ناکسی سے ہی مل سکتی ہیں۔ یہاں سے تو نہیں مل سکتیں"...... صالحہ نے کہا۔ وہ شاید ابھی تک اپنی سوچ پر اڑی ہوئی تھی۔

"ولنگٹن سے میں نے اس بارے میں ٹپ حاصل کرنے کی کوشش کی تو وہاں کی بجائے یہاں کی ایک ٹپ مجھے مل گئی۔ ویسے بھی مجھے اندازہ تھا کہ آپریشنل ہیڈ کوارٹر کی تباہی کی وجہ سے اس بار انہوں نے ہمیں گھیرنے کے لئے انتہائی اعلیٰ پیمانے پر انتظامات کئے ہوں گے اور انہیں یہ بھی اندازہ ہو گیا ہوگا کہ آپریشنل ہیڈ کوارٹر کا مرفی چونکہ یہ بات جانتا تھا کہ ایم ایم پرزہ اور ڈاکٹر شجاعت علی دونوں کو بلیو ہاکس بھجوایا گیا ہے۔ اس لئے اس کا علم ہمیں بھی ہو گیا ہوگا"..... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب، آپ کی بات درست ہے۔ جب تک ہمیں ٹارگٹ کا حتمی طور پر علم نہ ہو جائے ہم ویسے تو ادھر ادھر ٹکریں مارنے سے رہے اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا ہے معاملات ہمارے خلاف ہوتے جائیں گے کیونکہ سائنس دان شجاعت علی ان کے ہاتھوں میں ہے۔ آج نہیں تو کل وہ اس سے اس پرزے کے بارے میں سب کچھ معلوم کر کے اسے ہلاک کر دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ پرزہ بھی کہیں اور شفٹ کر دیا جائے۔ ہم کہاں کہاں اس کے پیچھے مارے مارے پھرتے رہیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اسی لئے تو بھاگ دوڑ کر کے تھک گیا ہوں"...... عمران نے

اس کی اتنی لمبی تقریر کے جواب میں مختصر سا فقرہ کہا تو کیپٹن شکیل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں جس قدر جلد ممکن ہو سکے کام سرانجام دے دینا چاہئے"...... جولیا نے کیپٹن شکیل کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی معلوم ہے کہ کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے لیکن ٹارگٹ کو ٹریس کرنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا سمجھ لیا جاتا ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس لیبارٹری کو سپلائی ناکسی سے ہی جاتی ہوگی۔ اگر سپلائی کرنے والے کے بارے میں معلوم ہو جائے تو لیبارٹری کو ٹریس کیا جا سکتا ہے"...... صالحہ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"سپلائی اس ریڈ کارڈ کے چیف پرنس آرتھر کے ذریعے کی جاتی ہے لیکن کون لے جاتا تھا اور کس طرح جاتی تھی اور کہاں جاتی تھی اس کا علم صرف پرنس آرتھر کو ہی ہو سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"پھر تو یہ بڑا آسان ٹاسک ہے۔ اس پرنس آرتھر کو گھیر لیتے ہیں۔ وہ تو آسانی سے ٹریس ہو سکتا ہے"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"سارے ناکسی کو معلوم ہے کہ وہ ریڈ کارڈ نامی کلب میں بیٹھتا ہے۔ ٹریس کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے"...... عمران نے جواب

دیا۔

"تو پھر کس بات کا انتظار ہے تمہیں"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پرنس آرتھر تک پہنچنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا تمہارے چیف ایکسٹو تک پہنچنا۔ جسے وہ خصوصی اجازت دے اسے بھی ریڈ کارڈ کلب کے کسی خاص کمرے میں لے جایا جاتا ہے اور پھر اسے وہاں بے ہوش کر کے پرنس آرتھر تک پہنچایا جاتا ہے اور وہاں اسے ہوش میں لا کر اس سے ملاقات ہوتی ہے۔ واپسی بھی اسی طرح ہوتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"حیرت ہے۔ یہ کام مسلسل کیسے ہوتا ہوگا"..... صفدر نے کہا۔

"مسلسل ہوتا ہی نہیں۔ سال میں ایک آدھ بار ہی کوئی خوش قسمت اس سے ذاتی ملاقات کرتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس سے فون پر رابطہ نہیں ہو سکتا"...... جولیا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ یہاں سے بھی ہو سکتا ہے لیکن اس نے ایسا سسٹم بنایا ہوا ہے کہ فون کرنے والا چاہے پبلک فون بوتھ سے کیوں نہ فون کرے اسے ٹریس کر لیا جاتا ہے بشرطیکہ وہ فون ناکسی سے کرے۔ ناکسی سے باہر کا فون سوائے خاص آدمیوں کے وہ اٹنڈ ہی نہیں کرتا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو بڑا پراسرار کردار بنا ہوا ہے"..... جولیا نے کہا اور عمران نے اس بار اسے جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلانے ہی اکتفا کیا۔

"تو اب آپ نے کیا پلان بنایا ہے عمران صاحب"... صفدر نے کہا۔

"ہم نے مشن مکمل کرنا ہے اور کیا پلان ہو سکتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور ویٹر کافی کے برتن ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوا۔ اس نے کافی کے برتن میز پر رکھے اور پہلے سے موجود برتن اٹھا کر وہ واپس چلا گیا۔ عمران نے کافی بنائی اور اس طرح اطمینان سے کافی سپ کرنے لگا جیسے ولنگٹن سے یہاں تک کا سفر اس نے صرف کافی پینے کے لئے ہی کیا ہو۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ہر صورت میں اس پرنس آرتھر کو کور کرنا ہوگا ورنہ ہم اس طرح اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے ہی رہ جائیں گے"..... صفدر نے کہا۔

"یہ ٹامک ٹوئیاں کیا ہوتی ہیں۔ مجھے آج تک اس لفظ کی سمجھ ہی نہیں آئی۔ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنا تو کیا روشنی میں ٹامک ٹوئیاں نہیں ماری جا سکتیں"..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"مطلب کا تو ہمیں خود بھی علم نہیں البتہ محاورے کے طور پر

یہ استعمال ہوتا ہے اور اس کا مطلب ہے کہ اندھیرے میں چونکہ کچھ نظر نہیں آتا اس لئے آدمی ادھر ادھر ہاتھ مارتا رہ جاتا ہے"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ خالصتاً اردو زبان کا محاورہ ہے۔ مطلب ہے کہ اندازے سے کام کرنا۔ بہرحال تم نے جو مطلب بتایا ہے وہ درست ہے اور ہم پر صادق آتا ہے کہ ہم ٹامک ٹوئیاں ہی مار رہے ہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مائیکل بول رہا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ سارا ٹوگا کلب کے مسٹر سوئفٹ کی کال ہے"۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"..... عمران نے کہا۔

"مائیکل بول رہا ہوں۔ کوئی پراگرس"..... عمران نے کہا۔

"یس مسٹر مائیکل۔ آپ کا تیسرا اشارہ درست ثابت ہوا ہے۔ آپ لکی ڈرا کے حقدار ہو چکے ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے شکریہ"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"یہ کیا کوڈ تھا"..... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"ریڈ ایجنسی اور ریڈ کارڈ بیک وقت دونوں ایجنسیاں ہمیں ٹریس کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ اس لئے مجبوراً اس انداز میں کام کرنا پڑتا

ہے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کا کونسا اشارہ درست ثابت ہوا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تیسرا"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اور وہ اشارہ کیا تھا"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لکی ذرا"...... عمران نے اسی انداز میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا۔ فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے فون کرتے دیکھ کر جولیا خاموش ہو گئی تھی۔ آخر میں عمران نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"لاس ڈیگو کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ دوسری طرف سے فوراً نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بار پھر نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ اور آواز پہلے سے مختلف تھی۔

"لکی کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون

آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لکی کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سارجنٹ سے بات کراؤ۔ میں مائیکل بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ چہکتا ہوا سا تھا۔ جیسے بولنے والا بول کر دوسرے پر کوئی احسان کر رہا ہو۔

"سارانوگا کے موئنٹ سے آپ کی کوئی بات ہوئی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ، اوہ۔ اچھا اچھا۔ آپ کا نام"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"مائیکل"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ فرمایئے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... اس بار سارجنٹ کا لہجہ پہلے کی نسبت یکلخت بدلا ہوا تھا۔

"موئنٹ نے آپ کو بتایا تو ہو گا کہ میں کیا چاہتا ہوں"۔ عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن معاوضہ کون دے گا"...... سارجنٹ نے کہا۔

"کتنا معاوضہ"...... عمران نے پوچھا۔

"صرف ایک لاکھ ڈالرز"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کام کب ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"پرسوں ٹیوز ڈے ہے اور یہ کام ٹیوز ڈے کو ہی ہو سکتا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم ٹیوز ڈے کو آپ کے پاس پہنچ جائیں گے اور آپ کو معاوضہ بھی نقد ادا کر دیا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کا کام بھی ہو جائے گا سو فیصد"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات تھے لیکن اس کے سارے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"ارے کیا ہوا۔ تم سب خاموش کیوں ہو گئے۔ تم نے مجھ سے تفصیل بھی نہیں پوچھی"...... عمران نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"کیا ضرورت ہے پوچھنے کی۔ جو کچھ ہوگا سامنے آ جائے گا"۔ جولیا نے بڑے بے نیازانہ سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"واہ، اسے کہتے ہیں بے نیازی"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ جب پوچھنے پر آپ کچھ بتاتے ہی نہیں تو پھر پوچھنے کا فائدہ"...... صفدر نے کہا۔

"وہ کیا کہتے ہیں کہ بن مانگے موتی ملیں اور مانگے ملے نہ بھیک۔ چونکہ تم نے پوچھا نہیں اس لئے میں بتا دیتا ہوں۔ اگر پوچھ لیتے تو

شاید نہ بتاتا"...... عمران نے کہا۔

"آپ کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے عمران صاحب۔ ہم آپ کی گفتگو کا تمام مطلب سمجھ چکے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اگر تم بتا دو تو میرا وعدہ کہ آئندہ تم سے کچھ نہیں چھپایا کروں گا"...... عمران نے چیلنج کرنے کے انداز میں کہا۔

"لاس ڈیگو ناکسی ریاست کا ایک بڑا شہر ہے۔ وہ بھی اسی صحرا کے کنارے پر ہے جس کے دوسرے کنارے پر ناکسی شہر ہے۔ آپ نے وہاں کلی کلب کے سارجنٹ سے بات کی ہے اور سارجنٹ نے آپ کو بتایا ہے کہ پرنس آرتھر ٹیوز ڈے یعنی منگل کے روز لاس ڈیگو آتا ہے۔ پرنس آرتھر تک آپ کو پہنچا دیا جائے گا۔ ایک لاکھ ڈالر معاوضہ ہوگا"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران اس طرح آنکھیں پھاڑ کر کیپٹن شکیل کو دیکھنے لگا جیسے وہ انسان کی بجائے کسی مافوق الفطرت قوت کو دیکھ رہا ہے۔ باقی سب ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ تم نے کیسے معلوم کر لیا۔ خاص طور پر یہ کہ پرنس آرتھر منگل کے روز لاس ڈیگو آتا ہے"...... عمران کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"عمران صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے ہر قیمت پر اس

پرنس آرتھر کو گھیرنا ہے تاکہ اس سے بلیو باکس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کر سکیں۔

تاکسی میں یہ کام آسانی سے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ نے لازماً یہ کوشش کرنی تھی کہ پرنس آرتھر کی نقل و حرکت کے بارے میں تفصیلات معلوم کریں۔ پرنس آرتھر کسی بت کا نام نہیں ہے۔ وہ جیتا جاگتا انسان ہے۔ اس لئے لامحالہ وہ کہیں آتا جاتا بھی رہتا ہوگا۔ کوئی نہ کوئی مشاغل بھی اس کے ہوں گے۔ چنانچہ آپ نے اس آئیڈیئے پر کام کیا تو آپ کو بتایا گیا کہ لاس ڈیگو کے کسی کلب کا سارجنٹ اس سلسلے میں آپ کے کام آ سکتا ہے اور پھر سارجنٹ نے بتایا کہ ٹیوز ڈے کو آپ کا کام ہوگا اور آپ نے منڈے کو سارے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچنے کا عندیہ دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ مشن کے سلسلے میں آگے بڑھ رہے ہیں ورنہ آپ اکیلے وہاں چلے جاتے۔ چنانچہ یہی سوچا جا سکتا ہے کہ پرنس آرتھر کسی بھی وجہ سے ٹیوز ڈے کو لاس ڈیگو جاتا ہے اور سارجنٹ ایک لاکھ ڈالر لے کر آپ کو اس تک پہنچا دے گا"...... کیپٹن شکیل نے اپنے اندازے کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اب مجھے چیف سے کہنا پڑے گا کہ وہ اپنی خیر منائے۔ کیپٹن شکیل اگر چاہے تو بیٹھے بیٹھے چیف کو بھی ٹریس کر سکتا ہے"۔ عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ کیپٹن شکیل کا چہرہ بھی اپنے درست اندازے پر خوشی سے تمتما اٹھا تھا۔

"اب کب جانا ہے لاس ڈیگو"...... جولیا نے کہا۔

"بس تیاری کر لو۔ کل ہم نے وہاں موجود ہونا ہے"...... عمران نے کہا تو سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے وہ عمران کی بات کی توثیق کر رہے ہوں۔

s4sheikh@gmail.com

سارجنٹ لاس ڈیگو کے لکی کلب کا مالک اور جنرل منیجر تھا۔ اس وقت وہ اپنے آفس میں بیٹھا ہونٹ بھینچے کسی گہری سوچ میں مستغرق تھا کہ آفس کا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ آفس میں ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی داخل ہو رہی تھی جس نے جینز کی پینٹ اور گہرے نیلے رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ کاندھے سے سیاہ رنگ کا ایک جدید بیگ لٹک رہا تھا۔ یہ انجیلا تھی۔ سارجنٹ کی بیوی۔ سارجنٹ اور انجیلا کی شادی کو ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے اور ان دونوں کے تعلقات میں ابھی تک گرمجوشی موجود تھی۔ انجیلا کی یہ دوسری شادی تھی جبکہ سارجنٹ کی پہلی۔ انجیلا ولنگٹن میں ہی پڑھی تھی اور وہاں اس نے ایک سرکاری ایجنسی میں کام کرنے والے

ایجنٹ سے شادی اس لئے کی تھی کہ اسے بچپن سے ہی سیکرٹ ایجنسی کا پیشہ جنون کی حد تک پسند تھا۔ اس لئے وہ ایسی کتابیں بڑے شوق سے پڑھتی تھی جن میں سیکرٹ ایجنٹوں کے کارنامے درج ہوتے تھے اور ایسی فلمیں تو اس نے بے شمار بار دیکھی تھیں جن میں سیکرٹ ایجنٹ انتہائی کٹھن حالات میں مشن مکمل کرتے ہوئے دکھائے جاتے ہیں۔ انجیلا کا شوہر رابرٹ بھی ایک مشہور ایجنٹ تھا اور اس نے انجیلا کا شوق دیکھتے ہوئے اسے بھی اپنی ایجنسی کے چیف سے کہہ کر ایجنسی میں شامل کرا لیا۔ اور اس کے لئے انجیلا نے دو سال کی انتہائی سخت اور کڑی تربیت بھی حاصل کر لی۔ پھر اپنے شوہر رابرٹ کے ساتھ مل کر اس نے بے شمار مشنز میں واقعی انتہائی بے جگری سے کام کیا لیکن ایک مشن کے دوران رابرٹ ہلاک ہو گیا تو انجیلا کا دل جیسے اس کام سے یکلخت اکتا گیا۔ اس نے ایجنسی چھوڑ دی۔ اس کے ساتھ ساتھ ولنگٹن چھوڑ کر وہ ناکس ریاست کے اس شہر لاس ڈیگو میں اس لئے آ گئی کہ اس کی ماں اس علاقے کی رہنے والی تھی اور یہاں اس کی ماں کی کچھ آبائی جائیداد بھی موجود تھی جو انجیلا نے آ کر سنبھال لی جس کی وجہ سے وہ یہاں خاصی متمول زندگی گزارنے لگی۔ پھر اس کی ملاقات سارجنٹ سے ہوئی جو لکی کلب کا مالک تھا۔ سارجنٹ کا تعلق بھی کسی زمانے میں ایک پرائیویٹ سیکرٹ ایجنسی سے رہا تھا لیکن اس نے یہ کام بہت تھوڑا عرصہ کیا اور پھر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ کلب لائن میں آ گیا اور اس وقت اس کا کلب لاس ڈیگو

کا معروف کلب تھا۔ سارجنٹ کا تعلق گو بے شمار لڑکیوں سے رہا تھا لیکن اس نے شادی نہ کی تھی اور اکیریمین معاشرت میں یہ بات معیوب بھی نہ تھی لیکن جب انجیلا اور سارجنٹ کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے ایک دوسرے کو بے حد پسند کیا اور پھر چند ماہ کی فرینڈ شپ کے بعد ان دونوں نے شادی کر لی اور اب وہ میاں بیوی کی حیثیت سے رہ رہے تھے۔

"کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... انجیلا نے اندر داخل ہوتے ہی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں۔ کیوں"...... سارجنٹ نے چونک کر کہا۔

"تمہارے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات تھے اور اب بھی محسوس ہو رہے ہیں"...... انجیلا نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ بس ویسے ہی"...... سارجنٹ نے ٹالنے کے سے انداز میں کہا۔

"دیکھو سارجنٹ۔ تم مجھ سے کوئی بات چھپا نہیں سکتے۔ سچ سچ بتا دو کہ کیا پریشانی ہے۔ نہ صرف بتاؤ بلکہ تفصیل بھی بتا دو"۔ انجیلا نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا تو سارجنٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایک کاروباری سودا کیا تھا۔ اس سلسلے میں سوچ رہا تھا۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ اس سودے سے پیچھے ہٹ جاؤں لیکن یہ میری فطرت کے خلاف ہے۔ اس لئے میرے اندر شدید کشمکش جاری تھی

جسے تم پریشانی کا نام دے رہی ہو"...... سارجنٹ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیسا سودا۔ میں نے کہا ہے کہ کھل کر بات کرو"...... انجیلا نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا۔

"گورنی میں سارانوگا کلب کے سونغت کو تو تم جانتی ہی ہو"۔ سارجنٹ نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... انجیلا نے حیران ہو کر کہا۔

"اس نے مجھے فون کیا اور کہا کہ کیا میں پچاس ہزار ڈالرز کمانا چاہتا ہوں۔ تمہیں معلوم ہے کہ ان دونوں مجھے بھاری رقم کی اشد ضرورت ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ مجھے اس کے بدلے میں کیا کرنا ہوگا تو اس نے بتایا کہ گورنی میں ایک اکیریمین گروپ موجود ہے جو مجھے یہ رقم نقد مہیا کر سکتا ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ گروپ اپنے کسی اہم کام کے لئے ناکسی کے ریڈکارڈ کے چیف پرنس آرتھر سے براہ راست ملنا چاہتا ہے۔ سونغت کو میں نے ایک بار بتایا تھا کہ پرنس آرتھر لاس ڈیگو میں سوئیٹی کے پاس لیوز ڈے کو آتا ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ میں اس گروپ کو صرف سوئیٹی کا پتہ بتا دوں تو مجھے پچاس ہزار ڈالرز مل جائیں گے جس پر میں نے کہا کہ پرنس آرتھر انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اگر اسے معلوم ہو گیا تو وہ مجھے میرے کلب سمیت راکھ میں تبدیل کر دے گا تو اس نے کہا کہ اس کی گارنٹی ہے کہ میرا نام درمیان میں نہیں آئے گا۔ جس پر میں تیار ہو

گیا۔ پھر اس گروپ کے لیڈر مائیکل کی فون کال آئی۔ میں چونکہ تذبذب کا شکار تھا اس لئے میں نے اسے معاوضہ پچاس ہزار کی بجائے ایک لاکھ ڈالرز کا کہہ دیا اور تم حیران ہوگی کہ اس مائیکل نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسے تسلیم کر لیا۔ اب وہ یہاں لیوز ڈے کو آئیں گے اور مجھے ایک لاکھ ڈالرز ادا کریں گے اور میں انہیں سونیئی کا پتہ بتا دوں گا۔ جہاں ان کی ملاقات پرنس آرتھر سے ہو جائے گی"۔ سارجنٹ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ایسی کیا ملاقات کرنا چاہتے ہیں جس کے لئے یہ انداز اختیار کیا جا رہا ہے اور پھر ایک لاکھ ڈالرز بھی دیئے جا رہے ہیں اور یہ سونیئی کون ہے"...... انجیلا نے بڑے مشکوک سے لہجے میں کہا۔

"سونیئی کسی زمانے میں میری بھی دوست رہی ہے۔ پھر وہ ناکس چلی گئی۔ وہاں وہ ریڈ کارڈ کلب میں کام کرنے لگی۔ وہاں پرنس آرتھر نے اسے دیکھا تو وہ اسے پسند آ گئی۔ سونیئی چونکہ یہاں کی رہنے والی تھی اس لئے پرنس آرتھر نے اسے دوبارہ یہاں مستقل بھجوا دیا۔ یہاں اس کو انتہائی شاندار حویلی خرید کر دی۔ اعلیٰ معیار کی کار"...... سارجنٹ نے کہا۔

"اوہ، اوہ، کہیں تم وائٹ فلاور کی بات تو نہیں کر رہے"۔ انجیلا نے چونک کر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کا اصل نام سونیئی ہے۔ یہ نام تو اسے پرنس آرتھر نے دیا ہے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"تو اس سونیئی نے تمہیں بتایا ہے کہ پرنس آرتھر ہر لیوز ڈے کو یہاں آتا ہے"...... انجیلا نے کہا۔

"ہاں۔ اور یہ بات واقعی درست ہے"...... سارجنٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے سارجنٹ۔ تم ایک لاکھ ڈالرز کے لئے اپنا سب کچھ گنوانے پر تل گئے ہو۔ نجانے یہ گروپ کون ہے اور کیوں پرنس آرتھر سے اس انداز میں ملنا چاہتا ہے۔ تم ایسا کرو کہ سونیئی کو ان کے بارے میں بتا دو اور خود ایک طرف ہو جاؤ"۔ انجیلا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں اب وعدہ کر کے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ یہ میری فطرت کے خلاف ہے البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ میں اس گروپ کو خود گرفتار کرا دوں اور پھر سونیئی کو فون کر کے بتا دوں کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے تھے۔ اس طرح ہم ریڈ کارڈ کے عتاب سے بچ جائیں گے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"کیسے بچ جاؤ گے۔ اس نے اسی بات پر بگڑ جانا ہے کہ تم نے انہیں اس کی اصلیت بتائی ہی کیوں۔ اور ہاں اب تک شاید اسے معلوم نہیں ہے کہ تم اس کی اصلیت جانتے ہو۔ اس لئے اس نے تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی لیکن جیسے ہی اسے معلوم ہوگا کہ تم اس کی اصلیت جانتے ہو تو وہ فوراً تمہاری موت کے احکامات جاری کر دے گا"...... انجیلا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی تم نے جس پہلو سے بات کی ہے۔ اس پہلو پر میں نے غور ہی نہیں کیا۔ تو پھر اب کیا کرنا چاہئے"..... سارجنٹ نے کہا۔

"کرنا کیا ہے۔ ان سے رقم وصول کر لو اور پھر انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں کہیں پھینکوا دو اور خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ۔ تمہیں تمہاری مطلوبہ رقم مل جائے گی اور آئندہ کی پریشانیوں سے بھی بچ جاؤ گے"۔ انجیلا نے کہا تو سارجنٹ بے اختیار اچھل پڑا۔

"ویری گڈ۔ تمہاری تجویز واقعی مجھے پسند آئی ہے انجیلا۔ لیکن"۔ سارجنٹ نے جوش بھرے لہجے میں بات کرتے کرتے اچانک ڈھیلے پڑتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا"۔ انجیلا نے چونک کر کہا۔

"یہ لوگ ہو سکتا ہے کہ اکٹھے نہ آئیں۔ ان میں سے ایک آئے اور ہم زیادہ سے زیادہ اسے ہلاک کر سکیں گے۔ باقی لوگ تو الٹا ہم پر چڑھ دوڑیں گے اور جو لوگ اس معمولی سے کام کے لئے ایک لاکھ ڈالرز خرچ کرنے پر تیار ہیں وہ اتنا تر نوالہ بھی نہیں ہو سکتے جتنا ہم سمجھ رہے ہیں"..... سارجنٹ نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ تو پھر ایسا ہے کہ تم سونیا کو بتا دو۔ وہ خود ہی ان کا انتظام کرا لے گی"..... انجیلا نے کہا۔

"پھر وہ سب سے پہلے یہی پوچھے گی کہ میں نے پرنس آرتھر کو کیوں اوپن کیا ہے اور پھر لامحالہ وہ یہ بات پرنس آرتھر کے نوٹس

میں لائے گی۔ اس طرح معاملات پھر وہیں پہنچ جائیں گے جہاں سے چلے تھے"۔ سارجنٹ نے کہا۔

"تو پھر اس کا یہی حل ہے کہ اگر وہ لوگ اکٹھے آئیں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے اور اگر کوئی اکیلا آئے تو بتانے سے انکار کر دو یا کوئی بہانہ کر دو کہ اس نیوز ڈے کو پرنس آرتھر نہیں آ رہا یا سونیا انگلینڈ گئی ہوئی ہے۔ کوئی بھی بہانہ کر کے تم انہیں کہہ سکتے ہو کہ وہ آئندہ نیوز ڈے تک تمہارے مہمان بن کر رہ سکتے ہیں۔ اس طرح وہ سب اکٹھے ہو جائیں گے تو انہیں آسانی سے کسی بھی وقت ختم کیا جا سکتا ہے"۔ انجیلا نے کہا۔

"تم نے چھوٹے موٹے کاموں کے لئے ایک گروپ بنایا ہوا ہے اور تم نے بتایا تھا کہ تم نے انہیں انتہائی سخت ٹریننگ بھی دلوائی ہے"..... سارجنٹ نے چونک کر کہا۔

"ہاں، میں ایک بڑی تنظیم بنا کر اس کی چیف بننا چاہتی ہوں۔ مجھ سے فارغ نہیں رہا جا سکتا۔ میں دوبارہ اس زندگی میں واپس آنا چاہتی ہوں جس میں سنسنی خیزی ہے، تھرل ہے۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو"..... انجیلا نے کہا۔

"تم نے اس گروپ کا کیا نام رکھا ہوا ہے"..... سارجنٹ نے کہا۔

"انجیلا گروپ"..... انجیلا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس طرح تو تم اپنی شناخت بھی ساتھ ہی کرا دو گی۔ کوئی ایسا

نام رکھو جس سے تمہاری شناخت فوری نہ ہو سکے "...... سارجنٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ تو میں نے اپنے طور پر رکھا ہوا ہے۔ ابھی تو اس پر کام ہو رہا ہے۔ جب ہم عملی کام کے لئے اتریں گے تو پھر نام بھی رکھ لیں گے "۔ انجیلا نے کہا۔

" تو تمہارے گروپ کو پہلا کام میں دے دیتا ہوں۔ پتہ بھی لگ جائے گا کہ تم نے اس کی تربیت کیسی کی ہے "۔ سارجنٹ نے کہا تو انجیلا بے اختیار اچھل پڑی۔

" کیسا کام۔ تفصیل سے بات کرو "۔ انجیلا نے کہا۔

" یہ گروپ گورانی سے یہاں آئے گا۔ اب تمہارے آدمیوں نے بس ٹرمینل اور ایئرپورٹ دونوں جگہوں پر ان کی نگرانی کرنی ہے۔ ظاہر ہے یہ جو گروپ ہوگا وہ یہاں اکٹھا آئے گا۔ اس کے بعد وہ سب یہاں کلب میں آتے ہیں یا کچھ علیحدہ ہو جاتے ہیں اور کچھ یا ایک یہاں آتا ہے۔ اگر تو یہ سارا گروپ یہاں آ جائے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں ان سے رقم لے کر انہیں سوئنی کا پتہ بتا دوں گا۔ ظاہر ہے وہ پوچھ کر باہر جائیں گے اور تمہارا گروپ کسی بھی مناسب جگہ پر ان پر فائر کھول کر انہیں ہلاک کر سکتا ہے اور اگر گروپ باہر رک جائے تو جو بھی آئے گا وہ رقم دے کر اور پتہ پوچھ کر واپس اپنے گروپ کے پاس جائے گا تو تمہارا گروپ ان کا خاتمہ کر دے۔ اس طرح ہم سامنے بھی نہیں آئیں گے، ہماری رقم بھی کما لیں گے اور

تمہارے گروپ کی کارکردگی بھی سامنے آ جائے گی "...... سارجنٹ نے کہا۔

" گڈ آئیڈیا۔ لیکن مجھے کتنی فیس دو گے "...... انجیلا نے کہا۔

" آدھی رقم تمہاری "...... سارجنٹ نے کہا۔

" اوکے۔ ڈن۔ اب سنو جب بھی یہ لوگ تمہارے پاس آئیں۔ تم نے مجھے فون کر کے اشارہ کر دینا ہے۔ باقی کام میں خود کرا لوں گی "...... سارجنٹ نے کہا۔

" ان کے سامنے کیا اشارہ دوں "...... سارجنٹ نے کہا۔

" تم مجھے فون کر کے کہہ دینا کہ ایک گھنٹے بعد بات کرو۔ فی الحال میں فارغ نہیں ہوں "...... انجیلا نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ڈن "...... سارجنٹ نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

" ڈن "...... انجیلا نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے اونچی آواز میں کہا اور پھر وہ دونوں ہی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

ناکسی شہر کی کالاس روڈ خاصی معروف سڑک تھی۔ اس پر چلنے والی کاروں کی تعداد باقی سڑکوں پر چلنے والی کاروں سے قدرے زیادہ تھی کیونکہ کالاس روڈ پر ہی زیادہ تر کلب اور جوئے خانے تھے۔ کالاس روڈ کے آغاز میں ہی ایک خاصی وسیع رہائش گاہ تھی جس کا نمبر ون ٹو تھا اور اس رہائش گاہ کو ہنری نے اپنا ٹھکانہ بنایا تھا۔ یہاں دو کاریں بھی موجود تھیں جن میں سے ایک ہنری نے اپنے لئے ریزرو کر لی تھی۔ اس کے ساتھ اس کے سٹاف میں چار افراد تھے جن میں سے ایک اس کا فون سیکرٹری، ایک باورچی اور ملازم اور دو مسلح ا تربیت یافتہ چوکیدار تھے۔ اس کے اے سیکشن کے آٹھ افراد اس کے ساتھ آئے تھے اور انہیں ہنری نے پرنس آرتھر سے حاصل کی جانے والی دوسری رہائش گاہ الیون ون ڈوجو روڈ میں ٹھہرایا تھا۔ یہ اس

کالاس روڈ والی رہائش گاہ سے خاصی بڑی رہائش گاہ تھی اور ایک بڑی رہائشی کالونی میں واقع تھی۔ یہاں بھی دو کاریں موجود تھیں۔ اس کے گروپ کا انچارج اور اس کا نمبر ٹو کلائن تھا۔ ہنری اور اس کے سیکشن کو ونگٹن سے یہاں ٹاکسی آئے ہوئے آج دو روز ہو گئے تھے۔ ہنری نے یہاں آکر جب رہائشی معاملات سیٹل کر لئے تو اس نے سب سے پہلے پرنس آرتھر کو فون کیا اور ریڈ کارڈ کے اصولوں کے مطابق ہنری کو ایک خاص جگہ پہنچنے کے لئے کہا گیا اور پھر وہاں اسے بے ہوش کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب اسے ہوش آیا تو وہ پرنس آرتھر کے سامنے موجود تھا۔ اس نے پرنس آرتھر سے شکایت کی کہ اس طرح دوسرے کو بے ہوش کر کے لے آنا اور لے جانا انتہائی توہین آمیز عمل ہے لیکن پرنس آرتھر نے صاف کہہ دیا کہ یہ اس کی تنظیم کے ایسے اصول ہیں جن پر ہر صورت میں عمل کرایا جاتا ہے۔ اس لئے مجبوری ہے۔ ہنری نے پرنس آرتھر کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گروپ کے قدوقامت وغیرہ کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا اور پرنس آرتھر نے انتہائی بااعتماد لہجے میں اسے یقین دلایا کہ یہ گروپ ریڈ کارڈ کی نظروں سے کسی صورت نہ چھپ سکے گا۔ ویسے بھی ہنری جب سے یہاں آیا تھا اس نے اپنی مخصوص تجربہ کار نگاہوں کی مدد سے یہ دیکھ لیا تھا کہ یہاں ریڈ کارڈ کی نگرانی اور چیکنگ بے حد سخت ہے۔ خود ہنری اور اس کے ساتھیوں کو بھی اس وقت تک باقاعدگی سے چیک کیا گیا تھا جب تک وہ اپنی اپنی رہائش گاہوں تک نہیں

پہنچ گئے کیونکہ چیک کرنے والوں کو معلوم تھا کہ یہ رہائش گاہ ریڈ کارڈ کی ہیں۔ اس لئے انہیں یہاں پہنچتے دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ یہ لوگ ریڈ کارڈ کے مہمان ہیں۔ اس کے بعد ان کی نگرانی اور چیکنگ ختم کر دی گئی۔ پرنس آرتھر سے ملنے کے بعد ہنری کو دوبارہ بے ہوش کر دیا گیا اور پھر جب دوبارہ اسے ہوش آیا تو وہ اسی جگہ موجود تھا جہاں سے پہلے اسے بے ہوش کر کے لے جایا گیا تھا۔ ویسے اس کا اپنا گروپ بھی ایئرپورٹ اور بس ٹرمینل کے ساتھ ساتھ ناکسی میں داخل ہونے والی کاروں اور جیپوں کی چیک پوسٹ پر موجود تھا۔ ناکسی شہر میں داخل ہونے والی تمام ٹریفک سوائے بسوں کے اس چیک پوسٹ پر رکتی تھی اور ناکسی میں داخل ہونے والے تمام افراد کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا تھا۔ اس لئے بس ٹرمینل اور ایئرپورٹ کے ساتھ ساتھ اس چیک پوسٹ پر بھی اے سیکشن کے افراد موجود تھے لیکن ابھی تک کسی بھی طرف سے ایسی کوئی اطلاع نہ آ رہی تھی۔
اس وقت بھی ہنری اپنے آفس نما کمرے میں بیٹھا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ آخر یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ کہاں گئے ہوں گے کہ اچانک ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے خیال آیا کہ ضروری نہیں کہ لیبارٹری ناکسی شہر میں ہی ہو۔ وہ ناکسی شہر سے ہٹ کر کسی اور جگہ بھی ہو سکتی ہے اور ناکسی شہر میں داخل ہوئے بغیر بھی کسی اور راستے سے وہاں پہنچا جا سکتا ہو اور ایسا نہ ہو کہ یہاں بیٹھا انتظار ہی کرتا رہ جائے لیکن مسئلہ یہ تھا کہ وہ لیبارٹری

کے بارے میں کیسے اور کہاں سے معلومات حاصل کرے۔ چیف آف ریڈ ایجنسی سرہیری سے معلوم کرنا ہی فضول تھا کیونکہ وہ جو بات خود بتا دیں تو بتا دیں اگر پوچھا جائے تو نہیں بتاتے اور کسی سے اس کا رابطہ نہ تھا۔ پرنس آرتھر نے بھی اس لیبارٹری کے بارے میں حیرت کا اظہار کیا تھا۔ گو اس نے کہا ضرور تھا کہ وہ اس بارے میں معلوم کرے گا لیکن ابھی تک شاید اسے بھی معلوم نہ ہو سکا تھا۔ سوچتے سوچتے اچانک اسے اس لیبارٹری کے سیکورٹی چیف اور ریڈ ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کے چیف آرنلڈ کا خیال آ گیا۔ اس کے پاس آرنلڈ کا کوئی نمبر تو نہ تھا البتہ اس کی مخصوص پرسنل فریکوئنسی اسے معلوم تھی اور یہ ٹرانسمیٹر فریکوئنسی اس وقت آرنلڈ نے اسے دی تھی جب ابھی وہ ٹاپ سیکشن کا چیف نہ بنا تھا اور نہ ہی بلیو باکس لیبارٹری کا چیف سیکورٹی آفیسر بنا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے الماری میں موجود ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر اپنے سامنے رکھ کر اس نے اس پر آرنلڈ کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔
"یس۔ آرنلڈ بول رہا ہوں۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد آرنلڈ کی آواز سنائی دی لیکن لہجے میں بے حد حیرت نمایاں تھی۔
"آرنلڈ۔ شکر ہے تم سے بات ہو گئی۔ ورنہ میرا خیال تھا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں بھی تمہاری مخصوص فریکوئنسی بھول گیا ہوں

یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم نے ہی اسے تبدیل کر لیا ہو۔ اوور۔ ہنری نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ میری پرسنل فریکوئنسی ہے۔ میں اسے کیوں تبدیل کروں لیکن آج اتنے طویل عرصے بعد کیسے اس فریکوئنسی کی قسمت جاگی ہے اوور"...... آرنلڈ نے کہا۔

"تم بلیو باکس لیبارٹری کے چیف سیکورٹی آفیسر ہو۔ اوور۔ ہنری نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ اوور"...... آرنلڈ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں اپنے سیکشن کے ساتھ اس وقت ناکسی شہر میں موجود ہوں۔ بلیو باکس لیبارٹری کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے اور وہ ولنگٹن سے کسی بھی وقت ناکسی پہنچ سکتی ہے۔ اس لئے چیف نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ناکسی میں انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دوں۔ اوور"...... ہنری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کر دو ایسا۔ اوور"...... آرنلڈ نے کہا۔

"لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہ یہاں آئے ہی نہیں۔ مجھے اچانک خیال آیا کہ وہ ناکسی میں داخل ہوئے بغیر بھی تو لیبارٹری پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے مجھے معلوم ہونا چاہئے کہ لیبارٹری کہاں ہے۔ اوور"۔ ہنری نے کہا۔

"سوری ہنری۔ چیف نے اسے انتہائی سختی سے ٹاپ سیکرٹ رکھا ہوا ہے۔ ویسے تم فکر مت کرو۔ اگر تم جیسے آدمی کو لیبارٹری کا علم

نہیں ہو سکتا تو پاکیشیا سے آنے والوں کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر وہ لوگ یہاں پہنچ بھی گئے تو پھر انہیں ہلاک کرنے کا اعزاز مجھے اور میرے سیکشن کو حاصل ہو جائے گا۔ اوور"۔ آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارا ذاتی مسئلہ نہیں ہے آرنلڈ۔ ایکریمیا کی عزت اور ساکھ کا سوال ہے۔ ہم سب نے مل کر ان لوگوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ ویسے تو ناکسی کے ریڈ کارڈ کے چیف پرنس آرتھر نے کہا تھا کہ وہ جلد ہی معلوم کر لے گا کہ لیبارٹری کہاں ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ ایک غیر متعلق آدمی کو اس معاملے میں ڈالوں۔ اس لئے میں نے تمہیں کال کی ہے۔ اوور"...... ہنری نے قدرے نارمل سے لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا پرنس آرتھر نے کہا ہے کہ وہ لیبارٹری کے بارے میں معلوم کر لے گا۔ اوور"...... آرنلڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں کیوں۔ اوور"...... ہنری نے بھی حیران ہو کر پوچھا۔

"پرنس آرتھر کا گروپ تو لیبارٹری کو طویل عرصے سے سامان سپلائی کر رہا ہے۔ اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ پرنس آرتھر کو لیبارٹری کے محل وقوع کا علم نہ ہو۔ اوور"...... آرنلڈ نے کہا۔

"اچھا۔ کیا واقعی۔ اوور"...... ہنری نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ میں غلط تو نہیں کہہ رہا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے بھی تمہیں جان بوجھ کر نہیں بتایا۔ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ

لیبارٹری کس قدر ٹاپ سیکرٹ رکھی گئی ہے اور ویسے بھی یہ ایکریمیا کی سینکڑوں لیبارٹریوں میں سے سب سے بڑی اور سب سے اہم لیبارٹری ہے۔ اس لئے اس کی اتنی اہمیت کے پیش نظر ریڈ ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کو اس کی سیکورٹی دی گئی ہے۔ اوور"...... آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... ہنری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے ساتھ ساتھ خفت کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔ اسے اب پرنس آرتھر پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے اس قدر دوستی ہونے کے باوجود اس سے یہ بات چھپائی۔ اس طرح اسے آرنلڈ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا۔ وہ کافی دیر بیٹھا غصے سے ہی کھولتا رہا۔ پھر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ پرنس آرتھر سے بات کرے اور اس سے وضاحت طلب کرے کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے۔ اس نے رسیور اٹھایا۔ فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کیا اور پھر تیزی سے پرنس آرتھر کے مخصوص نمبر پریس کر دیئے۔

"یس"...... ایک مشینی سی آواز سنائی دی۔

"ہنری بول رہا ہوں سر چیف آف اے سیکشن ریڈ ایجنسی۔ پرنس سے بات کراؤ"...... ہنری نے کہا۔

"آپ رسیور رکھ دیں۔ ہم تمام ضروری چیکنگ کے بعد آپ کو خود فون کریں گے"...... دوسری طرف سے مشینی آواز سنائی دی اور

اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہنری نے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ پرنس آرتھر کسی سے براہ راست بات نہیں کرتا اور اگر کرے تو پہلے فون کرنے والے کی مکمل شناخت کی جاتی ہے اور پھر بات کی جاتی ہے۔ پھر تقریباً دس منٹ کے طویل انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ہنری بول رہا ہوں"...... ہنری نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"پرنس آرتھر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے پرنس آرتھر کی آواز سنائی دی۔

"پرنس۔ مجھے تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم مجھے دوست کہنے کے باوجود مجھ سے اس طرح معاملات کو چھپاؤ گے"...... ہنری نے ناراض لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ میں نے کیا چھپایا ہے تم سے"۔ پرنس آرتھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم بلیو ہاکس لیبارٹری کو سپلائی کرتے رہتے ہو اور تم خود بھی کئی بار اس لیبارٹری کا چکر لگا چکے ہو۔ اس کے باوجود تم نے مجھے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا"...... ہنری نے اسی طرح ناراض لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری ہنری۔ دراصل بہت پہلے جب اس کی سپلائی مجھے دینے کا فیصلہ اس وقت کے پرائم منسٹر نے کیا جو میرا گہرا دوست تھا

تو اس نے مجھ سے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر حلف لیا تھا کہ میں دانستہ کسی کو چاہے وہ کوئی بھی ہو اس بارے میں نہیں بتاؤں گا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے آج تک اس حلف کی پابندی کی ہے اور جب تک میرے دم میں دم ہے ایسا کرتا بھی رہوں گا"..... پرنس آرتھر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم نے پورا محل وقوع نہ بتانے کا حلف اٹھایا ہوگا۔ تم کم از کم اشارہ تو کر سکتے ہو"...... ہنری نے کہا۔

"ہاں۔ اشارہ تو میں بتا دیتا ہوں لیکن تفصیل کے لئے تمہیں پرسوں کا انتظار کرنا ہوگا"..... آرتھر نے کہا تو ہنری بے اختیار چونک پڑا۔

"پرسوں کا انتظار۔ کیوں۔ وجہ"...... ہنری نے حیران ہو کر کہا۔

"کل ویک اینڈ ہے اور میں ہفتے کا یہ دن لاس ڈیگو میں گزارتا ہوں۔ یہ میرا سالوں کا معمول ہے اور میں وہاں جاتے ہوئے کوئی بوجھ اپنے ذہن پر نہیں رکھتا تاکہ میں یہ پورا دن ہر قسم کے فکر سے آزاد ہو کر گزاروں۔ تم میرے دوست ہو۔ اس لئے میں تمہاری ناراضگی دور کرنے کے لئے صرف اتنا اشارہ کر سکتا ہوں کہ یہ لیبارٹری صحرا کے بلیک سینڈ علاقے میں واقع ہے لیکن تم لاکھ کوشش کر لو بلیک سینڈ کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہ کر سکو گے اس بارے میں تفصیل تمہیں میں پرسوں واپس آ کر بتاؤں گا۔ بس اب تو خوش ہو"..... پرنس آرتھر نے کہا۔

"چلو پرسوں ہی سہی۔ ابھی تو یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے بھی غائب ہیں۔ نجانے وہ کیا کر رہے ہیں۔ ابھی تک ناکسی ہی نہیں پہنچے"۔ ہنری نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ پرنس آرتھر کے اشارہ دینے پر ہی وہ خوش ہو گیا تھا۔

"وہ بھی لیبارٹری کا محل وقوع تلاش کر رہے ہوں گے لیکن جب انہیں ناکامی ہوگی تو وہ لامحالہ ناکسی ہی آئیں گے۔ ریڈ کارڈ سدھائے ہوئے کتوں کی طرح ان کی بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔ اس لئے جیسے ہی وہ ناکسی کی حدود میں داخل ہوں گے مارے جائیں گے"..... پرنس آرتھر نے بڑے دعوے سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہوگا"...... ہنری نے کہا۔

"اوکے۔ گڈ بائی۔ پرسوں پھر بات ہوگی"..... پرنس آرتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہنری نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات تھے۔ اسے معلوم تھا کہ آک لینڈ میں ایک بوڑھا آدمی نیکولس رہتا ہے جو اس پورے علاقے حتیٰ کہ صحرا کے بھی ذرے ذرے کو جانتا ہے۔ اسے یقین تھا کہ وہ بلیک سینڈ کا اشارہ سنتے ہی سمجھ جائے گا اور پھر اسے لیبارٹری کا محل وقوع بھی آسانی سے معلوم ہو جائے گا۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت گورنی سے براہ راست لاس ڈیگو آگیا تھا۔ گو اس کے لئے اسے دو بسیں تبدیل کرنا پڑی تھیں اور ایک طویل چکر اسی بنا پر کاٹنا پڑا تھا کہ وہ گورنی سے لاس ڈیگو پہنچنے کے لئے ناکسی کو کراس نہ کرنا چاہتا تھا ورنہ گورنی سے ناکسی اور ناکسی سے لاس ڈیگو کے درمیان تو بہت کم فاصلہ تھا۔ لاس ڈیگو خاصا بڑا شہر تھا اور وہ ناکسی کے مشہور زمانہ صحرا کی سرحد پر ہی واقع تھا۔ اس طرح ناکسی بھی اس صحرا کی سرحد پر تھا۔ بس ٹرمینل سے اتر کر وہ پیدل ہی شہر کے اندرونی حصے کی طرف بڑھنے لگے کیونکہ انہیں حقیقت میں جانا تو کلی کلب تھا لیکن عمران چاہتا تھا کہ کلی کلب جانے سے پہلے وہ اپنی رہائش کا کوئی بندوبست کر لیں کیونکہ انہوں نے کلی کلب کے بعد موئینی کی رہائش گاہ پر جا کر وہاں ریڈ کارڈ کے پرنس آرتھر سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں اور پھر تھوڑی دیر

بعد وہ سب ایک اعلیٰ ٹائپ کے ہوٹل کے ایک کمرے میں اکٹھے موجود تھے۔ عمران نے روم سروس والوں کو فون کر کے ہاٹ کافی کمرے میں ہی منگوا لی تھی کیونکہ ان علاقوں میں کافی یا ہاٹ کافی بہت کم پی جاتی تھی۔ یہاں زیادہ شراب پینے کا ہی رواج تھا۔ امراً زیادہ قیمتی شراب پیتے تھے جبکہ متوسط اور غریب طبقہ کم قیمت شراب پیتا تھا۔ اس لئے ہال میں بیٹھ کر کافی طلب کرنا اور پینا بہت سی نظروں کا مرکز بن جانے کے مترادف تھا۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ نے یہاں آنے سے پہلے کسی کو اپنی آمد کے بارے میں اطلاع دی ہے"۔ اچانک صالحہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

"نہیں۔ صرف کلی کلب کے مالک اور جنرل مینجر سارجنٹ کو میں نے فون پر کہا تھا کہ میں نیوز ڈے کو اس کے پاس پہنچ کر اسے معاوضہ بھی دوں گا اور معلومات بھی حاصل کر لوں گا۔ کیوں۔ تم نے کیوں پوچھا ہے۔ کوئی خاص بات ہے"..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہماری یہاں نگرانی ہو رہی ہے اور چیکنگ بھی"۔ صالحہ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ حتیٰ کہ عمران کے چہرے پر بھی حقیقی حیرت کے تاثرات موجود تھے۔ کیونکہ ابھی تک اسے نہ کسی نگرانی کا احساس ہوا تھا اور نہ ہی کسی چیکنگ کا۔

"کیا تم درست کہہ رہی ہو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں۔ بس ٹرمینل پر ہم جیسے ہی بس سے اتر کر بیرونی گیٹ کی طرف بڑھے تو میں نے وہاں موجود دو آدمیوں کو چونک کر ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے اور ہماری طرف اشارہ کرتے دیکھا تھا۔ لیکن میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ مجھے ویسے ہی وہم ہوا ہوگا لیکن پھر میں نے ان میں سے ایک آدمی کو اپنے پیچھے یہاں اس ہوٹل تک آتے ہوئے دیکھا۔ راستے میں اس آدمی نے تین افراد کو ہمارے بارے میں مخصوص اشارے کئے اور ان تینوں نے اس انداز میں سر ہلائے۔ جیسے وہ اس کی بات سمجھ گئے ہوں"...... صالحہ نے کہا۔

"اوہ، اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہماری یہ ٹریسنگ لائن بھی ان پر آشکار ہو چکی ہے۔ ویری بیڈ"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ہمیں تو سارے راستے ایسا کوئی احساس نہیں ہوا"۔ صفدر نے کہا۔

"میں بھی اب تک اس لئے خاموش تھی کہ مجھے خود اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا لیکن میں نے سوچا کہ نہ بتانے سے بتا دینا بہتر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ سب میرا وہم ہو لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو ہم غفلت میں مارے بھی جا سکتے ہیں"...... صالحہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"صالحہ درست کہہ رہی ہے۔ میں نے بھی بس ٹرمینل سے دو افراد

کو اس انداز میں چونکتے دیکھا تھا لیکن میں نے اسے نظر انداز کر دیا تھا۔ بہرحال ہمیں محتاط اور چوکنا رہنا ہوگا"...... جولیا نے کہا۔

"بہت خوب صالحہ۔ تم نے واقعی بروقت ہمیں خبردار کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سارجنٹ نے اپنے طور پر کوئی گیم کھیلنے کی کوشش کی ہو۔ اب ایسا ہے کہ میں اور جولیا کلب سارجنٹ سے ملنے جائیں گے جبکہ تم لوگوں نے علیحدہ رہ کر ہماری نگرانی کرنی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہمارے موجودہ حلیئے وغیرہ تو انہوں نے چیک کر لئے ہوں گے اس لئے اس قسم کی احتیاط کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یا تو ہم اکٹھے جائیں یا پھر نیا میک اپ کر کے یہاں سے علیحدہ علیحدہ نکل جائیں اور اپنے اپنے طور پر علیحدہ علیحدہ مختلف ہوٹلوں میں رہائش اختیار کریں"...... صفدر نے کہا۔

"اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ تم سب یہیں رہو۔ میں اور جولیا جا کر اس سارجنٹ کے حلق سے سب کچھ اگلوا کر پھر اس سوئیٹی کی کوٹھی تک پہنچ جائیں گے۔ اس طرح وہ گروپ کے چکر میں ہی رہ جائیں گے جبکہ ہم کام کر گزریں گے"...... تنویر نے کہا۔

"اس کے لئے تم اکیلے ہی کافی ہو۔ جولیا کو ساتھ لے جانے کا کیا مطلب ہوا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنویر صاحب مس جولیا کو ساتھ رکھنا باعث برکت سمجھتے ہیں"...... صالحہ نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"صفدر کی تجویز درست ہے۔ ہم سب کو اکٹھے وہاں جانا چاہئے تاکہ جو کچھ بھی ہو اس سے مل کر نمٹا جاسکے۔ علیحدہ علیحدہ ہونے کی صورت میں الٹا ہم ایک دوسرے کے تحفظ کے چکر میں بلاوجہ پھنس جائیں گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود سفید رنگ کے بٹن کو پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"نکی کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

"نکی کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جنرل مینجر سارجنٹ صاحب سے بات کرائیں۔ میں مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ سارجنٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔ عمران چونکہ پہلے فون پر سارجنٹ سے بات کر

چکا تھا اس لئے آواز سنتے ہی پہچان گیا۔

"میں مائیکل بول رہا ہوں۔ آج ٹیوز ڈے ہے"...... عمران نے اشارہ دیتے ہوئے کہا۔

"میں پہچان گیا ہوں۔ آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں اور میرے ساتھی لاس ڈیگو پہنچ گئے ہیں۔ کیا ہم نکی کلب آ جائیں تاکہ آپ کو پیمنٹ کی جاسکے"...... عمران نے کہا۔

"آپ یہاں میرے کلب مت آئیں کیونکہ یہاں ان لوگوں کے آدمی موجود ہیں جن کے بارے میں بات ہوئی ہے۔ اس لئے گڑبڑ ہو سکتی ہے۔ آپ شیرمن کلب پہنچ جائیں۔ وہاں ایک سپروائزر ٹونی ہے۔ اسے آپ اپنا نام بتائیں گے تو وہ آپ کو ایک خصوصی کمرے میں پہنچا دے گا۔ وہاں میں موجود ہوں گا۔ ساری بات چیت وہیں ہوگی۔ اس کے بعد آپ بھی فارغ اور میں بھی"...... سارجنٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کتنی دیر بعد وہاں پہنچیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ایک گھنٹے بعد۔ لیکن پیمنٹ نقد ہوگی۔ چیک وغیرہ قبول نہیں کیا جائے گا"...... سارجنٹ نے جواب دیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا"...... صفدر نے پوچھا کیونکہ فون میں لاؤڈر کا بٹن موجود نہ تھا۔ اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز عمران کے

ساتھی نہ سن سکے تھے اور عمران نے انہیں گفتگو کی تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ اسے ہمارے بارے میں تمام تفصیل کا پہلے سے علم ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ورنہ وہ پوچھتا کہ ہم کتنے افراد آئیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اس کا ہمیں دوسری جگہ بلانے کا مقصد ہے کہ اس کی نیت میں کھوٹ ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"نہیں۔ بظاہر تو ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ پرنس آرتھر سے ڈرتا ہے۔ وہ بہت بڑا گینگسٹر ہے"...... عمران نے کہا اور پھر ایک گھنٹے بعد وہ سب اٹھے اور ہوٹل سے باہر آکر دو ٹیکسیوں میں سوار ہو کر شیرٹن کلب کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہیں ٹیکسیاں اس لئے ہائر کرنا پڑیں کہ شیرٹن کلب لاس ڈیگو کے انتہائی مضافات میں واقع تھا اور وہاں تک پیدل جانے کا مطلب تھا کہ انہیں ڈیڑھ دو گھنٹے اور لگ جاتے۔ شیرٹن کلب دو منزلہ عمارت تھی۔ ٹیکسیوں نے انہیں کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر ہی ڈراپ کر دیا کیونکہ ڈرائیوروں نے انہیں بتایا کہ یہاں آنے جانے والے لوگ خاصے بدنام غنڈے ہیں۔ اس لئے وہ زبردستی بھی ان کی ٹیکسیوں پر قبضہ کر سکتے ہیں چنانچہ عمران نے کمپاؤنڈ گیٹ کے باہر ہی ڈراپ ہونے پر رضامندی ظاہر کر دی۔ کلب میں آنے جانے والے لوگ واقعی انتہائی نچلی سطح کے لوگ ہی دکھائی دے رہے تھے اور خاص طور پر وہ جن نظروں سے جولیا اور

صالحہ کو دیکھ رہے تھے اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور ان کے بارے میں جو رائے رکھتے تھے وہ درست تھی لیکن سوائے دیکھنے کے اور کسی قسم کی حرکت ان سے سرزد نہ ہوئی اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہال میں داخل ہو گیا۔ پھر وہ سب کاؤنٹر کی طرف مڑ گئے جہاں چار افراد موجود تھے جن میں سے تین سروس دے رہے تھے جبکہ ایک آدمی سٹول پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کی نظریں پورے ہال کا اس طرح جائزہ لے رہی تھیں جیسے اس نے ہال میں ہونے والے ہر واقعے کی باقاعدہ رپورٹ کرنی ہو۔ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت کاؤنٹر کے قریب پہنچا تو وہ آدمی بے اختیار سٹول سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یس سر۔ فرمایئے سر"...... اس آدمی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں سپروائزر ٹونی سے ملنا ہے"...... عمران نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک طرف کھڑے ایک آدمی کو اشارے سے اپنے پاس بلایا۔

"سپروائزر ٹونی کو بلاؤ۔ جلدی"...... اس بار اس کا لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔

"یس سر"...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر ہال کے آخر میں موجود ایک راہداری میں غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا غنڈہ نما

آدمی تھا۔ اس کے سینے پر سپروائزر کا بیج موجود تھا۔

"ٹونی۔ یہ صاحب اور ان کے ساتھی تم سے ملنے آئے ہیں"۔ کاؤنٹر مین نے ٹونی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ فرمایئے"۔ ٹونی نے بغور عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹونی بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر مین کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا اور اس نے بڑے غیر محسوس انداز میں سر ہلا دیا۔

"آیئے جناب میرے ساتھ"۔ سپروائزر ٹونی نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے اس راہداری کی طرف مڑ گئے جدھر سے ٹونی آیا تھا۔ راہداری کے آخر میں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے آغاز میں مشین گن سے مسلح ایک آدمی موجود تھا۔ لیکن اس نے کوئی مداخلت نہ کی اور عمران اور اس کے ساتھی ٹونی کے پیچھے چلتے ہوئے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے ایک ہال میں پہنچ گئے۔ جہاں جوئے کی میزیں لگی ہوئی تھیں اور کافی لوگ جن میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی شامل تھیں جوا کھیلنے میں مصروف تھے۔ ایک سائیڈ پر راہداری تھی۔ ٹونی اس راہداری کی طرف مڑ گیا۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ ٹونی نے دروازہ کھولا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

s4sheikh@gmail.com

"جناب سارجنٹ صاحب اندر آپ کے منتظر ہیں"...... ٹونی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ سامنے ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک آدمی موجود تھا اور اسے دیکھتے ہی عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے ذہن میں اس آدمی کا چہرہ موجود تھا لیکن اسے یاد نہ آرہا تھا کہ اس سے کب اور کس انداز میں پہلے ملاقات ہوئی ہے۔ عمران کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہوئے تو ان کے عقب میں دروازہ بند کر دیا گیا۔

"میرا نام سارجنٹ ہے"...... آفس میں موجود آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تشریف رکھیں"...... سارجنٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... سارجنٹ نے بڑے مہذبانہ لہجے میں کہا۔

"پینے پلانے کو رہنے دیں۔ ہم جلد از جلد مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ معاوضہ مجھے دیں۔ میں آپ کو معلومات مہیا کر دیتا ہوں"...... سارجنٹ نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے

کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑے کرنسی نوٹوں کا ایک بنڈل نکال کر سارجنٹ کے آگے رکھ دیا۔ سارجنٹ نے بنڈل اٹھایا اور تیزی سے اسے گننا شروع کر دیا۔ عمران اور اس کے ساتھی خاموش لیکن چوکنا انداز میں بیٹھے رہے۔

"اوکے"...... سارجنٹ نے میز کی دراز کھول کر بنڈل اندر رکھتے ہوئے کہا۔

"پرنس آرتھر اس وقت سوئیٹی کی حویلی میں موجود ہے۔ رات بارہ بجے کے بعد اس کی واپسی ہوگی اور سوئیٹی کی حویلی آکسن روڈ پر سکسٹی نمبر ہے"...... سارجنٹ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے بڑے پراسرار سے لہجے میں کہا۔

"پرنس آرتھر کا حلیہ اور قدوقامت بھی بتا دو"...... عمران نے کہا۔

"سوری۔ یہ بات ہمارے درمیان طے نہیں ہوئی تھی۔ اگر تم ایسا چاہتے ہو تو مزید رقم دینا ہوگی"...... سارجنٹ نے کہا تو عمران نے کوٹ کی دوسری اندرونی جیب سے بڑے کرنسی نوٹوں کا چھوٹا بنڈل نکال کر اس کے آگے رکھ دیا۔

"یہ بیس ہزار ڈالرز ہیں اور اس کے بعد ہماری جیبیں خالی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"شکریہ۔ یہ کافی ہیں"...... سارجنٹ نے کہا اور اس بار اس نے گنے بغیر ہی بنڈل اٹھا کر میز کی دراز میں رکھا اور پھر اس نے پہلے کی

طرح آگے جھک کر پرنس آرتھر کا حلیہ اور قدوقامت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"کیا تم کسی طرح یہ باتیں کنفرم کرا سکتے ہو"...... عمران نے کہا تو سارجنٹ بے اختیار چونک پڑا۔

"کونسی باتیں"...... سارجنٹ نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ پرنس آرتھر سوئیٹی کی حویلی میں موجود ہے اور اس کا واقعی یہی حلیہ ہے جو تم نے بتایا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ سوری۔ میں نے اسی لئے تو اپنے کلب میں تمہیں نہیں بلایا کہ وہاں لیک ہو سکتی تھی۔ اگر پرنس آرتھر کو معلوم ہو گیا کہ میں اس کے بارے میں کچھ جانتا ہوں تو وہ مجھے میرے کلب سمیت جلا کر راکھ کر دے گا۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے اور اسے بحیثیت پرنس آرتھر کوئی نہیں پہچانتا سوائے میرے۔ یہ تو مجھے رقم کی اشد ضرورت تھی اس لئے میں نے تمہیں بتا دیا ہے"...... سارجنٹ نے کہا۔

"تم ایکریمیا کی کسی ایجنسی میں بھی کام کرتے رہے ہو"۔ عمران نے کہا تو سارجنٹ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ میں تو تمہیں پہلی بار دیکھ رہا ہوں"...... سارجنٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے ذہن میں تمہارا چہرہ موجود ہے۔ اس لئے پوچھ رہا تھا"...... عمران نے کہا۔

"تو تم ایجنسی کے آدمی ہو"...... سارجنٹ کے لہجے میں اس بار خوف کی ہلکی سی لرزش تھی۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ سات سال قبل تک میں ایکریمیا کی ایک ایجنسی سے متعلق رہا ہوں۔ پھر میں نے ایجنسی چھوڑ کر کلب بزنس اختیار کر لیا تھا"...... سارجنٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا تعلق بلیک لارڈز ایجنسی سے تو نہیں تھا"...... عمران نے کہا تو سارجنٹ کے چہرے پر خوف کے مزید تاثرات ابھر آئے۔

"ہاں۔ لیکن تم کیسے جانتے ہو اس بارے میں۔ کیا واقعی تمہارا تعلق بھی کسی ایجنسی سے ہے"...... سارجنٹ نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کھل کر ایسی باتیں نہیں کی جاتیں۔ تمہیں معلوم تو ہے۔ میرے ذہن میں تمہارا چہرہ کھٹک رہا تھا۔ اس لئے میں نے پوچھا تھا اور اب جبکہ بات واضح ہو چکی ہے۔ اب مجھے یاد آگیا ہے کہ تمہارے ساتھ کب اور کس انداز میں ملاقات ہوئی ہو گی اور مزید یہ بھی بتا دوں کہ لالچ کا نتیجہ بے حد برا نکلتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"م۔ م۔ میں تمہاری رقم واپس کر دیتا ہوں"...... سارجنٹ کا چہرہ اب خوف سے بھر سا گیا تھا۔

"نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کس انداز کے آدمی ہو۔ بغیر اشد

ترین ضرورت کے تم اتنا بڑا رسک نہیں لے سکتے اس لئے رہنے دو اور مزید رقم چاہئے تو وہ بھی میں تمہیں دے سکتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سب کچھ جانتے ہو۔ سب کچھ"...... سارجنٹ نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سارجنٹ بول رہا ہوں انجیلا۔ جو کچھ سوچا تھا وہ سب غلط ہے کیونکہ ان کا تعلق سرکاری ایجنسی سے ہے۔ تم اپنے آدمیوں کو فوراً ہر قسم کے اقدامات سے روک دو"...... سارجنٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"تفصیل بعد میں۔ جیسے میں نے کہا ہے ویسے کرو۔ ورنہ سرکاری ایجنسی کے کام میں مداخلت سے ہمارا سب کچھ ختم ہو جائے گا"۔ سارجنٹ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم خود ایجنسی سے متعلق رہی ہو۔ اس لئے تم سے زیادہ بہتر اور کون ان معاملات کو سمجھ سکتا ہے"...... سارجنٹ نے دوسری طرف سے سننے کے بعد کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"مسٹر مائیکل یا جو بھی آپ کا نام ہے پلیز ایک بات کا خیال رکھیں کہ میرا نام درمیان میں نہ آئے۔ اگر آپ کا تعلق ایجنسی سے نہ ہوتا تو شاید مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہ پڑتی"...... سارجنٹ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم نے سمجھداری سے کام لیا ہے سارجنٹ۔ مجھے خوشی ہے کہ تمہیں پہلے کی طرح اب بھی معاملات کی سمجھ بوجھ ہے ورنہ تمہارے آدمیوں نے جس طرح بس ٹرمینل سے ہماری نگرانی شروع کی تھی تم اور تمہارے آدمی اب تک زمین میں دفن ہو چکے ہوتے لیکن میرے ذہن میں تمہاری جو تصویر موجود تھی میں اس وجہ سے خاموش رہا تھا۔ تم بے فکر رہو۔ تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا۔ گڈ بائی"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو"...... سارجنٹ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور پھر عمران اور اس کے ساتھی اس آفس سے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کلب سے بھی باہر آگئے۔

"سوائے جولیا کے باقی تم سب واپس ہوٹل جاؤ۔ میں جولیا سمیت اس پرنس آرتھر سے ملوں گا اور اس سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر کے واپس ہوٹل آ جاؤں گا۔ پھر آئندہ لائحہ عمل طے کریں گے"...... عمران نے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ چلوں گا"...... تنویر نے اصرار بھرے لہجے میں کہا۔

"میں بھی"...... صالحہ نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ سب چلتے ہیں"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا تاکہ اگلے چوک سے خالی ٹیکسیوں کا بندوبست کیا جا سکے۔

آک لینڈ ناکسی کا ایسا علاقہ تھا جہاں خاصی بڑی اور وسیع رہائشی کوٹھیاں تھیں لیکن یہ سب خاصی پرانی وضع قطع کی تھیں اور انہیں تعمیر ہوئے بھی خاصا عرصہ گزر چکا تھا لیکن اس کے باوجود وہ آج بھی اپنی قدامت کے باوجود دیکھنے والوں کو نہ صرف متاثر بلکہ خاصا مرعوب کر دیتی تھیں۔ ان میں رہائش پذیر افراد بھی وہ تھے جو کسی بھی لحاظ سے معاشرے کے امیر ترین افراد تھے جن میں تاجر بھی تھے، صنعت کار بھی۔ سمگلر بھی اور غیر قانونی کام کرنے والے بھی۔ اور آک لینڈ میں ایک کوٹھی میں بوڑھا جیکولس بھی رہتا تھا۔ جیکولس جب جوان تھا تو متوسط طبقے کا آدمی تھا لیکن اسے صحرا میں گھومنے پھرنے کا فطری طور پر جنون تھا چنانچہ اس نے اسے اپنا پیشہ بنا لیا تھا اور وہ صحرائی گائیڈ بن گیا اور صحرا میں سیاحوں کو لے جاتا اور وہاں

ان کی رہائش، سیر اور تفریح کے تمام انتظامات کرتا۔ آہستہ آہستہ اس نے باقاعدہ کمپنی بنا لی اور پھر اس کمپنی نے اتنی ترقی کر لی کہ جنکولس کا شمار ناکسی کے امراء میں ہونے لگا۔ ہنری کی کار اس وقت آک لینڈ کی ایک چوڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس نے جنکولس سے فون پر ملاقات کا وقت لے لیا تھا۔ جنکولس ان دنوں قدرے بیمار تھا لیکن ہنری کے ساتھ اس کے چونکہ پرانے تعلقات تھے اور وہ ولنگٹن جب بھی جاتا تھا تو ہنری سے ضرور ملاقات کرتا تھا۔ اس لئے جب اسے معلوم ہوا کہ ہنری یہاں ناکسی آیا ہوا ہے تو اس نے باوجود بیماری کے اسے اپنی رہائش گاہ پر مدعو کر لیا اور اس وقت ہنری اس کی کوٹھی تلاش کر رہا تھا اور پھر ایک جہازی سائز کے پھاٹک کے سامنے اس نے کار روک دی۔ یہی جنکولس کی رہائش گاہ تھی۔ قدیم وضع کی حویلی نما کوٹھی جسے دیکھنے سے ہی آدمی پر مرعوبیت سی طاری ہو جاتی تھی۔ ہنری نے ہارن بجایا تو جہازی سائز کے اس پھاٹک کے کونے میں ایک کھڑکی کھلی اور ایک ادھیڑ عمر لیکن تندرست و توانا آدمی باہر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

"یس سر"...... اس آدمی نے غور سے ہنری کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جنکولس سے کہو کہ ہنری آیا ہے۔ میری اس سے فون پر ملاقات طے ہے"...... ہنری نے کہا۔

"یس سر۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ کار اندر لے آئیں"۔

دربان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ شاید اسے پہلے سے ہنری کی آمد کے بارے میں بتا دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھل گیا اور ہنری کار اندر لے گیا۔ صحن بے حد بڑا اور کشادہ تھا۔ ایک طرف وسیع و عریض کار پورچ تھا جس میں جدید ماڈل کی کاریں موجود تھیں۔ ہنری نے کار پورچ میں لے جا کر روکی اور پھر وہ نیچے اترا ہی تھا کہ دربان پھاٹک بند کر کے اس کے پاس پہنچ گیا۔

"آیئے جناب"...... دربان نے کہا اور عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ ہنری اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ وہ چونکہ پہلی بار یہاں آیا تھا اس لئے وہ اس قدیم وضع کی لیکن انتہائی وسیع و عریض رہائش گاہ کو بڑی حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسے ایک وسیع لیکن خوبصورت اور قیمتی فرنیچر سے آراستہ ڈرائینگ روم میں پہنچا دیا گیا۔

"تشریف رکھیں۔ میں آپ کی تشریف آوری کی اطلاع دیتا ہوں"...... دربان نے کہا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور ملازم آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس میں مشروب کا گلاس موجود تھا۔

"صاحب ابھی آ رہے ہیں۔ وہ بیمار ہیں اس لئے انہیں یہاں آنے میں چند منٹ لگ جائیں گے"...... اس آدمی نے مشروب کا گلاس ہنری کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ہنری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ملازم واپس چلا گیا تو ہنری نے مشروب

سپ کرنا شروع کر دیا۔ مشروب خاصا لذیذ اور فرحت بخش تھا۔ اس لئے ہنری کو بے حد پسند آیا۔ ابھی اس نے گلاس خالی ہی کیا تھا کہ ڈرائینگ روم کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا مالک بوڑھا آدمی آہستہ آہستہ چلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ بڑا، سر گنجا اور آنکھیں بھی بڑی بڑی سی دکھائی دے رہی تھیں۔ بوڑھا ہونے کے باوجود اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ یہ جنکولس تھا۔ ہنری اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آج تو میرے لئے انتہائی خوش قسمت دن ہے کہ ایکریمیا کی طاقتور ترین ایجنسی کا سیکشن چیف خود چل کر میرے غریب خانے پر آیا ہے"...... جنکولس نے مصافحہ کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر اتنی بڑی حویلی غریب خانہ ہے تو پھر امیر خانہ کیسا ہوتا ہے"۔ ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا اور جنکولس بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر تک ان دونوں میں رسمی باتیں ہوتی رہیں۔

"میرے یہاں تمہارے پاس آنے کا ایک خاص مقصد ہے جنکولس"...... ہنری نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں کہو۔ میں جو خدمت کر سکوں گا ضرور کروں گا"۔ جنکولس نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یہاں صحرا میں حکومت ایکریمیا کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے جسے کوڈ میں بلیو باکس کہا جاتا ہے۔ میں اس لیبارٹری کا محل وقوع جاننا چاہتا ہوں"...... ہنری نے کہا۔

"خفیہ لیبارٹری اور صحرا میں۔ نہیں میں نے تو آج تک نہ سنا اور نہ ہی دیکھا ہے۔ میں تو کروڑوں بار صحرا میں گیا ہوں اور اب میری کمپنی کے لوگ جاتے رہتے ہیں۔ میں تو پہلی بار تمہارے منہ سے سن رہا ہوں"...... جنکولس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"کیا تمہیں بلیک سینڈز کے بارے میں کچھ معلوم ہے"۔ ہنری نے کہا تو جنکولس چونک پڑا۔

"بلیک سینڈز۔ ہاں وہ صحرا کے تقریباً درمیان میں ایک خاصا وسیع علاقہ ہے جہاں کی ریت کا رنگ دوسرے علاقے سے قدرے سیاہی مائل ہے وہاں ہر وقت انتہائی خوفناک طوفان آتے رہتے ہیں۔ اس قدر خوفناک کہ انسان تو کیا اگر فوجی ٹینک بھی وہاں پہنچ جائے تو تنکوں کی طرح اڑ جائے۔ اس لئے وہاں کوئی نہیں جاتا"۔ جنکولس نے جواب دیا۔

"کیا اس بلیک سینڈز کے علاقے میں لیبارٹری ہو سکتی ہے"۔ ہنری نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا میرے خیال میں تو ممکن ہی نہیں ہے"۔ جنکولس نے کہا۔

"ریڈ کارڈ کے چیف پرنس آرتھر کو جانتے ہو"...... ہنری نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ میرا بہت اچھا دوست ہے۔ کیوں"...... جنکولس نے

کہا۔

"اس نے بتایا ہے کہ لیبارٹری بلیک سینڈز میں ہے۔ اس سے کل بات ہوئی تھی۔ اس نے تفصیل بتانے کے لئے آنے والی کل کا وقت دیا ہے۔ آج وہ لاس ڈیگو گیا ہوا ہے۔ میں نے سوچا کہ اس کے آنے سے پہلے آپ سے معلوم کر لوں۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔ اب تو کل ہی وہ واپس ٹاکسی آئے گا تو بتائے گا"۔ ہنری نے کہا۔

"اگر تم کہو تو میں ابھی تمہاری بات اس سے کرا دیتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ ہر ویک اینڈ کو اپنی دوست سوئینی سے ملنے لاس ڈیگو جاتا ہے اور سوئینی مجھے بہت اچھی طرح جانتی ہے"۔..... جیکولس نے

s4sheikh@gmail.com

کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ پرنس آرتھر نے مجھ سے غلط بیانی کی ہے"۔ ہنری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"غلط بیانی تو نہیں کہہ سکتا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ بلیک سینڈز کے ارد گرد کہیں لیبارٹری موجود ہو۔ البتہ عین اس علاقے میں نہیں ہو سکتی۔ ویسے کیا تم کنفرم ہو کہ پرنس آرتھر کو اس کا علم ہوگا"۔ جیکولس نے کہا۔

"ہاں۔ وہ شروع سے اب تک وہاں سپلائی کرتا رہتا ہے اور وہ تین بار خود بھی وہاں کا چکر لگا آیا ہے۔ اس نے خود میرے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے"۔..... ہنری نے کہا۔

"تم اس لیبارٹری کے بارے میں کیوں جاننا چاہتے ہو

دوسری بات یہ کہ یہ لیبارٹری بقول تمہارے سرکاری ہے اور تم بھی ایک بہت بڑی سرکاری ایجنسی سے متعلق ہو۔ تو کیا تم سرکاری طور پر اس بارے میں معلومات حاصل نہیں کر سکتے"۔..... جیکولس نے

s4sheikh@gmail.com

کہا۔

"میں آپ کو مختصر طور پر پس منظر بتا دیتا ہوں۔ پاکیشیا سے ایکریمین ایجنٹوں نے میزائل سازی کے سلسلے میں ایک پرزہ چرایا لیکن یہ پرزہ ایکریمین سائنسدانوں کی سمجھ میں نہیں آسکا تو یہ فیصلہ ہوا کہ اس پرزے کو ایجاد کرنے والے سائنسدان کو اغوا کر لیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پھر یہ پرزہ اور اس سائنسدان دونوں کو ہیوباکس لیبارٹری میں بھجوا دیا گیا۔ بتایا گیا ہے کہ یہ ایکریمیا کی سب سے بڑی اور اہم لیبارٹری ہے اور اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو دنیا کی خطرناک ترین ایجنسی سمجھا جاتا ہے۔ عام طور پر یہی مشہور ہے کہ یہ لیبارٹری ریاست ٹاکسی میں واقع ہے۔ اس لیبارٹری کی سیکورٹی بھی ریڈ ایجنسی کے ایک سیکشن کے ذمے ہے جس کا چیف آرنلڈ ہے جبکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ٹاکسی میں رہ کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹاکسی میں ٹریس کر کے ہلاک کر دوں تاکہ وہ لیبارٹری تک پہنچ ہی نہ سکیں۔ چنانچہ میں اپنے سیکشن کو ساتھ لے کر ٹاکسی آگیا۔ ریڈ کارڈ کا پرنس آرتھر میرا دوست ہے اس نے میری مدد پر آمادگی ظاہر کی۔ اب ہم یہاں کئی روز سے موجود ہیں لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹاکسی آئی ہی نہیں اور مجھے یقین ہے کہ

وہ کسی نہ کسی طرح لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کر کے براہ راست وہاں پہنچ جائے گی اور ہم یہاں ٹاکسی میں ہی بیٹھے رہ جائیں گے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ کسی نہ کسی ذریعے سے اصل بات معلوم کر لیتی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم ہو جائے تاکہ میں اس کے گرد گھیرا ڈال لوں اور جیسے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں پہنچے میں اسے گھیر کر ختم کر دوں۔ اس لئے میں نے پرنس آرتھر سے بات کی تو اس نے کہا کہ وہ لاس ڈنگو جا رہا ہے۔ وہ ہر ویک اینڈ کو لاس ڈنگو جاتا ہے اور واپسی پر مجھے تفصیل بتائے گا۔ اس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مجھے ٹال رہا ہے۔ میرے زیادہ زور دینے پر اس نے صرف اتنا بتایا کہ لیبارٹری بلیک سینڈز کے علاقے میں ہے جس پر میں نے سوچا کہ آپ کو تو اس صحرا کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے۔ اس لئے آپ سے پوچھا جائے"..... ہنری نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو واقعی معلوم نہیں ہے۔ میں تو گذشتہ اٹھارہ سالوں سے بذات خود اس صحرا میں نہیں گیا۔ یقیناً یہ لیبارٹری بعد میں بنائی گئی ہوگی۔ بہرحال اگر تم کہو تو میں پرنس آرتھر سے پوچھ لوں"۔ جیکولس نے کہا۔

"کیا وہ آپ کو بتا دے گا"..... ہنری نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ وہ میرا ممنون رہتا ہے بلکہ یوں سمجھو کہ ریڈ کارڈ کا چیف

بھی میری وجہ سے ہے"..... جیکولس نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے۔ پوچھ لیں لیکن اسے میرا نام نہ بتائیں بلکہ کوئی بھی بہانہ کر دیں"..... ہنری نے کہا تو جیکولس نے سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کو پریس کر دیا۔

"یس سر"..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"لاس ڈنگو میں سوئینی کی حویلی میں ریڈ کارڈ کا چیف پرنس آرتھر موجود ہوگا۔ اس سے میری بات کراؤ"..... جیکولس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیکولس نے رسیور اٹھایا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"پرنس آرتھر سے بات کریں جناب"..... ایک مؤدبانہ سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ جیکولس بول رہا ہوں"..... جیکولس نے کہا۔

"آرتھر بول رہا ہوں جناب۔ آپ نے کیسے آج یہاں فون کیا ہے کوئی خاص بات"..... دوسری طرف سے پرنس آرتھر کی آواز سنائی دی۔

"پرنس آرتھر۔ صحرا میں جو ایکریمین لیبارٹری بلیو ہاکس ہے وہاں کے سیکورٹی انچارج آرنلڈ سے میں نے انتہائی ضروری بات کرنی ہے اور ہو سکتا ہے کہ مجھے بذات خود بات کرنے وہاں جانا پڑے۔ تم

اس لیبارٹری کو سپلائی کرتے ہو۔ آرنلڈ نے مجھے بتایا تھا کہ تم وہاں کئی بار گئے ہو۔ اس لئے میں نے تمہیں سوئیٹی کی حویلی میں کال کی ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم ہر نیوز ڈے کو وہیں ہوتے ہو۔ کیا محل وقوع ہے اس لیبارٹری کا"...... جیکولس نے قدرے تحکمانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ آپ تو جانتے ہیں کہ صحرا میں ایک علاقہ ہے بلیک سینڈز۔ اس کے شمال کی طرف ایک نخلستان ہے جس کا نام برڈش ہے۔ اس برڈش میں بظاہر ایکریمیا کا صحرائی ریسرچ کا ادارہ کام کر رہا ہے۔ یہاں ایسی مشینری نصب ہے جس کے ذریعے پورے صحرا کو چیک کیا جاتا ہے۔ وہاں ایک کافی بڑی عمارت ہے جس کی حفاظت ایکریمین فوجی کرتے ہیں۔ وہاں کا انچارج کرنل جیکب ہے۔ اس کے پاس ایک سپیشل فون ہے جس سے وہ سیکورٹی چیف آرنلڈ کو کہہ کر لیبارٹری کا اندرونی خفیہ راستہ کھلوا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ میں بھی دو تین بار وہاں گیا تھا تو آرنلڈ نے کرنل جیکب کی کال پر لیبارٹری کا راستہ اندر سے کھولا تھا۔ اس پورے نخلستان پر ایکریمین آرمی کا قبضہ ہے اور اس نخلستان تک صحرا کے سرحدی علاقے کومب سے لے کر برڈش تک سڑک بنی ہوئی ہے جسے سینڈ وے کہا جاتا ہے اور یہ خصوصی سڑک ہے جس پر سے ریت خودبخود پھسل کر سائیڈوں پر چلی جاتی ہے۔ اس سڑک پر مخصوص جیپیں آسانی سے چل سکتی ہیں"...... پرنس آرتھر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ"...... جیکولس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کا تو بہت رعب ہے جناب۔ پرنس آرتھر نے معمولی سی ہچکچاہٹ کی بھی جرأت نہیں کی"۔ ہنری نے کہا تو جیکولس بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا کام ہو گیا۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے۔ اب تم دوپہر کا کھانا کھا کر جاؤ گے ایسے نہیں"۔ جیکولس نے مسرت بھرے اور فاخرانہ لہجے میں کہا اور ہنری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دوپہر تک وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ پھر انہوں نے ڈائننگ روم میں جا کر کھانا کھایا۔

"اوہ، میں آرنلڈ کا فون نمبر پوچھنا تو بھول ہی گیا ہوں۔ اس کی تو تمہیں ضرورت پڑے گی"...... اچانک جیکولس نے اس طرح چونکتے ہوئے کہا جیسے اچانک اس بات کا خیال آ گیا ہو۔

"تو کیا آپ دوبارہ پرنس آرتھر کو فون کریں گے"۔ ہنری نے کہا حالانکہ اس کے پاس آرنلڈ کا فون نمبر موجود تھا لیکن وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا جیکولس کا پرنس آرتھر پر اس قدر رعب ہے کہ وہ جب چاہے اسے فون کر کے اس سے معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ یہ اس کے لئے واقعی نئی بات تھی کیونکہ پرنس آرتھر کا نام ایسا تھا کہ لوگ اس کے نام سے ہی خوف کھاتے تھے۔

"ہاں۔ کیوں نہیں"..... جیکولس نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے اپنے فون اٹنڈنٹ کو لاس ڈنگو میں سوئیٹی کی حویلی میں موجود پرنس آرتھر سے بات کرنے کے لئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو جیکولس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... جیکولس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جناب۔ وہاں سے فون کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی"..... دوسری طرف سے اس کے فون اٹنڈنٹ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اٹنڈ نہیں کی جا رہی۔ کیوں۔ ابھی تین چار گھنٹے پہلے تو اس سے بات کرائی ہے تم نے"..... جیکولس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہاں رنگ تو جا رہی ہے لیکن کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی جناب"..... فون اٹنڈنٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اچھا لاس ڈنگو میں کولب سے بات کراؤ"۔ جیکولس نے کہا۔

"یس سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیکولس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا ہوا۔ پرنس آرتھر اس قدر لاپرواہ تو نہیں ہے"۔ جیکولس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ سوئیٹی کے ساتھ کہیں گیا ہوا ہو"..... ہنری نے کہا۔

"وہ بہت بڑی حویلی ہے۔ اس میں دس کے قریب ملازم ہیں۔ سوئیٹی وہاں کسی ملکہ کے انداز میں رہتی ہے۔ اس کے تمام شاہانہ اخراجات پرنس آرتھر ادا کرتا ہے۔ اس لئے فون کسی نہ کسی کو تو اٹنڈ کرنا چاہئے"..... جیکولس نے جواب دیا اور ہنری نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ سوئیٹی اس انداز میں رہتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیکولس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... جیکولس نے کہا۔

"کولب لائن پر ہے جناب"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہیلو کولب۔ میں جیکولس بول رہا ہوں ناکس سے"۔ جیکولس نے کہا۔

"اوہ جناب آپ۔ حکم فرمائیں۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں جناب"..... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سوئیٹی کی حویلی دیکھی ہے تم نے"..... جیکولس نے کہا۔

"یس سر۔ میرے کلب سے قریب ہی ہے"..... کولب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں جاؤ۔ اتنی دیر ہوئی ہے اور آج پرنس آرتھر وہاں موجود ہوتا ہے۔ چار گھنٹے پہلے میری اس سے فون پر بات ہوئی ہے لیکن اب وہاں رنگ جا رہی ہے لیکن کوئی فون اٹنڈ نہیں کر رہا"۔

جیکولس نے کہا۔

"یس سر۔ میں ابھی جا کر سوئینی اور اس کے دوست سے ملتا ہوں"...... کولب نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیکولس نے رسیور رکھ دیا۔

"کیوں ایسا ہوا ہوگا۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی"۔ جیکولس نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی کولب کی کال آئے گی تو سب کچھ سامنے آ جائے گا"۔ ہنری نے جواب دیا اور پھر تقریباً پالیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"۔ جیکولس نے رسیور اٹھا کر کہا۔

"لائن پر لاس ڈیگو سے کولب موجود ہے سر"..... دوسری طرف سے فون اٹنڈنٹ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراو بات"..... جیکولس نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلو سر۔ میں کولب بول رہا ہوں"..... کولب نے متوحش سے لہجے میں کہا تو جیکولس کے ساتھ ساتھ ہنری بھی جو لاؤڈر کا بٹن پریس ہونے کی وجہ سے دوسری طرف سے آنے والی آواز کو بخوبی سن رہا تھا بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا۔ کہاں سے بول رہے ہو"..... جیکولس نے کہا۔

"سر۔ یہاں حویلی میں تو قتل عام کیا گیا ہے۔ تمام ملازمین مرد اور عورتیں سب کو گولیاں ماری گئی ہیں۔ سوئینی کی لاش بھی ایک کمرے میں موجود ہے اور اس کے دوست پرنس آرتھر کی لاش بھی

ایک کرسی پر موجود ہے۔ اسے کرسی کے ساتھ رسی سے باندھا گیا ہے اور جناب اس کی ناک کے دونوں نتھنے کٹے ہوئے ہیں۔ اس کا چہرہ بے حد مسخ ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے اسے ہلاک کرنے سے پہلے اس پر انتہائی بہیمانہ تشدد کیا گیا ہے"..... کولب نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ، ویری بیڈ۔ پولیس کو اطلاع کر دو تاکہ وہ قاتلوں کا سراغ لگا کر انہیں پکڑ سکے"..... جیکولس نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پسینہ آ گیا تھا۔

"یہ سب کس نے کیا ہوگا۔ ابھی چار گھنٹے پہلے تو بات ہوئی ہے پرنس آرتھر سے"..... جیکولس نے قدرے ہراساں سے لہجے میں کہا۔ اس کے انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اس قتل سے خاصا ہراساں ہو گیا ہے۔

"مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ کس نے کیا ہے"..... خاموش بیٹھے ہوئے ہنری نے کہا تو جیکولس بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہاں بیٹھے بیٹھے تمہیں کیسے معلوم ہو گیا۔ کیا مطلب"۔ جیکولس نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کارروائی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہے"۔ ہنری نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ لیکن وہ لاس ڈیگو کیسے پہنچ گئی اور وہ بھی سوئینی کی حویلی میں"..... جیکولس نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"میں نے پہلے آپ کو بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی نہ

کسی انداز میں حقائق معلوم کر لیتی ہے اور جس طرح ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ پرنس آرتھر اس لیبارٹری کے بارے میں جانتا ہے اسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم ہو گیا اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بیوٹا ڈسے کو پرنس آرتھر سوئیٹی کی حویلی میں موجود ہوتا ہے۔ اس لئے وہ وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے اس سے لیبارٹری کے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیا ہوگا" ہنری نے کہا۔

"لیکن تم اس قدر یقین سے کیسے یہ بات کہہ سکتے ہو۔ یہ تمہارا اندازہ بھی تو ہو سکتا ہے"۔ جیکولس نے احتجاج کرنے کے سے انداز میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا لیڈر عمران نامی آدمی ہے اور کسی سے معلومات حاصل کرنے کے لئے اس کے دونوں نتھنے کاٹ کر اس کی پیشانی پر ضربیں لگا کر اس سے سب کچھ معلوم کر لینا اس کا مشہور طریقہ ہے۔ اس لئے میں کنفرم ہوں کہ یہ کارروائی عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں"۔ جیکولس نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو میں چاہتا تھا کہ لیبارٹری کے بارے میں معلوم کر کے انہیں روکوں۔ ورنہ میں ساری عمر ٹاکسی میں بیٹھا ان کا انتظار ہی کرتا رہ جاتا"... ہنری نے کہا۔

"تو اب تم بردش جاؤ گے"..... جیکولس نے کہا۔

"ہاں۔ اب میں انہیں آسانی سے ختم کر لوں گا۔ آپ نے واقعی نہ صرف میری مدد کی ہے بلکہ ایک عالم سے اچھے نیا کی مدد لی ہے۔ آپ کا شکریہ"..... ہنری نے اٹھتے ہوئے کہا تو جیکولس بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہنری اپنی کار میں سوار انتہائی تیز رفتاری سے واپس اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔

ایک بڑی جیپ میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت لاس ڈیگو سے صحرا کی طرف جانے والی سڑک پر بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ جیپ انہوں نے لاس ڈیگو سے ہی نقد قیمت پر حاصل کی تھی۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سمیت سوئینی کی حویلی پر ریڈ کیا تھا تاکہ وہاں موجود پرنس آرتھر سے وہ جیوباکس لیبارٹری کے بارے میں تفصیل معلوم کر سکے مارتھا نے اسے بتایا تھا کہ پہلے اس نے اپنی دوست انجیلا جو خود بھی ایک ایجنسی میں کام کرتی رہی ہے۔ کے گروپ کے ذریعے رقم وصول کرنے کے بعد انہیں ہلاک کرنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن ان کو دیکھ کر اس کے سابقہ تجربے نے اسے بتا دیا کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں تو اس نے فون کر کے انجیلا کو اپنے پروگرام پر عمل کرنے سے روک دیا تھا۔ البتہ اس نے عمران سے درخواست کی تھی کہ وہ پرنس آرتھر کے سامنے اس کا نام نہ لے اور عمران وعدہ کر کے

واپس آگیا تھا۔ پھر عمران نے مارکیٹ سے ضروری اسلحہ خریدا اور سوئینی کی حویلی پر حملہ کر دیا۔ اس کے توقع کے مطابق پرنس آرتھر نے وہاں بڑے سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے۔ جن میں تربیت یافتہ مسلح افراد کا پہرہ سب سے مؤثر تھا اور ان مسلح افراد نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف حویلی میں داخل ہونے سے سختی سے روک دیا بلکہ ان پر فائرنگ کرنے کی بھی کوشش کی جس کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں نے تنویر کا مخصوص ایکشن اپنا لیا اور وہاں ایک لحاظ سے کمانڈو ایکشن کر کے تمام مسلح افراد اور ملازمین اور اس لڑکی سوئینی سب کو ہلاک کر دیا البتہ پرنس آرتھر کے سر پر اچانک ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا گیا اور پھر جب حویلی پر ان کا مکمل کنٹرول ہو گیا تو عمران نے پرنس آرتھر کو کرسی پر رسیوں سے باندھ کر ہوش دلایا اور اس سے پوچھ گچھ شروع کی تو اسے فوراً ہی احساس ہو گیا کہ پرنس آرتھر انتہائی سخت جان اور ضدی آدمی ہے۔ چنانچہ اس نے وقت ضائع کرنے کی بجائے اپنے مخصوص انداز میں پوچھ گچھ شروع کر دی اور اس کے نتھنے کاٹ کر پیشانی پر ابھرنے والی رگ پر مخصوص انداز میں ضربیں لگا کر اس نے پرنس آرتھر کے لاشعور سے وہ سب کچھ اگلوا لیا جو وہ معلوم کرنا چاہتا تھا اور پھر اسے گولی مار کر اس حویلی سے وہ نکل آئے۔ حویلی چونکہ لاس ڈیگو کے مضافات میں واقع تھی اور اس کے اردگرد بے شمار خالی پلاٹس تھے اس لئے وہاں ہونے والی فائرنگ کی آوازوں پر کسی نے مداخلت نہ

کی تھی ورنہ عمران کو اصل خدشہ اس بات کا تھا کہ جب تک یہ سب کچھ مکمل ہوگی پولیس مداخلت کر دے گی لیکن ایسا نہیں ہوا اور وہ پوچھ گچھ کے بعد خاموشی سے وہاں سے واپس آ گئے۔ پھر جو کچھ معلوم ہوا تھا اس کو سامنے رکھ کر عمران نے باقاعدہ پلاننگ کی اور پھر اس پلاننگ کے تحت عمران اور اس کے ساتھیوں نے مارکیٹ سے نہ صرف خاصی تعداد میں اسلحہ خریدا بلکہ یہ جیپ بھی خرید لی اور اب اس جیپ میں سوار ہو کر وہ صحرا کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اسلحے کے تھیلے جیپ کے عقب میں موجود تھے۔

"عمران صاحب۔ آپ نے اپنی پلاننگ کو ہمارے ساتھ ڈسکس ہی نہیں کیا۔ کیا آپ اکیلے ہی سب کچھ کریں گے"..... فرنٹ سیٹ پر جولیا کے ساتھ بیٹھی ہوئی صالحہ نے اچانک کہا تو جولیا سمیت عمران کے باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ عمران جب تک خود نہ چاہے اس وقت تک کوئی اس سے کچھ معلوم نہیں کر سکتا۔

"اکیلا چنا تو بھاڑ بھی نہیں جھونک سکتا"..... عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بھاڑ تو کیا پورا صحرا اکیلے جھونکنے پر تلے ہوئے ہیں"۔ صالحہ نے جواب دیا تو اس بار عمران بذات خود بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں بھاڑ کا درست مطلب

معلوم ہے۔ بہت خوب"..... عمران نے لطف لیتے ہوئے کہا۔

"بھاڑ اس کڑاہی میں موجود ریت کو کہتے ہیں جس میں چنے یا دیگر اناج کو بھونا جاتا ہے"..... اس بار عقب میں بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ اکیلا چنا اس پوری بھاڑ کو نہیں جھونک سکتا ہے اور چونکہ کڑاہی میں ریت ڈالی جاتی ہے اس لئے صالحہ کا یہ کہنا کہ بھاڑ تو چھوٹی سی کڑاہی ہوتی ہے اس میں تھوڑی سی ریت کو بھی اکیلا چنا نہیں جھونک سکتا تو میں اتنے بڑے صحرا کی ریت میں اکیلا کیا کر لوں گا"..... عمران نے صالحہ کی بات کا تفصیل سے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تم نے واقعی خوبصورت جواب دیا ہے صالحہ"..... عمران کی وضاحت سن کر جولیا نے صالحہ کو شاباش دیتے ہوئے کہا۔

"صالحہ چاہے تو عمران کو بولنے ہی نہ دے۔ شروع شروع میں اس نے عمران کو واقعی خاموش کر دیا تھا لیکن پھر یہ خود ہی خاموش ہو گئی"..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کی ذہانت اور کارکردگی نے مجھے مرعوب کر رکھا ہے۔ ان کی شخصیت کا ایک نفسیاتی رعب پڑ گیا ہے مجھ پر۔ اس نے اب مجھے ان کی باتوں کا جواب دینا گستاخی محسوس ہوتا ہے"۔ صالحہ نے جواب دیا۔

"اچھا ہوا تم نے وضاحت کر دی ورنہ میرا خیال تھا کہ تم حسد

پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی کہ تم بے حد عقلمند، ذہین اور حاضر جواب ہو کیونکہ مردوں کو سیدھی سادی عورتیں پسند ہوتی ہیں تاکہ ان کی مردانہ انا کی تسکین ہوتی رہے"...... عمران نے جواب دیا تو صالحہ سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ آپ نے جو اسلحہ خریدا ہے اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ آپ براہ راست برڈش نخلستان پر ریڈ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ کی جیپ جس طرف جا رہی ہے ادھر سے تو برڈش نخلستان تک کوئی سڑک نہیں جاتی اور جس جیپ میں ہم سفر کر رہے ہیں یہ جیپ صحرا میں زیادہ سفر کر ہی نہیں سکتی۔ پھر آپ کا کیا پلان ہے"۔ کیپٹن شکیل نے اچانک انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ ایک محاورہ ہے کہ لنکا میں تو سب باون گزے ہوتے ہیں اس لئے سب ہی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوتے ہیں۔ ابھی صالحہ کی خوبصورت بات کا تاثر ختم نہیں ہوا تھا کہ کیپٹن شکیل صاحب کا بہترین تجزیہ سامنے آ گیا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل کا تجزیہ درست ہے عمران صاحب۔ ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے ورنہ انہوں نے سائنسدان سے سب کچھ پوچھ کر انہیں ہلاک کر دینا ہے اس پرزے کا ڈایا گرام بنا کر اسے ہیڈ آفس میں محفوظ کر لینا ہے۔ اس کے بعد ہم چاہے کچھ بھی کر لیں ہمارا مشن

بہرحال کامیاب نہیں کہلائے گا"...... صفدر نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا اور کیپٹن شکیل کا کیا خیال ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے"۔ عمران نے الٹا ان پر ہی بات ڈالتے ہوئے کہا۔

"تم نے کبھی پہلے ہماری مانی ہے جو اب مانو گے۔ اس لئے سیدھے سیدھے وہ بتا دو جو تم نے سوچا ہے کیونکہ تم نے بہرحال وہی کرنا ہے"...... اس بار جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تنویر تم کیوں خاموش ہو۔ صالحہ سے جو بات تم میرے خلاف کرانا چاہتے ہو وہ تو بعد کی بات ہے فی الحال اس مشن کے سلسلے میں تم نے کوئی بات نہیں کی"...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم ایسی باتیں کر کے الٹا ہمیں ذلیل کرتے رہتے ہو۔ ہم جو کچھ کہیں گے تم اس میں سے کوئی نہ کوئی خامی نکال لو گے اور ہو گا ویسے ہی جیسے تم نے سوچ رکھا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ ہم کام نہیں کر سکتے تو تم باقی ماندہ مشن سے بطور لیڈر دستبردار ہو جاؤ اور مجھے لیڈر بنا دو۔ پھر دیکھو میں کیا کرتا ہوں"...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے خواہ مخواہ سوئے ہوئے شیر کو جگا دیا۔ تم تو مجھے سرے سے ہی آؤٹ کر دینا چاہتے ہو۔ بہرحال اب میں بتا دیتا ہوں کہ میں نے کیا پلاننگ بنائی ہے۔ اگر تمہیں پلاننگ پسند آئے تو ٹھیک

ورنہ میں واقعی لیڈر شپ سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ مجھے لیڈر شپ سے اتنی دلچسپی نہیں ہے جتنی پاکیشیا کے مفادات سے۔ پاکیشیا کا مشن کامیاب ہونا چاہئے اور بس"...... عمران نے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم پاکیشیائی مشن کو کامیاب ہوتا نہیں دیکھنا چاہتے۔ صرف تم اکیلے ہی محب وطن ہو"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تنویر خاموش رہو۔ پہلے پلاننگ سن لو۔ پھر آگے بات ہو گی"...... جولیا نے کہا تو تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"پرنس آرتھر نے بلیو ہاکس لیبارٹری کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق یہ لیبارٹری بلیک سینڈز کے نیچے بنائی گئی ہے جبکہ بلیک سینڈز صحرا کا ایسا علاقہ ہے جہاں قدرتی طور پر ہر وقت خوفناک صحرائی طوفان چلتے رہتے ہیں۔ اس لئے وہاں سے لیبارٹری کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ ویسے بھی لیبارٹری بم پروف ہو گی۔ پھر صحرا کی ٹنوں ریت کا وزن سہارنے کے لئے اسے ریڈ بلاکس سے بنایا گیا ہو گا۔ اس لئے اس علاقے میں کارروائی کو ذہن سے نکال دو۔ اب آؤ برؤش نامی نخلستان کی طرف۔ یہ تنہا سا نخلستان ہے جہاں ایکریمین فوج کا قبضہ ہے۔ وہاں ایسا ٹاور موجود ہے جو پورے صحرا کو کور کرتا ہے۔ وہاں ایک عمارت ہے جس کے اندر صحرا کی مسلسل سکرین چیکنگ ہوتی ہے جبکہ وہاں اینٹی ایئرکرافٹ گنیں بھی نصب ہیں اور ایسی میزائل گنیں بھی ہیں جو

جیپ تو ایک طرف بکتر بند گاڑی کو بھی مکمل طور پر تباہ کر سکتی ہیں۔ پھر وہاں تربیت یافتہ فوجی ہیں جن کی تعداد تقریباً دو سو کے قریب ہے۔ ان کے پاس بھی بھاری اسلحہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ کومب نامی ایک گاؤں صحرائی سرحد پر واقع ہے۔ کومب سے برؤش تک باقاعدہ ریت سے محفوظ والی مخصوص سڑک موجود ہے لیکن کومب میں بھی ایک چیک پوسٹ ہے جس پر ایکریمین فوجی موجود ہیں اور برؤش سے پہلے یہ چیک پوسٹ موجود ہے اور راستے میں بھی جگہ جگہ خودکار میزائل گنیں نصب ہیں۔ برؤش میں فوج کا انچارج کرنل جیکب ہے جبکہ لیبارٹری کا سیکورٹی چیف آرنلڈ ہے اور آرنلڈ کا تعلق ریڈ ایجنسی کے ٹاپ سیکشن سے ہے۔ وہاں کی حفاظت اس ٹاپ سیکشن کے ذمے ہے۔ کرنل جیکب آرنلڈ سے رابطہ کر کے اسے آنے والے کے بارے میں بتاتا ہے تو آرنلڈ اندر سے لیبارٹری کا راستہ کھولتا ہے۔ باہر سے لیبارٹری کا راستہ نہیں کھولا جا سکتا۔ یہ لیبارٹری بے حد وسیع و عریض ہے۔ اب ہم نے اس لیبارٹری میں گھسنا ہے اور وہاں سے ایم ایم آر بھی واپس لانا ہے اور اس سائنسدان ڈاکٹر شجاعت علی کو بھی واپس ساتھ لے جانا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ کیا پلاننگ ہونی چاہئے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم اپنی پلاننگ بتاؤ۔ اب اتنا وقت نہیں رہا کہ ہم سب پلاننگ بناتے رہیں"۔ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"میری پلاننگ تو اس صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے کہ صرف

خطبہ نکاح یاد کر لے"...... عمران نے کہا۔

"تم. تم پھر بکواس پر اتر آئے ہو۔ اس قدر سنجیدہ ماحول میں تمہاری یہ بکواس دل جلا دیتی ہے"...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب پلیز۔ یہ معاملہ بے حد سنجیدہ ہے"...... صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ معاملہ سنجیدہ نہیں ہے۔ میری پوری آئندہ کی زندگی اور میرے مستقبل کا سوال ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ میرے لئے معاملہ سنجیدہ ہی نہیں ہے"...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"عمران صاحب۔ میں آپ کو آپ کی پلاننگ بتاتا ہوں"۔ اس سے پہلے کہ کوئی اور بولتا کیپٹن شکیل بول پڑا۔

"تم نے کیا بتانی ہے۔ یہاں موجود سب کو پتہ ہے کہ کیا پلاننگ ہے۔ حتیٰ کہ تنویر کو بھی معلوم ہے۔ مسئلہ تو صرف صفدر کے خطبہ نکاح یاد کرنے کا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کی بات کا کوئی جواب دیتا عمران کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے ذہنوں میں یہی تھا کہ عمران نے کسی سے رابطہ رکھا ہوا ہے۔ عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ فلائن بول رہا ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ لیکن بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس۔ مائیکل اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے ایکریمین لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر مائیکل۔ کرنل جیکب سے میری بات ہو گئی ہے۔ اسے آپ کی آفر صرف ایک صورت میں تسلیم ہے کہ آپ نخلستان کی عمارت، ٹاور اور تنصیبات اور وہاں موجود افراد کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ وہ آپ کے بارے میں آپ کے سامنے آرنلڈ سے آپ کی بات کرے گا اور اگر آپ چاہیں تو آپ کی بات بھی آرنلڈ سے کرا دے گا اس کے بعد اگر آرنلڈ نے راستہ کھول دیا تو آپ اندر جا سکیں گے ورنہ آپ کو خاموشی سے واپس جانا ہوگا۔ اوور"...... فلائن نے کہا تو عمران کے سارے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہوگی کہ وہ رقم وصول کرنے کے بعد ہمارے خلاف کوئی غلط کارروائی نہیں کرے گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے چونکہ پہلے یہ بات مجھ سے کہہ دی تھی۔ اس لئے میں نے یہی بات کرنل جیکب سے کر دی تھی۔ کرنل جیکب نے کہا ہے کہ اس سلسلے میں آپ کو ان پر اعتماد کرنا ہوگا۔ آپ کو رقم نقدی کی صورت میں کومب چیک پوسٹ کے انچارج شریڈر کو دینا ہوگی اور

ٹریڈر تب ہی آپ کو کارڈ جاری کرے گا ورنہ نہیں۔ اوور"۔ فلائن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے اپنا کام بخوبی کر دیا ہے۔ اب باقی باتیں میں خود کرنل جیکب سے طے کر لوں گا۔ تم مجھے صرف اس کی مخصوص فریکونسی بتا دو۔ اوور"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فریکونسی بتا دی گئی۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"تو یہ تھی آپ کی پلاننگ"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ پلاننگ بچگانہ ہے۔ ہم اس طرح وہاں پہنچ کر ایکریمین فوجیوں کے رحم و کرم پر رہ جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"آپ لوگ دو منٹ مزید خاموش ہو جائیں تاکہ میں اس پلاننگ میں رنگ بھر لوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ ایک سائیڈ پر کر کے روک دی اور پھر ٹرانسمیٹر پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ سب ساتھی ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئے تھے۔

"ہیلو ہیلو۔ مائیکل کالنگ کرنل جیکب تھرو فلائن۔ اوور"۔ عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کرنل جیکب اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک

سخت اور کمزور سی آواز سنائی دی۔

"کرنل جیکب۔ جیسا آپ نے کہا ہے ویسے ہی ہو گا لیکن اگر ہم آپ کا مطالبہ پورا کر رہے ہیں تو آپ کو بھی ہمارے تحفظ کے لئے ایک چھوٹا سا کام کرنا ہو گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"کونسا کام۔ اوور"...... کرنل جیکب نے کہا۔

"رقم کومب چیک پوسٹ پر آپ کے حوالے کی جائے گی اور آپ وہاں سے ہمارے ساتھ جیپ میں بیٹھ کر بریڈش جائیں گے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"چلیں ایسا ہے کہ میں آپ کی بات اس حد تک مان لیتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ بریڈش جاؤں گا لیکن میں اپنی جیپ میں جاؤں گا اور ایسا ضروری ہے ورنہ مجھ پر شک کیا جائے گا۔ اوور"...... کرنل جیکب نے کہا۔

"آپ چیک پوسٹ سے بے شک اپنی جیپ میں بیٹھ کر چلیں لیکن آگے جا کر آپ کو ہمارے ساتھ بیٹھنا ہو گا یا دوسری صورت میں ہمارا ایک ساتھی آپ کی جیپ میں آپ کے ساتھ جائے گا تاکہ آپ راستے میں ہمارے خلاف کسی قسم کی کارروائی کا حکم نہ دے سکیں۔ ہمیں اپنے تحفظ کا خیال ضروری ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ اپنا آدمی میرے ساتھ بٹھا دینا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ایک بات پیشگی بتا دوں کہ اگر آرنلڈ نے آپ کی بات نہ مانی تو آپ کو بغیر کچھ کئے واپس جانا ہو گا۔ اوور"۔

کرنل جیکب نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہوگا۔ ہم جو بات کرتے ہیں سوچ سمجھ کر کرتے ہیں۔ اوور" ...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ آپ کب کوسب پہنچ جائیں گے۔ اوور"...... کرنل جیکب نے کہا۔

"کل سہ پہر تین بجے۔ اوور"...... عمران نے کہا تو اس کے سب ساتھی چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"کتنے آدمی ہیں آپ اور کتنی جیپیں ہیں آپ کے پاس۔ اوور"۔ کرنل جیکب نے پوچھا۔

"چھ افراد اور ایک جیپ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تین بجے کوسب چیک پوسٹ پر موجود ہوں گا۔ اوور"...... کرنل جیکب نے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے واپس جیب میں رکھ لیا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے عمران۔ ہم کل سہ پہر وہاں پہنچیں گے کس طرح"...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"جس طرف ہم جا رہے ہیں اس طرف سے کوئی راستہ کوسب کو نہیں جاتا اور یہ بھی بتا دوں کہ کرنل جیکب اتنا احمق نہیں ہے جتنا وہ اپنے آپ کو ظاہر کر رہا ہے کہ وہ اطمینان سے ہمیں بروش نخلستان لے جائے گا اور پھر آرنلڈ راستہ کھول دے گا اور ہم اطمینان سے

لیبارٹری میں چلے جائیں گے اور پھر اطمینان سے اپنا کام کر کے واپس چلے جائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے جیپ آگے بڑھا دی تھی۔

"تو پھر یہ سارا کھیل کیا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب مجھے تفصیل بتانا ہی پڑے گی۔ بہرحال سن لو۔ وہاں ایسے انتظامات ہیں کہ ہمارا وہاں پہنچنا تقریباً ناممکن ہے۔ چاہے ہم کتنا ہی ڈائریکٹ ایکشن کیوں نہ کر لیں کیونکہ کرنل جیکب اور اس کے عملے کا رابطہ ناکسی میں موجود فوجی چھاؤنی سے رہتا ہے اور وہاں سے گن شپ ہیلی کاپٹر بھی پہنچ سکتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں فورس بھی یہاں اتر سکتی ہے اور کوسب سے بروش کا فاصلہ اتنا ہے کہ جیپ پر ہمیں دو گھنٹے لگ جائیں گے۔ میں نے کرنل جیکب کے بارے میں جب لاس ڈیگو میں معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ اس کا ایک قریبی دوست فلائن ہے جو فلاش کلب کا مالک ہے۔ میں اس سے ملا تو اس نے دس ہزار ڈالرز لے کر مجھے کرنل جیکب کے بارے میں وہ سب کچھ بتا دیا جو میں چاہتا تھا۔ یہاں ایکریمیا میں دولت کی پوجا کی جاتی ہے۔ جب فلائن نے مجھے بتایا کہ کرنل جیکب انتہائی دولت پرست آدمی ہے اور حد درجہ شاطر ذہن کا مالک ہے تو میں نے فلائن کو آفر کی کہ کرنل جیکب کو اگر بھاری رقم دی جائے تو کیا وہ آمادہ ہو جائے گا تو اس نے کہا کہ اگر ایک لاکھ ڈالرز کی آفر

کر دی جائے تو کرنل جیکب فوراً سب کچھ کرنے پر آمادہ ہو جائے گا بشرطیکہ اس کی اپنی جان یا نوکری کو کوئی خطرہ نہ ہو تو میں نے ایک لاکھ ڈالرز کی بجائے دو لاکھ ڈالرز کی آفر کر دی۔ چونکہ کرنل جیکب سے بات چار پانچ گھنٹوں سے پہلے نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ وہ زیادہ تر راؤنڈ پر رہتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا عملہ بھی ہوتا ہے اس لئے ایک مخصوص وقت میں وہ اپنے کمرے میں اکیلا ہوتا ہے۔ تو اس سے بات ہو سکتی ہے۔ میں نے فلائن کو اپنی فریکوئنسی دی اور اسے کہہ دیا کہ وہ بات کر کے مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کر کے اطلاع دے دے چنانچہ ہم وہاں سے روانہ ہو گئے اور اب تمہارے سامنے فلائن نے کال کی جو تم نے بھی سن لی اور کرنل جیکب نے اپنے طور پر ہم سے شاطرانہ انداز میں گیم کھیلنے کی کوشش کی ہے۔ وہ ہم سے رقم بھی لے لے گا اور ہم اس کے رحم و کرم پر بھی ہوں گے۔ وہ ہمیں ہلاک کر کے حکومت سے کارکردگی کا سرٹیفکیٹ بھی وصول کر لے گا۔ عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہمارا مقصد کسی نہ کسی طرح صحیح سلامت اس لیبارٹری تک پہنچنا ہے اور کومب سے برڈش پہنچنے میں کافی وقت لگ جاتا ہے اور راستے میں خودکار میزائل گنیں نصب ہیں اور برڈش میں بھی اعلیٰ حفاظتی انتظامات ہیں۔ وہ ہمیں ایک لمحے میں جیپ سمیت جلا کر راکھ کر سکتے ہیں لیکن برڈش پہنچے بغیر ہم کسی طرح بھی لیبارٹری میں

داخل نہیں ہو سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے واپس بھی آنا ہے اور اپنے ساتھ سائنسدان ڈاکٹر شجاعت علی کو بھی لے آنا ہے۔ اس لئے ہم کومب کے راستے برڈش نہیں پہنچیں گے بلکہ ہم اس وقت جس طرف جا رہے ہیں وہاں ایک سرحدی قصبہ ہے جس کا نام لانگ فیلڈ ہے۔ یہ چھوٹا سا قصبہ ہے لیکن وہاں صحرا میں سیر کرنے والی مخصوص جیپیں موجود ہیں۔ فلائن کے ذریعے وہاں ایک جیپ کی بات ہو چکی ہے اور یہ جیپ ہم وہاں چھوڑ دیں گے اور مخصوص جیپ وہاں سے حاصل کر کے ہم صحرا میں داخل ہو جائیں گے۔ صحرا میں رات کا سفر کرتے ہوئے ہم بلیک سینڈز کی سائیڈ سے نکل کر کل صبح کو برڈش کے قریب پہنچ جائیں گے اور وہاں سے اچانک برڈش میں داخل ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہاں تو ٹاور ہے اور تو چیکنگ ہوتی ہے۔ اس طرح تو ہم صحرا میں داخل ہوتے ہی چیک کر لئے جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"اسی لئے تو ہم وہ مخصوص جیپ حاصل کریں گے۔ اس پر کمپنی کا نام موجود ہو گا۔ اس لئے جب تک ہم برڈش کے قریب نہ پہنچ جائیں گے ہمارے بارے میں وہ نہیں چونکیں گے۔ زیادہ سے زیادہ ہم سے ٹرانسمیٹر پر بات کریں گے تو ہم انہیں جواب دے دیں گے کہ ہم سیاح ہیں تو وہ مطمئن ہو جائیں گے کیونکہ سیاح تو پورے صحرا میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن برڈش میں کیسے داخل ہوں گے۔ وہاں کے حفاظتی انتظامات"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے خصوصی طور پر ایسی گیس خریدی ہے جو کھلی جگہ پر اور وسیع ایریا میں فوری اثرات ظاہر کر دیتی ہے۔ اس گیس کے کیپسول گنوں کے ذریعے ہم برڈش میں فائر کر دیں گے اور پھر سپر زیرو مشین آن کر کے ہم برڈش میں داخل ہو جائیں گے۔ وہاں کی مشینری زیرو ہو جائے گی۔ وہاں موجود افراد بے ہوش ہو جائیں گے اور ہم برڈش پر قبضہ کر لیں گے۔ اس کے بعد آرنلڈ سے بات ہو گی اور پھر آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"بات سمجھ میں تو آتی ہے لیکن تم نے کرنل جیکب کو کومب چیک پوسٹ پر باقاعدہ وقت دے کر کیوں بلایا ہے۔ جبکہ تمہارے بقول ہم کل صبح برڈش میں داخل ہو جائیں گے اور تم نے کرنل جیکب کو کل سہ پہر تین بجے کا وقت دیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"وہ دوپہر تک ہماری طرف سے مطمئن رہے گا ورنہ وہ بے حد چوکنا اور ہوشیار رہتا کیونکہ بہرحال وہ تربیت یافتہ ہے اس لئے اس کو مطمئن کرنا ضروری تھا"...... عمران نے کہا اور اس بار سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے وہ سب عمران کی ذہانت کی داد دے رہے ہوں۔

"لیکن عمران صاحب۔ صحرا میں درست مقام تک پہنچنے کے لئے ہمیں اپنے ساتھ گائیڈ لے جانا پڑے گا"...... کچھ دیر بعد صفدر نے

کہا۔

"گائیڈ بک مل جاتی ہے۔ گائیڈ کو رقم دے کر اس سے سارے سوالات پوچھے جا سکتے ہیں اور خاص طور پر یہ بات کہ اگر فوج ہماری شناخت پوچھے تو انہیں کیسے مطمئن کیا جا سکتا ہے۔ یہ ساری باتیں فلائن کے ذریعے پہلے سے طے شدہ ہیں۔ اس لئے فکر مت کرو۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا کیونکہ ہم حق پر ہیں"...... عمران نے کہا اور سب نے زور زور سے اثبات میں سر ہلانے شروع کر دیئے۔

ہنری ناکسی میں اپنے آفس میں بیٹھا بار بار فون کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے جیکولس کی حویلی سے واپس آنے کے بعد فوری طور پر اپنے سیکشن کے چار افراد کو اسمتھ کی سرکردگی میں لاس ڈیگو بھجوا دیا تھا۔ ایک مقامی سیاحتی کمپنی سے ان کے لئے ہیلی کاپٹر چارٹرڈ کیا گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ابھی تک لاس ڈیگو میں ہی موجود ہوں گے کیونکہ پرنس آرتھر پر جس انداز کا تشدد کیا گیا تھا وہ عمران کے ساتھ منسلک تھا اور چونکہ وہاں وہ چیک نہ ہو سکے تھے اس لئے لامحالہ وہ وہیں موجود ہوں گے تاکہ اب وہ بلیو ہاکس پر حملے کا پلان بنا سکیں۔ یہ تو اچھا ہوا تھا کہ پرنس آرتھر نے پہلے ہی جیکولس کو لیبارٹری کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی تھی۔ اس لئے اسے بھی ساری صورتحال معلوم ہو گئی تھی۔ اب وہ بیٹھا بے

چینی سے اسمتھ کی طرف سے کال کا انتظار کر رہا تھا۔ اچانک اسے خیال آیا تو وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے سائیڈ پر موجود الماری کھولی اور اس میں سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکال کر اس نے الماری بند کی اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے نقشہ کھول کر سامنے رکھ لیا اور قلمدان سے پنسل اٹھا کر وہ نقشے پر جھک گیا۔ اس تفصیلی نقشے میں صحرا کا تفصیلی نقشہ بھی شامل تھا۔ سب سے پہلے اس نے بلیک سینڈز کو چیک کیا اور پھر اس کے گرد پنسل سے دائرہ لگا دیا۔ بلیک سینڈز کے ساتھ ہی براڈش نامی نخلستان کے گرد بھی دائرہ لگایا۔ پھر اس نے کومب کو مارک کیا اور اس کے گرد دائرہ لگا دیا۔ اب صورتحال اس کے سامنے واضح تھی۔ یہ پاکیشیائی گروپ لامحالہ کومب سے براڈش پہنچے گا اور پھر براڈش سے لیبارٹری میں داخل ہوگا۔ لیکن اچانک اسے ایک خیال آیا کہ عمران کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ سیدھا اور آسان راستہ کبھی استعمال نہیں کرتا بلکہ وہ راستہ اختیار کرتا ہے جو بظاہر ناممکن یا مشکل نظر آتا ہو۔ اس لئے وہ دوبارہ نقشے پر جھک گیا۔ اسی لمحے پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ہنری نے کہا۔

"اسمتھ بول رہا ہوں باس۔ لاس ڈیگو سے"...... دوسری طرف سے اسمتھ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا۔ ٹریس ہو گئے پاکیشیائی"...... ہنری نے تیز لہجے میں

پوچھا۔

"یس سر۔ لیکن وہ اسلحہ لے کر ایک بڑی جیپ کے ذریعے موگاشی قصبے کی طرف جا رہے ہیں۔ جو صحرا کی سرحد پر ہے۔ ہم ان کا تعاقب کرنا چاہتے ہیں لیکن چونکہ وہ ہم سے بہت پہلے نکلے ہیں اس لئے ہم انہیں نہیں پکڑ سکیں گے۔ اس لئے اب آپ جو حکم دیں"۔ اسمتھ نے کہا۔

"تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو"۔ ہنری نے پوچھا۔

"لاس انگو کے مضافاتی علاقے سے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہمیں ان کے بارے میں معلوم ہوا ہے"..... اسمتھ نے جواب دیا۔

"لیکن انہیں تو بروڈش کلستان جانے کے لئے ہر صورت میں کومب پہنچنا چاہئے جبکہ موگاشی تو کومب سے بہت دور ہے"۔ ہنری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ لوگ بڑے شاطرانہ ذہن کے مالک ہیں باس۔ اس لئے لازماً وہ کوئی گہری چال چل رہے ہیں"..... اسمتھ نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ ان کے پیچھے جاؤ لیکن اپنے ساتھ ٹرانسمیٹر کال کیچر ہنڈرڈ الیون رکھ لو۔ ان کا موگاشی جانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا کسی نہ کسی سے کوئی رابطہ ہے۔ اگر ان کی کوئی کال کیچ ہو جائے تو پھر ہمیں اصل معاملے کا علم ہو جائے گا"..... ہنری نے کہا۔

"میرے پاس کال کیچر تھری تھاؤزنڈ ہے باس۔ اس لئے یہ کال جہاں بھی چاہے رسیو کریں ہمارا کال کیچر اسے یہاں بھی ٹیپ کر سکتا

ہے"..... اسمتھ نے جواب دیا۔

"اوہ گڈ۔ پھر تمہیں ان کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں۔ تم بس کال کیچر آن کر دو۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی کہیں نہ کہیں سے رہنمائی ضرور کی جائے گی"..... ہنری نے کہا۔

"لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو پھر باس۔ ہمیں کیا کرنا ہوگا"..... اسمتھ نے کہا۔

"موگاشی میں میرا ایک آدمی موجود ہے۔ میں اسے فون کر دیتا ہوں۔ وہ موگاشی میں ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھے گا اور موگاشی سے وہ جس طرف کا رخ کریں گے مجھے اطلاع مل جائے گی۔ اس کے بعد آئندہ کا لائحہ عمل طے کر لیا جائے گا"..... ہنری نے کہا۔

"یس باس"..... دوسری طرف سے اسمتھ نے کہا تو ہنری نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ لوگ موگاشی کیوں جا رہے ہیں۔ اس کا انہیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے"..... ہنری نے سامنے پڑے ہوئے نقشے پر جھکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پنسل سے موگاشی کے گرد دائرہ ڈالا اور اس کے بعد انتہائی غور سے موگاشی اور بروڈش کے درمیانی فاصلے اور جغرافیائی حالات کو چیک کرنے لگ گیا۔

"نہیں۔ صحرا میں داخل ہوئے بغیر اور بلیک سینڈز کو کراس کئے بغیر وہ کسی صورت بھی بروڈش نہیں پہنچ سکتے اور صحرا میں اتنا طویل سفر سوائے ہیلی کاپٹر کے نہیں ہو سکتا"..... ہنری نے

بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔ اب وہ موگاشی اور کومب کے درمیان راستے اور حالات کو چیک کر رہا تھا۔

"اگر یہ لوگ کومب جانا چاہتے تو موگاشی جانے کی بجائے لاس ڈیگو سے دوسرا صاف اور سیدھا راستہ اختیار کرتے"...... ہنری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے تحت وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے خیال آیا تھا کہ اسے آرنلڈ سے بات کر لینی چاہئے۔ بہرحال یہ لوگ لیبارٹری کی طرف ہی چل نکلے ہیں۔ اس لئے آرنلڈ کو معلوم ہونا چاہئے۔ چنانچہ یہ خیال آتے ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی اور ہنری آواز سنتے ہی پہچان گیا کہ بولنے والا بلیوہاکس لیبارٹری کا سیکورٹی چیف اور ریڈ ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کا انچارج آرنلڈ ہی بول رہا ہے۔

"اے سیکشن چیف ہنری بول رہا ہوں آرنلڈ"...... ہنری نے کہا۔

"اوہ تم۔ کیسے فون کیا۔ کوئی خاص بات"...... آرنلڈ نے چونک کر پوچھا۔ البتہ ہنری نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ آرنلڈ کا لہجہ سرسری اور رسمی ہے۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بلیوہاکس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم ہو گیا ہے اور وہ لوگ لیبارٹری پہنچنے کے لئے چل پڑے ہیں۔

میں نے سوچا کہ تمہیں پیشگی اطلاع کر دوں"...... ہنری نے منہ بناتے ہوئے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے ہنری۔ لیبارٹری ٹاپ سیکرٹ ہے"...... آرنلڈ نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس لیبارٹری میں پرنس آرتھر نہ صرف سپلائی کرتا تھا بلکہ دو تین بار وہ خود بھی لیبارٹری آتا جاتا رہا ہے۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں نے پرنس آرتھر کو لاس ڈیگو میں گھیر لیا اور پھر اس پر تشدد کر کے انہوں نے لیبارٹری کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لیں اور پھر اسے ہلاک کر دیا"...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پرنس آرتھر مارا گیا۔ ویری بیڈ۔ اسے تو کوئی پہچانتا تک نہ تھا۔ پھر وہ کیسے ٹریس ہو گیا"...... اس بار آرنلڈ کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ تشکیک کا تاثر نمایاں تھا۔

"لاس ڈیگو میں کوئی سوئیٹی رہتی ہے اور پرنس آرتھر ہر ویوڈے کو وہاں جا کر رہتا تھا اور یہ بھی بتا دوں کہ پرنس آرتھر سے ناکسی میں رہنے والا ایک سیاحتی کمپنی کا مالک جیکولس بھی واقف تھا اور نہ صرف واقف تھا بلکہ پرنس آرتھر اس کا ممنون احسان بھی تھا۔ اس لئے جیکولس بھی اس لیبارٹری کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے اور وہ میرا دوست ہے۔ اس لئے اس نے مجھے بھی تفصیل بتا دی"...... ہنری نے کہا۔

"اچھا۔ کیا تفصیل ہے"...... آرنلڈ نے چونک کر کہا تو ہنری نے

اسے بلیک سینڈز کے نیچے لیبارٹری، اس کا وہاں بروٹش نامی نخلستان میں اور وہاں ایکریمین فوج کا ٹاور اور عمارت کے ساتھ ساتھ کو سب میں چیکنگ سے لے کر آخر تک ساری بات بتا دی۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو ہنری۔ آئی ایم سوری۔ پہلے میں نے تمہاری بات پر توجہ نہ دی تھی۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا۔ اب میں ہر لحاظ سے محتاط اور ہوشیار رہوں گا"...... آرنلڈ نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے میں نے فون کیا ہے کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک اور شاطر ہیں۔ ویسے یہ بات تو طے ہے کہ یہ لوگ مجھ سے بچ کر تم تک پہنچ ہی نہ سکیں گے لیکن پھر بھی تمہارا محتاط رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ بلیو ہاکس لیبارٹری ایکریمیا کی اہم ترین لیبارٹریوں میں سے ایک ہے"۔ ہنری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ہنری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اب مجھے کیا کرنا چاہئے"...... ہنری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔ تھوڑی دیر بعد پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ہنری نے کہا۔

"اسمتھ بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے اسمتھ کی بڑی پرجوش سی آواز سنائی دی تو ہنری چونک پڑا۔

"کیا ہوا۔ کوئی خاص بات"...... ہنری نے چونک کر پوچھا۔

"یس باس۔ آپ کا خیال سو فیصد درست ثابت ہوا ہے۔ ہمارے کال کیچر نے ایک ٹرانسمیٹر کال کیچ کی ہے"...... اسمتھ نے اسی طرح پرجوش لہجے میں کہا۔

"کس نے کال کی اور کسے"...... ہنری نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"کال کرنے والا فلائن تھا جبکہ کال رسیو کرنے والے نے اپنا نام مائیکل بتایا ہے"...... اسمتھ نے جواب دیا۔

"یہ کون ہیں۔ ہمارا ان سے کیا تعلق ہے"...... ہنری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کسی فلائن اور کسی مائیکل کے درمیان ہونے والی ٹرانسمیٹر کال سے اسمتھ اس قدر پرجوش کیوں ہو رہا ہے۔

"جناب۔ میرا خیال ہے کہ مائیکل اس عمران کا کوڈ نام ہے"۔ اسمتھ نے کہا تو ہنری بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ، اوہ کیا باتیں ہوئی ہیں۔ تفصیل بتاؤ"...... اس بار ہنری کا لہجہ اسمتھ سے زیادہ پرجوش تھا۔

"میں نے کال کیچر میں موجود خصوصی ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے اسے ٹیپ کر لیا ہے۔ میں آپ کو سنواتا ہوں"...... دوسری طرف سے اسمتھ نے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ پھر اچانک ہلکی

سی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو۔ فلائن بول رہا ہوں۔ اوور"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ مائیکل اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ خالصتاً ایکریمین تھا اور ہنری نے یہ لہجہ سن کر ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے کوئی پاکیشیائی ایسے لہجے میں بات کر ہی نہ سکتا تھا۔ اس لئے اسے مایوسی ہوئی تھی۔

"مسٹر مائیکل۔ کرنل جیکب سے بات ہو گئی ہے"...... پہلی آواز نے کہا اور پھر ان دونوں کے درمیان مسلسل بات ہوتی رہی اور جیسے جیسے بات آگے بڑھ رہی تھی ویسے ویسے ہنری کے چہرے کے تاثرات بھی بدلتے جا رہے تھے۔ پھر اوور اینڈ آل کے ساتھ ہی کال ختم ہو گئی۔

"آپ نے سن لی کال باس"...... فون رسیور سے اسمتھ کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے اسمتھ۔ تمہیں نہ صرف خصوصی انعام ملے گا بلکہ ترقی بھی ملے گی"...... ہنری نے کہا۔

"تھینک یو باس۔ ایک اور کال کی ٹیپ بھی سن لیں۔ یہ کال پہلی کال کے تھوڑی دیر بعد کی گئی ہے اور اس میں کال کرنے والا وہی مائیکل ہے جو پہلی کال میں بول رہا تھا اور جواب دینے والا بروڈش کا سیکورٹی چیف کرنل جیکب ہے"...... اسمتھ نے کہا۔

"کرنل جیکب اور مائیکل کا کیا تعلق"...... ہنری نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

"آپ کال سن لیں باس"...... اسمتھ نے کہا اور پھر فون رسیور پر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک آواز ابھری۔

"ہیلو ہیلو۔ مائیکل کالنگ کرنل جیکب تھرو فلائن۔ اوور"۔ مردانہ آواز وہی تھی جس نے پہلی بار کال رسیو کی تھی اور بذریعہ فلائن کا سن کر ہنری نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اب وہ سب کچھ سمجھ گیا ہو۔

"یس۔ کرنل جیکب اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک سخت اور کھردری سی آواز سنائی دی اور پھر وہ ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سنتا رہا اور پھر کال ختم ہو گئی۔

"آپ نے دونوں کالیں سن لیں باس۔ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے"...... اسمتھ نے کہا۔

"یہ پاکیشیائی ایجنٹ اس وقت کہاں ہیں"...... ہنری نے پوچھا۔

"موگاشی کی طرف بڑھ رہے ہوں گے یا وہاں پہنچ چکے ہوں گے"۔ اسمتھ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت سیدھا کومب پہنچو۔ میں سیکشن ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ رہا ہوں۔ ہم نے اب کومب میں ہونے والی سودے بازی کو وہیں ختم کرنا ہے"...... ہنری نے تیز لہجے میں

کہا۔

"یس باس" ۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو ہمزی نے رسیور رکھ دیا۔ ان دو کالوں کو سننے کے بعد واقعات اور پاکیشیائی ایجنٹوں کی آئندہ نقل و حرکت اس کے سامنے واضح ہو گئی تھی اور وہ سوچ رہا تھا ۔ یہ لوگ کس قدر شاطر ہیں کہ انہوں نے نہ صرف لیبارٹری کا محل وقوع تلاش کر لیا ہے بلکہ کسی فلائن نامی آدمی کو تلاش کر کے اس سے بروش نخلستان کے سیکورٹی چیف کرنل جیکب سے بھی سودے بازی کر لی ہے ۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت اب کومب جا کر اس چیک پوسٹ کی نگرانی کرے گا اور جیسے ہی پاکیشیائی ایجنٹ وہاں پہنچیں انہیں فوری ہلاک کر دیا جائے گا اور ساتھ ہی سازش میں ملوث کرنل جیکب کو بھی گرفتار کر لیا جائے گا۔ یہ واضح اور مربوط پلان بنا کر اب وہ خاصا مطمئن ہو گیا تھا۔

s4sheikh@gmail.com

s4sheikh@gmail.com

کرنل جیکب بروش میں بنے ہوئے اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا شراب پینے کے ساتھ ساتھ کل کا پروگرام ذہنی طور پر فائنل کر رہا تھا۔ فلائن کے ذریعے اسے نہ صرف بھاری رقم مل رہی تھی بلکہ وہ مائیکل گروپ کو آسانی سے ہلاک بھی کرا سکتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ جس گروپ کے بارے میں فلائن نے بات کی ہے اور جس کے لیڈر کا نام مائیکل ہے یہ گروپ پاکیشیائی ہے اور وہ لیبارٹری میں داخل ہونا چاہتا ہے ۔ اس لئے وہ ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتا تھا۔ اسے بھاری رقم بھی مل جاتی اور دشمن ایجنٹ بھی ختم ہو جاتے ۔ اسے یقین تھا کہ اس کے اس کارنامے پر حکومت ایکریمیا بھی اسے کسی اعلیٰ عہدے پر ترقی دے دے گی اور وہ اس صحرا میں رہنے کے عذاب سے نجات حاصل کر لے گا۔ وہ گھونٹ گھونٹ شراب پینے کے ساتھ ساتھ

یہی بیٹھا سوچ رہا تھا کہ سامنے موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل جیکب بول رہا ہوں"..... کرنل جیکب نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"آرنلڈ بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے بلیو باکس لیبارٹری کے سیکورٹی چیف آرنلڈ کی آواز سنائی دی۔

"کوئی خاص بات"..... کرنل جیکب نے سادہ سے لہجے میں پوچھا۔

"کل تم ایک لاکھ ڈالرز وصول کرنے کو صبح جا رہے ہو یا نہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیکب بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب"..... کرنل جیکب نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو دوسری طرف آرنلڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب تمہیں ایک لاکھ ڈالرز نہیں مل سکیں گے کرنل جیکب۔ کیونکہ وہاں ریڈ ایجنسی کے اے سیکشن کا چیف ہنری اپنے سیکشن سمیت پہنچ چکا ہے اور وہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو تم سے پہلے ہی چھاپ لے گا"..... آرنلڈ نے مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بات کر رہے ہو۔ کیسے ایک لاکھ ڈالرز اور کیسے پاکیشیائی ایجنٹ۔ کیا تم نشے میں ہو"..... کرنل جیکب نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے آرنلڈ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ہنری نے تمہارے اور پاکیشیائی لیڈر مائیکل کے درمیان ہونے والی ٹرانسمیٹر کال نہ صرف کیچ کر لی ہے بلکہ اسے ٹیپ بھی کر لیا ہے اور اس نے یہ ٹیپ مجھے بھی فون پر سنوائی ہے اور یہی ٹیپ جب ایکریمیا کے اعلیٰ حکام تک پہنچے گی تو پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ ملک و قوم سے غداری کا کیا نتیجہ نکلتا ہے"..... آرنلڈ نے اس بار انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"تم اور ہنری دونوں ہی احمق ہو۔ میں نے تو انہیں ٹریپ کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا۔ میں نے ان کا خاتمہ کرنا تھا اور تم اسے میری غداری سمجھ بیٹھے ہو"..... کرنل جیکب نے کہا۔

"کرنل جیکب۔ تمہاری ساری زندگی فوج میں گزری ہے جبکہ میں اور ہنری دونوں نے سیکرٹ ایجنسی کی انتہائی سخت ٹریننگ لی ہوئی ہے اور پاکیشیائی ایجنٹ دنیا کے سب سے شاطر ایجنٹ ہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ تمہیں سیدھے ہاتھوں ایک لاکھ ڈالرز ادا کر کے خود ہی اپنی گردنیں تمہارے سامنے جھکا دیں گے۔ انہوں نے تمہیں اور تمہارے آدمیوں سمیت سب کا خاتمہ کر کے لیبارٹری پر چڑھ دوڑنا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اب لیبارٹری تمہاری کال پر

بھی نہ کھولی جائے گی لیکن بہرحال وہ لیبارٹری تک پہنچ جانے میں تو کامیاب ہو جاتے اور میری نظر میں یہ بھی ان کی کامیابی ہوتی۔ لیکن اب ایسا نہیں ہوگا۔ کو مب میں ہنری اپنے سیکشن سمیت پہنچ چکا ہے۔ وہ تمہاری چیک پوسٹ سے پہلے ہی انہیں چھاپ لے گا۔ اس کے پاس ان کے حلیئے اور دوسری تفصیلات موجود ہیں۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کی ہے کہ تم اس کام میں اب مداخلت نہیں کرو گے۔ ویسے میں ہنری کو کہہ دوں گا اور وہ یہ ٹیپ اعلیٰ حکام تک نہیں پہنچائے گا۔ گڈ بائی"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیکب نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر یہ ٹیپ اعلیٰ فوجی حکام تک پہنچ گئی تو دنیا کی کوئی طاقت اس کا کورٹ مارشل نہ روک سکے گی اور اسے یقیناً غداری کے الزام میں موت کی سزا دے دی جائے گی۔

"مجھے اب کیا کرنا چاہئے"..... کرنل جیکب نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے آتے ہی وہ چونک پڑا۔

"ہاں۔ اب بچاؤ کے لئے ضروری ہے کہ ہنری سے وہ ٹیپ واپس لیا جائے"..... کرنل جیکب نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے ایک اور خیال نے اسے دوبارہ پریشان کر دیا کہ وہ ہنری اور اس کے آدمیوں تک کیسے پہنچے گا۔ وہ تو انہیں جانتا اور پہچانتا ہی نہیں اور دوسری بات یہ کہ وہ ریڈ ایجنسی کے ایجنٹ ہیں۔ عام لوگ نہیں

ہیں۔ یہ سب سوچتے سوچتے اسے ایک اور خیال آیا کہ وہ یہ معلوم کرے کہ یہ کال جب ٹیپ کی گئی تو پاکیشیائی ایجنٹ کہاں موجود تھے لیکن پھر اس نے اپنی حماقت پر خود ہی اپنے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا کیونکہ ظاہر ہے ایسی کوئی مشینری موجود نہیں تھی جو ماضی میں جا کر چیکنگ کرے۔ ابھی وہ بیٹھا یہ سب کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ڈھیلے سے ہاتھوں سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل جیکب بول رہا ہوں"..... کرنل جیکب نے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"آسکر بول رہا ہوں کرنل"..... دوسری طرف سے مشین روم انچارج کی آواز سنائی دی۔

"کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات"..... کرنل جیکب نے پوچھا۔

"باس۔ ایک سیاحتی کمپنی کی جیپ صحرا میں داخل ہوئی ہے۔ اس کا رخ بلیک سینڈز کی طرف ہے"..... آسکر نے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ سیاح تو صحرا میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں"..... کرنل جیکب نے اس بار قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ سیاح نہیں ہیں جناب۔ ان کی جیپ میں انتہائی حساس اسلحہ مارک کیا گیا ہے۔ ایسا اسلحہ جس سے کوئی بڑا ٹارگٹ کور کیا جا سکتا ہے"..... آسکر نے کہا تو کرنل جیکب کے دماغ میں دھماکہ سا ہوا۔

"اوہ۔ اوہ کیسے چیک کیا ہے تم نے یہ اسلحہ"...... کرنل جیکب نے اس بار تیز لہجے میں کہا۔

"ہمارے پاس حساس اسلحہ چیک کرنے والی انتہائی جدید مشینری موجود ہے اور جب بھی ہم کسی سیاحتی کمپنی کی جیپ یا ہیلی کاپٹر کو چیک کرتے ہیں تو سب سے پہلے ہم یہی چیک کرتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی حساس اسلحہ تو نہیں ہے"...... آسکر نے اس بار تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ میں آرہا ہوں۔ میں خود چیک کرتا ہوں"...... کرنل جیکب نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ کر وہ اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر دوڑتا ہوا اپنے آفس سے نکل کر مشین روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مشین روم ایک بڑا ہال تھا جس میں دس کے قریب بڑی بڑی مشینیں موجود تھیں۔ ایک سائیڈ پر شیشے کا کیبن بنا ہوا تھا۔ کرنل جیکب سیدھا اس کیبن کی طرف بڑھا۔ ہر مشین کے سامنے ایک آدمی موجود تھا۔ ان سب نے کرنل جیکب کو سلام کیا اور کرنل جیکب سر ہلاتا ہوا ان کے سلاموں کا جواب دیتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ جیسے ہی دروازہ کھول کر کیبن میں داخل ہوا۔ وہاں موجود ایک درمیانے قد کا آدمی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ آسکر تھا مشین روم کا انچارج۔ اس کے سامنے میز پر ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی جس میں چھوٹے بڑے سینکڑوں بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے یہ کنٹرولنگ مشین تھی جبکہ مشین کے عقب میں دیوار پر ایک کافی

بڑی سکرین نصب تھی جو اس وقت روشن تھی اور اس سکرین پر صحرا کا منظر نظر آرہا تھا جس میں صحرا میں چلنے والی ایک بڑی سی مخصوص جیپ چلتی ہوئی نظر آرہی تھی۔

"اس جیپ میں انتہائی طاقتور اور حساس اسلحہ موجود ہے"۔ آسکر نے کرنل جیکب کے کرسی پر بیٹھتے ہی ساتھ موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"شو کرو"...... کرنل جیکب نے کہا تو آسکر نے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد سکرین پر موجود جیپ کے گرد ایک سرخ رنگ کا دائرہ سا بن گیا اور پھر اس دائرے کے اوپر سرخ رنگ کا کراس نظر آنے لگ گیا۔

"اس سرخ رنگ کے کراس کا مطلب ہے کہ اس جیپ میں انتہائی طاقتور اور حساس اسلحہ موجود ہے"...... آسکر نے کہا اور کرنل جیکب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس جیپ کو کلوز اپ میں لے آؤ"...... کرنل جیکب نے کہا تو آسکر نے ایک بار پھر مشین کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اب جیپ کے گرد سرخ رنگ کا دائرہ اور اس کے اوپر نظر آنے والا کراس غائب ہو گیا تھا جبکہ جیپ سکرین پر بڑی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

"ہاں۔ یہ سیاحتی کمپنی کی جیپ ہے"...... کرنل جیکب نے جیپ پر لکھی عبارت کو غور سے پڑھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ کوئی سیاح اس قدر طاقتور اور حساس اسلحہ لے کر صحرا میں نہیں گھوم سکتا۔ یہ جنگل نہیں ہے کہ سوچا جا سکتا کہ یہ لوگ درندوں کے شکاری ہوں گے"...... آسکر نے کہا۔

"تو پھر تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ کون لوگ ہیں اور کیوں اسلحہ لے کر صحرا میں گھوم رہے ہیں"...... کرنل جیکب نے کہا۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی"...... آسکر نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ مشین ایکسپرٹ تھا۔ اس لئے اس کا ذہن صرف مشینری کی حد تک ہی کام کرتا تھا۔

"کیا اس جیپ کے اندر موجود افراد کو چیک کیا جا سکتا ہے"۔ کرنل جیکب نے کہا۔

"نہیں باس۔ یہ جیپ بند ہے تاکہ ریت اندر نہ جا سکے۔ صرف فرنٹ سکرین کے ذریعے ہی دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن سکرین میں ویسے ہی کچھ نظر نہیں آتا"...... آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا رخ کس سمت میں ہے"...... کرنل جیکب نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"بلیک سینڈز کی طرف"...... آسکر نے جواب دیا تو کرنل جیکب بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ لوگ کب تک بلیک سینڈز پہنچیں گے"...... کرنل جیکب نے پوچھا۔

"پانچ چھ گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے"۔ آسکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم انہیں چیک کرتے رہو۔ یہ لوگ لازماً بلیک سینڈز کو دیکھ کر واپس چلے جائیں گے۔ کیونکہ بلیک سینڈز میں داخل ہو کر زندہ بچ جانا ناممکن ہے۔ اس لئے لازماً یہ بلیک سینڈز کو دیکھیں گے۔ تصویریں بنائیں گے اور پھر واپس چلے جائیں گے"۔ کرنل جیکب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس۔ یہ لوگ خطرناک اور حساس اسلحہ کیوں ساتھ لے کر آئے ہیں۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ یہ لوگ بلیک سینڈز کو تباہ کرنے آئے ہیں"...... آسکر نے کہا تو کرنل جیکب بے اختیار اچھل پڑا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ بہرحال جو کچھ ہوگا سامنے آ جائے گا۔ تم مجھے اطلاع دینا اگر کوئی خاص بات ہو تو"...... کرنل جیکب نے کہا اور تیزی سے مڑ کر شیشے کے کیبن سے باہر آ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر اپنے آفس میں بیٹھا شراب پینے میں معروف تھا۔ خطرناک اور حساس اسلحے کا سن کر ایک بار تو اسے خیال آیا کہ یہ لوگ کہیں پاکیشیائی ایجنٹ نہ ہوں لیکن پھر اس نے اس خیال کو اس لئے ترک کر دیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے تو فلائن کے ذریعے اس سے باقاعدہ سودے بازی کی تھی اور انہوں نے کل سہ پہر کو مب پہنچنا ہے۔ اس لئے وہ کسی صورت بھی اس طرح صحرا میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔ اس طرح بیٹھے سوچتے اور شراب پیتے ہوئے اسے نجانے کتنا وقت گزر گیا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی

بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل جیکب بول رہا ہوں"...... کرنل جیکب نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"آسکر بول رہا ہوں باس۔ مشین روم سے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم مشین روم سے ہی بول سکتے ہو باتھ روم سے نہیں۔ پھر کیا یہ کہنا ضروری ہے کہ مشین روم سے بول رہا ہوں"...... کرنل جیکب نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔ دراصل مسلسل شراب پینے اور سوچتے رہنے کی وجہ سے اس کا ذہن شدید جھلاہٹ کا شکار ہو رہا تھا۔

"آئی ایم سوری باس۔ میں نے یہ اطلاع دینے کے لئے کال کی ہے کہ سیاہوں کی جیپ اب بلیک سینڈز کی سائیڈ سے نکل کر براڈش کی طرف جا رہی ہے"...... آسکر نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ براڈش وہ کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ اس کے لئے تو انہیں ہر صورت میں بلیک سینڈز کو بھی کراس کرنا ہوگا"...... کرنل جیکب نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ وہ ایسا ہی کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا وہ بلیک سینڈز سے گزر رہے ہیں لیکن کیسے۔ ان کی جیپ تو تنکے کی طرح اڑ جائے گی"...... کرنل جیکب

نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"نو سر۔ وہ بلیک سینڈز کی سائیڈ سے گزر رہے ہیں اور سائیڈ پر یقیناً اتنا دباؤ نہیں ہوگا جتنا درمیان میں ہوتا ہے یا پھر انہوں نے ہوا کے دباؤ کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی خاص بندوبست کر رکھا ہے"...... آسکر نے کہا۔

"میں وہاں آ رہا ہوں مشین روم میں۔ ایسا تو سوچنا بھی ممکن نہیں ہے۔ تم کہہ رہے ہو کہ وہ بلیک سینڈز سے گزر رہے ہیں"...... کرنل جیکب نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور دھڑام سے رسیور کریڈل پر پٹخ کر وہ کرسی سے اٹھا اور دوڑتا ہوا آفس سے نکل کر مشین روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے۔ عجیب عجیب سے خیالات برق کے کوندوں کی طرح آ جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ مشین روم میں موجود شیشے والے کیبن میں پہنچ گیا۔

"دیکھئے باس سکرین پر"...... آسکر نے کہا لیکن اس کے کہنے سے پہلے ہی کرنل جیکب کی نظریں سکرین پر اس طرح چپکی ہوئی تھیں جیسے مقناطیس کے ساتھ لوہا چمٹ جاتا ہے۔ سکرین پر ہر طرف ریت اڑ رہی تھی۔ خوفناک بگولے اڑتے دکھائی دے رہے تھے۔ سیاہ ریت ہر طرف فضا میں پھیلی ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود ان طوفانی بگولوں کے اندر ایک بڑی جیپ کا ہیولہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"کلوز اپ میں لے آؤ۔ کیا یہ وہی جیپ ہے یا کوئی اور ہے"۔ کرنل جیکب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ آسکر نے مشین کے کئی بٹن یکے بعد دیگرے پریس کئے تو سکرین پر منظر سکڑتا چلا گیا اور پھر وہ جیپ واضح طور پر نظر آنے لگ گئی لیکن اس کے اردگرد اوپر اور نیچے سیاہ ریت کے خوفناک بگولے مسلسل رقص کرتے نظر آ رہے تھے۔

"یہ وہی جیپ ہے سیاحتی کمپنی کی اور اس کا اس طرح گزر کر آنا اور پھر اس میں خطرناک اور حساس اسلحے کا ہونا، یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ یہ ہمارے دشمن ہیں اور برڈش پر قبضہ کرنے کے لئے آ رہے ہیں"...... کرنل جیکب نے اونچی آواز میں بولتے ہوئے کہا تو سامنے بیٹھا آسکر بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس"...... آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں نہیں معلوم آسکر۔ بلیو ہاکس لیبارٹری کے خلاف کام کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچ چکی ہے۔ میں نے انہیں ختم کرنے کے لئے کومب میں پلاننگ کی تھی اور ایک آدمی کے ذریعے انہیں چکر دے کر کومب پہنچنے کے لئے کہا تھا لیکن اب جو صورتحال سامنے ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ واقعی حد درجہ شاطر ہیں۔ انہوں نے الٹا ہمیں چکر دے دیا ہے تاکہ ہم کومب جا کر ان کا انتظار کرتے رہیں اور یہ لوگ بلیک سینڈز سے برڈش تک

داخل ہو کر یہاں قبضہ کر لیں"...... کرنل جیکب نے معاملات کو اپنے حق میں موڑتے ہوئے بات بنا دی۔

"اوہ، پھر تو یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ ان کا خاتمہ فوری ہونا چاہئے"...... آسکر نے قدرے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم ان پر سپر میزائل فائر کر دو تاکہ جیپ سمیت ان کے پرخچے اڑ جائیں"...... کرنل جیکب نے کہا تو آسکر اس طرح کرنل جیکب کو دیکھنے لگا جیسے کرنل جیکب نے کوئی احمقانہ بات کر دی ہو۔

"وہ کیسے باس۔ ہمارے پاس تو ایسی سیٹنگ ہی موجود نہیں ہے کیونکہ یہ تو کبھی تصور ہی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ بلیک سینڈز ایریا سے کوئی آدمی جیپ وغیرہ گزار کر برڈش میں داخل ہو سکتا ہے۔ اس لئے تمام تر انتظامات برڈش اور کومب کے درمیان کئے گئے ہیں"۔ آسکر نے کہا تو کرنل جیکب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ اچھا اب تم اچھی طرح چیک کر کے بتاؤ کہ یہ جیپ اس انداز میں چلتی ہوئی اگر برڈش میں داخل ہو تو کہاں سے ہوگی"...... کرنل جیکب نے کہا تو آسکر نے ہاتھ بڑھا کر مشین کو تیزی سے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ سکرین پر جھماکے سے ہوتے رہے پھر سکرین پر یکلخت ایک نقشہ سا پھیلتا چلا گیا۔ آسکر مسلسل آپریٹ کرتا رہا اور چند لمحوں بعد ایک سرخ رنگ کے تیر کا نشان نقشے پر آہستہ آہستہ حرکت کرتا دکھائی دینے لگا۔

"یہ تیر کا نشان اس جیپ کی نشاندہی کر رہا ہے باس"..... آسکر نے کہا۔

"لیکن یہ سب کیسے ہوا"..... کرنل جیکب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ اس جیپ میں حساس اسلحہ موجود ہے اور اس کے لئے مشین سرخ رنگ کے کراس سے نشاندہی کرتی ہے۔ میں نے اس کو سامنے رکھ کر کام کیا ہے۔ سرخ کراس کی جگہ سرخ تیر کو دیا ہے۔ اس کے علاوہ اس جیپ کو اس نقشے پر لانے کی کوئی صورت نہ تھی"۔ آسکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تم واقعی اپنے کام کے ماہر اور ذہین آدمی ہو۔ تمہاری ترقی کے لئے اعلیٰ حکام کو میں خصوصی سفارش کروں گا"..... کرنل جیکب نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ باس"..... آسکر نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب یہ بتاؤ کہ یہ لوگ کہاں سے داخل ہوں گے برڈش میں"..... کرنل جیکب نے کہا تو آسکر چند لمحے غور سے اس تیر کو حرکت کرتے دیکھتا رہا۔ پھر وہ اٹھا اور عقبی طرف دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ پھر وہ نقشے کو قریب سے غور سے دیکھتا رہا اور پھر اس انداز میں سر ہلاتا ہوا واپس مڑا جیسے سب کچھ سمجھ گیا ہو۔

"باس۔ یہ حتمی طور پر برڈش کے شمالی جنگل میں داخل ہوں گے

اس کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں ہے"..... آسکر نے کہا۔

"شمالی جنگل۔ تمہارا مطلب ہے بلیک فاریسٹ"..... کرنل جیکب نے چونک کر کہا۔

"یس باس۔ چونکہ یہ گھنا جنگل ہے اس لئے اسے بلیک فاریسٹ کہتے ہیں اور ویسے بھی یہ بلیک سینڈز کی سرحد پر ہے"..... آسکر نے کہا۔

"یہ جنگل تو بہت تھوڑے رقبے پر ہے"..... کرنل جیکب نے کہا۔

"یس سر۔ صرف پندرہ ایکڑ پر واقع ہے"..... آسکر نے جواب دیا۔

"اچھا اب بتاؤ کہ انہیں اس جنگل تک پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا"۔ کرنل جیکب نے پوچھا تو آسکر غور سے سکرین پر موجود اس حرکت کرتے ہوئے سرخ تیر اور نقشے کو دیکھتا رہا۔

"باس۔ زیادہ سے زیادہ چار گھنٹے اور کم سے کم تین گھنٹے"۔ آسکر نے کہا۔

"کافی ہے۔ اس دوران میں وہاں ہر قسم کے حفاظتی انتظامات کرا لوں گا۔ میں ان کی جیپ کو میزائلوں سے اڑا دوں گا"..... کرنل جیکب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں ایک گزارش کروں گا"..... آسکر نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا..... کرنل جیکب نے چونک کر پوچھا۔

"سر۔ ٹرانسمیٹر اپنے پاس رکھیں۔ میں یہاں انہیں مسلسل چیک کرتا رہوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ بلیک سینڈز میں ہی ہلاک ہو جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اپنا رخ بدل لیں۔ ایسی صورت میں آپ کو فوری اطلاع دے دوں گا اور آپ نئی صورتحال کے مطابق کام کر سکیں گے"۔ آسکر نے کہا۔

"گڈ۔ تمہاری تجویز بے حد شاندار ہے۔ تم اپنی صلاحیتوں سے مجھے بے حد متاثر کر رہے ہو۔ اب تمہاری ترقی مجھ پر لازم ہو گئی ہے اور ایسا ہی ہوگا"۔ کرنل جیکب نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ آسکر کے چہرے پر یکلخت مسرت کا آبشار سا بہنے لگ گیا۔

s4sheikh@gmail.com

s4sheikh@gmail.com

عمران اپنے ساتھیوں سمیت سیاحتی کمپنی کی ایک خصوصی جیپ میں سوار صحرا میں آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ جیپ خصوصی طور پر ریت پر چلنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اس لئے ریت پر بھی وہ اس انداز میں چل رہی تھی جیسے گاڑیاں پختہ سڑک پر چلتی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی رفتار سڑک پر چلنے والی گاڑیوں جیسی نہ تھی لیکن اس کے باوجود وہ بڑے ہموار انداز میں آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا۔ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور صالحہ بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ عقبی سیٹوں پر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر موجود تھے۔ سب سے آخر میں جیپ کی خالی جگہ میں سیاہ رنگ کے دو بڑے بڑے تھیلے موجود تھے جن میں حساس اسلحہ موجود تھا۔ یہ اسلحہ عمران نے خصوصی طور پر لیبارٹری کا گیٹ کھلوانے اور اسے تباہ کرنے کے لئے حاصل کیا تھا۔ جیپ اب تیزی سے بلیک سینڈز کی طرف بڑھی چلی جا

رہی تھی۔

"عمران صاحب۔ بلیک سینڈز میں تو ریت کے طوفان ہر آتے چلتے رہتے ہیں۔ کیا یہ جیپ ان طوفانوں کو سہار بھی سکے گی یا نہیں"...... صفدر نے کہا۔

"طوفان مرکزی ایریا میں ہوتے ہیں۔ سائیڈوں پر ہوا میں تیزی تو ہوتی ہے لیکن اس میں شدت بے حد کم ہوتی ہے اور ہم نے بلیک سینڈز کی سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھنا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ہوا کا زور تو بہرحال موجود ہوگا۔ پھر جیپ کیسے چلے گی"۔ اس بار صالحہ نے کہا۔

"عمران نے کچھ نہ کچھ سوچ رکھا ہوگا۔ یہ شخص قدرتی کمپیوٹر ہے"۔ جولیا نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اچھا تو اب مجھے انسانوں کی صف سے بھی نکال دیا گیا ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ مس جولیا درست کہہ رہی ہیں۔ آپ واقعی کوئی سپر کمپیوٹر ٹائپ کی چیز ہیں۔ ہر مسئلے کا حل آپ کے پاس موجود ہوتا ہے اور ہمارے ہر سوال کا جواب بھی"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور ہر پہلو پہلے سے سوچ کر اس کا کوئی نہ کوئی حل بھی اس نے نکال رکھا ہوتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"سوائے ایک مسئلہ کے۔ جو آج تک حل نہیں ہو سکا"۔ عمران نے کہا۔

"بس بس۔ خبردار اب اگر دوبارہ یہ بھیرویں شروع کی تم نے"۔ جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"یہ بھیرویں نہیں، دیپک راگ ہے۔ جس سے بجھے ہوئے چراغ جل اٹھتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ کیا واقعی آپ نے ہوا کے دباؤ کو روکنے کا کوئی حل سوچ رکھا ہے"۔ صالحہ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین ہو کہ عمران نے اب بھی کوئی انتظام نہ کر رکھا ہوگا۔

"ایک حل۔ ایک سو ایک حل سوچ رکھے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں سنجیدگی سے پوچھ رہی ہوں"...... صالحہ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جب ہم بلیک سینڈز کے ایریا میں پہنچیں گے تو تمہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صالحہ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ اس کے چہرے پر تردد کے تاثرات واضح تھے۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے صالحہ۔ جب عمران ساتھ ہو تو ہم سوچنا اور بولنا اس لئے چھوڑ دیتے ہیں کہ ہمیں سو فیصد یقین

ہوتا ہے کہ اس نے ہم سے پہلے ہی سب کچھ نہ صرف سوچ رکھا ہوگا بلکہ اس کا کوئی نہ کوئی حل بھی نکال رکھا ہوگا"...... جولیا نے کہا اور صالحہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ نادر کے ذریعے ہمیں بہرحال چیک تو کیا جا رہا ہوگا"...... اچانک عقبی سیٹ پر موجود کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں، مسلسل چیک کیا جا رہا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیسے معلوم ہوا آپ کو"...... صالحہ نے حیران ہو کر کہا۔

"اپنے سامنے سکرین کے نچلے حصے میں موجود سیاہ رنگ کی ڈبیا دیکھو۔ اس کے اندر ایک سفید نقطہ روشن ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا تو نہ صرف صالحہ بلکہ سب نے ہی اس ڈبیا کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"ہاں ہے۔ لیکن یہ کیا ہے"...... صالحہ نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ سگنل وصول کرنے والا مخصوص آلہ ہے۔ چیکنگ ریز جب اس جیپ سے ٹکراتی ہیں تو اس کے سگنل یہ آلہ وصول کر لیتا ہے اور اس کے اندر سفید رنگ کا نقطہ جل اٹھتا ہے اور اب یہ نقطہ مسلسل چمک رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جیپ کو مسلسل چیک کیا جا رہا ہے"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"مسلسل چیکنگ کا مطلب ہے کہ ہم پر انہیں شک ہو گیا ہے"

صفدر نے کہا۔

"ظاہر ہے لیکن اب ہم ان کے شک کی بناء پر واپس تو نہیں جا سکتے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر انہوں نے جیپ پر میزائل فائر کر دیئے پھر"...... صالحہ نے کہا۔

"پھر کیا۔ وہی پرانی بات کہ پلاؤ کھائیں گے احباب۔ لیکن یہاں تو ہماری لاشیں غائب ہو جائیں گی۔ اس لئے بے چارے احباب پلاؤ سے بھی محروم ہو جائیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اس طرح تو ہم اپنا مشن مکمل نہ کر سکیں گے"...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جیپ بند ہے۔ اس لئے وہ جیپ کے اندر چیکنگ نہ کر سکیں گے اور باہر انہیں سیاحتی کمپنی کا نام لکھا نظر آ رہا ہوگا اور اس صحرا میں ایسی جیپیں دوڑتی رہتی ہیں۔ پھر ہمارا رخ بلیک سینڈز کی طرف ہے۔ اس لئے بھی وہ مطمئن ہوں گے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق کوئی جیپ بلیک سینڈز کو صحیح سلامت کراس ہی نہیں کر سکتی۔ تیسری بات یہ کہ ابھی ہم برڈش نخلستان سے بہت دور ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر وہ مسلسل چیکنگ کیوں کر رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات سوچنے کی ہے۔ انہیں یقیناً کوئی نہ کوئی ایسی

بات نظر آئی ہے جس کی خاطر وہ ہم پر مسلسل نظریں رکھ رہے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ایسی کیا چیز ہو سکتی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ تو سوچنا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں بتا دوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"تمہیں معلوم ہے تو بتا دو"...... جولیا نے کہا۔

"جیپ کے عقبی حصے میں سیاہ رنگ کے جو تھیلے موجود ہیں وہ مسلسل چیکنگ کی وجہ بن رہے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسے"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"اس ٹاور سے پورے صحرا کو چیک کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس ٹاور سے انتہائی طاقتور ریز نکلتی ہیں اور انتہائی طاقتور ریز موجودہ دور میں سکس ہنڈرڈ تھری ہی ہو سکتی ہیں۔ ایسی ریز حساس اور خطرناک اسلحہ کو بھی چیک کر لیتی ہیں۔ ایکریمین نیول ان ریز سے ہی حساس اور خطرناک اسلحہ چیک کرتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ، اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہم یقینی خطرے سے دوچار ہو چکے ہیں۔ وہ ہمیں لازماً بروش پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیں گے"۔

جولیا نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کیوں خاموش ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"کیپٹن شکیل کو نیوی چھوڑے ہوئے بڑا طویل عرصہ ہو گیا ہے اس لئے یہ ابھی تک سکس ہنڈرڈ تھری ریز پر رکا ہوا ہے۔ موجودہ دور میں سکس تھاوزنڈ پر معاملہ پہنچ چکا ہے اور ایسی ریز خطرناک اور حساس اسلحے کو فوراً مارک کر لیتی ہیں اور واقعی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مسلسل ہمیں چیک کر رہے ہیں کیونکہ کوئی سیاح صحرا میں اس قدر خطرناک اور حساس اسلحہ ساتھ لے کر نہیں چلتا"۔ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر ایسی بات تھی تو تمہیں اس کا کوئی حل سوچنا چاہئے تھا"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس قدر طاقتور ریز روکنے کا کوئی حل نہیں ہے۔ اس لئے مجبوری ہے"...... عمران نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"پھر ہم کس طرح بروش پہنچیں گے"...... صالحہ نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"فکر مت کرو۔ چیکنگ انسان ہی کر رہے ہوں گے اور انسانی نفسیات کو سامنے رکھا جائے تو بے شمار حل نکل آتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صالحہ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے ریت کے بگولے اور طوفانی ہوا کا زور دکھائی دینے لگا۔ عمران نے جیپ کا رخ تھوڑا سا موڑ دیا اور پھر تھوڑی

دیر بعد جیپ اس طوفانی ہواؤں اور بگولوں میں داخل ہو گئی۔ اس کی رفتار یکلخت بے حد کم ہو گئی تھی۔ اب سکرین پر سوائے ریت کے بگولوں کے اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ لیکن جیپ بہرحال چل رہی تھی۔

"حیرت ہے۔ اس قدر طوفانی ہواؤں میں بھی جیپ چل رہی ہے"۔ صالحہ نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اس جیپ کی سٹریم لائننگ خصوصی طور پر اس انداز میں تیار کی جاتی ہے کہ ہوا اس سے ٹکرا کر اوپر کو اٹھ جاتی ہے اور سائیڈوں اور عقبی طرف سے بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہاں البتہ اگر ہم عین سٹریم میں داخل ہو جاتے تو شاید طوفانی ہوا جیپ کو اٹھا کر فضا میں پتنگ کی طرح اڑا لے جاتی۔ لیکن جہاں سے ہم گزر رہے ہیں یہ سائیڈ ہے۔ اس لئے یہاں ہوا کا اتنا زور نہیں ہے کہ اس قدر بھاری جیپ کو اٹھا سکے"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سکرین پر تو ریت ہی ریت اڑتی نظر آ رہی ہے۔ آپ راستہ کیسے چیک کریں گے"...... صالحہ نے کہا۔

"اس جیپ میں راستہ دکھانے والا خصوصی آلہ نصب ہے۔ ڈائل پر جلتا ہوا سرخ نشان راستہ دکھا رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہاں سے بردش نخلستان کتنی دور ہو گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جس رفتار سے جیپ چل رہی ہے اس سے ہمیں دو گھنٹے لگ

سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ سیلڈ جیپ اور باہر ریت ہونے کی وجہ سے اندر کی آکسیجن کو تو اب تک ختم ہو جانا چاہئے تھا"...... صالحہ نے کہا۔

"جن ماہرین نے یہ جیپ تیار کی ہے انہوں نے اس مسئلے کا پہلے ہی خیال رکھا ہوا ہے۔ اس کے عقبی طرف ایک خصوصی آلہ لگا ہوا ہے جو آکسیجن کو کھینچ کر اندر پھینک رہا ہے لیکن ریت کو روک رہا ہے۔ ورنہ تو اب تک ہم اس جیپ میں دس بار بے ہوش ہو چکے ہوتے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے ایسی جیپ اس عام سے سرحدی قصبے میں مل گئی ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"ایکریمیا میں سیاحت سب سے بڑا بزنس ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے کیا سوچا ہے۔ کیا آپ سیدھے اس جیپ کے ذریعے بردش میں داخل ہو جائیں گے"...... چند لمحوں بعد صفدر نے کہا۔

"اگر اس جیپ کو بردش تک پہنچنے دیا گیا تو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم خواہ مخواہ پراسراریت پھیلا رہے ہو۔ کھل کر بتاؤ کہ کیا پلاننگ ہے تمہاری"...... جولیا نے اس بار غراتے ہوئے لہجے میں

کہا۔

"ورنہ تم یہیں اتر جاؤ گی اور پیدل بردش پہنچ جاؤ گی۔ کیوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ صورتحال انتہائی خطرناک ہو چکی ہے۔ ہمیں نہ صرف مشن مکمل کرنا ہے بلکہ اپنا تحفظ بھی کرنا ہے۔ اس لئے پلیز۔ آپ سنجیدگی سے بات کریں"...... صالحہ نے کہا۔

"تم لوگ آخر اس قدر پریشان کیوں ہو رہے ہو۔ کیا ہم پہلی بار کسی مشن پر جا رہے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"معاملات لمحہ بہ لمحہ دگرگوں ہوتے جا رہے ہیں۔ مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے ہم خودکشی کرنے جا رہے ہیں"...... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔ ایسے وقت اچھی بات منہ سے نکالنی چاہئے"۔ جولیا نے کہا۔

"ارے ارے۔ لڑو نہیں۔ چلو میں بتا دیتا ہوں کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے کرنل جیکب کو اس لئے کل کا کومب کا وقت دیا تھا کہ وہ اطمینان سے رہے گا لیکن مسلسل چیکنگ سے معاملات واقعی میری توقع کے خلاف جا رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں بہرحال اپنا تحفظ کرنا ہے۔ لیکن جب تک ہم بردش نہ پہنچ جائیں ہم پر کوئی حملہ نہیں ہوگا کیونکہ اس طوفان ہواؤں میں کوئی میزائل درست نشانے پر فائر نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ہم اطمینان

سے آگے بڑھتے رہیں گے اور جب ہم بردش کے قریب پہنچ جائیں گے تو پھر ہم جیپ روک دیں گے اور جیپ سے اتر کر پیدل آگے بڑھیں گے۔ وہاں سرحد پر ایک چھوٹا سا جنگل ہے جسے نقشے میں بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ لوگ اگر وہاں موجود ہوں گے تو وہ بھی لازماً اس جنگل میں ہی ہوں گے۔ ہم جیپ روک کر چکر کاٹ کر جنگل کی عقبی طرف سے اندر داخل ہوں گے اور پھر جو ہوگا سو منظور خدا ہوگا"...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن جیپ رکنے کے بعد بھی وہ ہمیں چیک تو کر لیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"ارے۔ یہ بات تو میں نے سوچی ہی نہیں"...... عمران نے قدرے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پلیز۔ یہ انتہائی سنجیدہ معاملہ ہے"...... صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا، بہت سنجیدہ ہے۔ چلو سنجیدہ ہے تو پھر سنجیدہ ہی سہی۔ لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ ہم سارا پلان اوپن کریں۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری آوازیں بھی ان تک پہنچ رہی ہوں"...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"آوازیں کیسے پہنچ سکتی ہیں"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"باہر طوفانی ہواؤں کا بے پناہ شور ہے۔ اس شور میں آوازیں کیسے وہاں تک پہنچ سکتی ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ہمارا عہد جدید ترین ایجادات کا عہد ہے۔ اس لئے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال بے فکر رہو۔ ہم زندہ سلامت پہنچ جائیں گے۔ وہاں جا کر کیا ہوتا ہے یہ بعد میں دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جیسے وہ عمران کی بات سے متفق ہو گئے ہوں۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد طوفانی ہواؤں کا زور ختم ہوتا چلا گیا اور وہ عام سے صحرا میں پہنچ گئے۔

"کیا مطلب۔ کیا ہم بروڈش نہیں پہنچ سکے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے بروڈش سے پہلے ہی رخ موڑ دیا تھا تاکہ جو لوگ ہمیں مسلسل چیک کر رہے ہیں وہ قدرے الجھ جائیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن چیک تو پھر بھی کیا جا رہا ہے"...... جولیا نے اس سرخ نقطے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان ریز سے جیپ چیک ہو سکتی ہے انسان چیک نہیں ہو سکتے اس لئے ہم جیپ یہاں چھوڑ کر پیدل آگے بڑھیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ ہمیں دور بینوں سے تو چیک کر سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"پھر کیا ہوا۔ تم سب اس طرح گھبرا رہے ہو جیسے تربیت یافتہ ہونے کی بجائے چھوٹے بچے ہو۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ہم نے بہرحال مشن مکمل کرنا ہے"...... خاموش بیٹھے رہنے والے تنویر نے اچانک بولتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ بھی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ نیچے اترو۔ ہم نے بہرحال مشن مکمل کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ کا دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ایک کر کے اس کے سب ساتھی جیپ سے نیچے اتر آئے۔

"جیپ یہیں چھوڑنا ہو گی تو یہ بیگز تو اٹھا لیں"...... صفدر نے کہا۔

"تم سب یہیں رکو گے۔ صرف تنویر میرے ساتھ جائے گا۔ ہم نے وہاں پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنی ہے۔ پھر تمہیں کال کریں گے۔ تم جیپ لے کر آ جانا"...... عمران نے کہا۔

"تنویر کی بجائے میں ساتھ جاؤں گی"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ تم یہیں رہو گی۔ تنویر ایسے معاملات میں بے حد مہارت رکھتا ہے۔ آؤ تنویر"...... عمران نے سرد لہجے میں جولیا سے کہا اور پھر تنویر سے مخاطب ہو گیا۔

"اسلحہ تو لے لیں"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ ایک مشین گن نکال لو۔ میرے پاس لانگ رینج پسٹل موجود ہے"...... عمران نے کہا تو تنویر دوبارہ جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ ٹرانسمیٹر پر کال کر کے ہمیں اطلاع دیں

گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم نے ریڈ کاشن کو آن رکھنا ہے۔ خطرے کی صورت میں تمہیں کاشن مل جائے گا۔ اس کا مطلب ہو گا کہ اب تم نے جولیا کی قیادت میں آگے بڑھنا ہے اور پھر جو مناسب سمجھنا کر گزرنا"...... عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم کسی صریح خطرے کی زد میں جا رہے ہو۔ ورنہ تم اس انداز میں بات نہ کرتے۔ ایسی بات ہو تو ہمیں دو گروپ بنا کر علیحدہ علیحدہ لیکن اکٹھے آگے بڑھنا چاہئے۔ خطرناک حالات میں ہم یہاں کھلے صحرا میں بے یارو مددگار کھڑے نہیں رہ سکتے جبکہ ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ براڈش یہاں سے کس سمت میں اور کتنے فاصلے پر ہے"...... جولیا نے تیز اور قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے جولیا کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"میں بھی مس جولیا کی بات کی تائید کرتا ہوں عمران صاحب"...... صفدر نے بھی فوراً جولیا کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا درست کہہ رہی ہیں"...... صالحہ بھی بول پڑی۔

"نجانے تنویر کیوں خاموش رہا ہے اب تک"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس لئے خاموش رہا ہوں کہ میرے کہنے سے تم پر کوئی اثر نہیں ہو گا ورنہ جولیا کی بات درست ہے"...... تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میں نے تو صرف احتیاطاً تمہیں یہ ہدایت دی تھیں ورنہ میرے خیال میں صورتحال ہمارے حق میں ہی رہے گی لیکن اب اگر تم سب بضد ہو تو پھر ٹھیک ہے۔ جیپ سے سب سامان نکال لو اور ہم اکٹھے ہی آگے بڑھیں گے۔ براڈش کے قریب جا کر ہم دو گروپ بنا لیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"جیپ کو قریب کیوں نہ لے جائیں"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے پہلے بتایا ہے کہ جیپ ان کی چیکنگ میں رہے گی اور وہ اسے براڈش کے قریب آتے دیکھ رہے ہوں گے۔ اس طرح ہم آسانی سے ٹارگٹ بن جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اگر ہم نے حساس اسلحہ ساتھ لے لیا تو پھر وہ اسے بھی چیک کرتی رہیں گے تب بھی ہم ان کی نظروں میں ہی رہیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ، واقعی یہ بات تو میرے ذہن میں ہی نہیں رہی تھی۔ پھر پہلی پلاننگ کے تحت تمہیں یہیں رکنا ہو گا۔ ہم اسلحہ یہاں چھوڑ کر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ میں اور تنویر آگے جائیں گے۔ اس طرح وہ ہمیں چیک نہ کر سکیں گے اور ہم مزید کارروائی آسانی سے کر لیں گے پھر تمہیں کال کر کے سمت بھی بتا دیں گے تم جیپ لے کر آ

جانا"..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب نے طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ حساس اسلحے کا مسئلہ واقعی ٹیڑھا تھا۔ وہ اسے یہاں چھوڑ کر بھی نہ جا سکتے تھے اور ساتھ بھی نہ لے جا سکتے تھے۔ تنویر نے جیپ میں سوار ہو کر ایک بیگ میں سے ایک مشین گن اور میگزین نکالے اور پھر جیپ سے باہر آ گیا۔

"ریڈ کاشن بھی آن رکھنا"...... عمران نے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ تنویر اس کے پیچھے تھا جبکہ باقی ساتھی ہونٹ بھینچے خاموش کھڑے انہیں جاتا دیکھ رہے تھے۔

s4sheikh@gmail.com

s4sheikh@gmail.com

کومب کی ایک چھوٹی سی عمارت کے کمرے میں ہنری میز کے پیچھے موجود کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی جس پر ایک چھوٹی سی سکرین موجود تھی اور مشین پر موجود کئی چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بلب جل رہے تھے۔ سکرین آف تھی جبکہ ہنری خاموش بیٹھا سکرین کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین ہو کہ ابھی سکرین روشن ہو گی اور اسے کوئی دلچسپ منظر دیکھنے کو ملے گا۔ مشین کے ساتھ ہی ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا۔ ہنری نے یہاں پہنچتے ہی یہ عمارت حاصل کر لی تھی۔ یہ مشین وہ اپنے ساتھ ہی لے آیا تھا۔ اس کے سیکشن کے چھ افراد اس سے پہلے یہاں پہنچ چکے تھے جبکہ ہنری سیکشن ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچا تھا۔ اسمتھ نے اسے رپورٹ دیتے ہوئے بتایا تھا کہ انہوں

نے اس چھوٹے سے قصبے کو آتے ہی اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ یہاں وہ گروپ نہیں پہنچا اور نہ ہی موجود ہے جس پر ہنری نے اسمتھ کو ہیلی کاپٹر دے کر ہدایت کی تھی کہ وہ بلیک سینڈز کی سائیڈ پر جائے اور صحرا میں چیکنگ کرے۔

ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ صحرائی پٹی کے اندر سے ہوتے ہوئے کومب پہنچیں تاکہ چیکنگ سے بچ سکیں اور اگر یہ لوگ یا ان کی جیپ اسے نظر آئے تو وہ نہ صرف ٹرانسمیٹر پر اسے اطلاع دے بلکہ اس جیپ پر سٹار ریز فائر کر دے تاکہ ہنری بھی اس مشین کی سکرین پر اس جیپ کو ساتھ ساتھ چیک کر سکے اور دوسرے ماتحتوں کو ان کے روٹ کو دیکھ کر ہدایات دیتا رہے۔ اس وقت ہنری اس لئے اس سکرین کو مسلسل دیکھ رہا تھا کہ اسے کسی بھی وقت اس کے آن ہونے کا مکمل یقین تھا۔ وہ چونکہ ریڈ ٹیجنسی سے متعلق تھا اس لئے ایسی مشینری استعمال کر رہا تھا کیونکہ ریڈ ایجنسی مشن کے دوران جدید ترین مشینری استعمال کرنے کی عادی تھی۔ اچانک ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہو گئی تو ہنری نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ اسمتھ کالنگ۔ اوور"..... ٹرانسمیٹر سے اسمتھ کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ ہنری اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"..... ہنری نے کہا۔

"سر۔ میں واپس برڈش گیا اور پھر وہاں سے ہیلی کاپٹر پر بلیک سینڈز کی طرف بڑھتا رہا۔ بلیک سینڈز کی طوفانی ہواؤں میں ایک جیپ کو میں نے چیک کر لیا ہے۔ یہ جیپ کسی سیاحتی کمپنی کی ہے اس کے علاوہ اور کوئی جیپ اس وقت صحرا میں موجود نہیں ہے۔ اوور"..... اسمتھ نے کہا۔

"کہیں تو انہوں نے مارک نہیں کر لیا۔ اوور"..... ہنری نے کہا۔

"نہیں باس۔ میں ان سے کافی پیچھے ہوں۔ اوور"..... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس جیپ کا رخ کس طرف ہے۔ اوور"..... ہنری نے پوچھا۔

"محسوس ہوتا ہے کہ یہ جیپ برڈش کی طرف ہی بڑھ رہی ہے۔ اوور"..... اسمتھ نے کہا۔

"لیکن اگر اس جیپ میں پاکیشیائی ایجنٹ ہیں تو پھر وہ ادھر کیوں جا رہے ہیں۔ انہیں تو کومب آنا چاہئے تھا۔ انہوں نے یہاں کرنل جیکب سے ملاقات کرنی تھی۔ اوور"..... ہنری نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ کال کے مطابق تو ایسا ہی ہونا چاہئے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان شاطر لوگوں نے دھوکہ دینے کے لئے یہ سب کچھ کیا ہو۔ اوور"..... اسمتھ نے کہا۔

"تو تمہیں یقین ہے کہ اس جیپ میں پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔

اوور"...... ہنری نے کہا۔

"یس باس۔ یہ جیپ لانگ فیلڈ سے حاصل کی گئی ہے جہاں کا رخ یہ لوگ کر رہے تھے اور اب یہ بلیک سینڈز کی طوفانی ہواؤں سے گزرتے ہوئے برڈش نخلستان کی طرف بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ اوور"... اسمتھ نے کہا۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم لوگ دھوکہ کھا گئے ہیں۔ یہ کومب آنے کی بجائے براہ راست برڈش پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اوور"...... ہنری نے کہا۔

"یس باس۔ لگتا ایسا ہی ہے۔ اوور"...... اسمتھ نے کہا۔

"تم اس جیپ پر ریڈ سٹار فائر کر سکتے ہو۔ اوور"...... ہنری نے کہا۔

"نہیں باس۔ طوفانی ہواؤں کی وجہ سے ریڈ سٹار فائر نہیں ہو سکتا۔ اوور"... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس قدر طوفانی ہواؤں میں جیپ کیسے چل رہی ہے۔ اوور"...... ہنری کے لہجے میں حیرت تھی۔

"باس۔ جیپ بلیک سینڈز کی سائیڈ میں چل رہی ہے سنٹر میں نہیں اور یہاں طوفانی ہوائیں تو ہیں لیکن اس قدر زوردار نہیں ہیں کہ اس بڑی جیپ کو ہی الٹا دیں۔ اوور"...... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی یہ برڈش سے کتنے فاصلے پر ہیں۔ اوور"...... ہنری نے کہا۔

"اگر یہ اسی رفتار سے چلتے رہے تو چار پانچ گھنٹے لگ جائیں گے۔ اوور"...... اسمتھ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ہیلی کاپٹر پر واپس آجاؤ۔ میں اس دوران کرنل جیکب سے بات کرتا ہوں۔ ہمیں اب ہیلی کاپٹر پر براہ راست برڈش پہنچنا ہوگا۔ اوور اینڈ آل"...... ہنری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر ایک طرف موجود فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ برڈش سنٹر سے آسکر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں ریڈ ایجنسی کے اے سیکشن کا چیف ہنری بول رہا ہوں۔ کرنل جیکب سے بات کراؤ"...... ہنری نے تحکمانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"سوری سر۔ وہ اس وقت باہر راؤنڈ پر ہیں۔ دو گھنٹے بعد واپس آئیں گے۔ پھر ہی بات ہو سکے گی۔ اگر آپ نے کوئی پیغام دینا ہو تو مجھے دے دیں۔ پیغام انہیں پہنچ جائے گا"...... دوسری طرف سے آسکر نے کہا۔

"تم ان کے اسسٹنٹ ہو کیا"...... ہنری نے پوچھا۔

"میں مشین انچارج ہوں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ پھر کرنل جیکب کو بتا دینا کہ میں اپنے ساتھیوں سمیت

ہیلی کاپٹر پر برذش بھیج رہا ہوں۔ کیونکہ کسی بھی لمحے برذش پر حملہ ہو سکتا ہے اور ہم نے اس حملے کو روکنا ہے"...... ہنری نے کہا۔

"سوری سر۔ آپ کا ہیلی کاپٹر برذش کی حدود میں داخل ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہاں کے حفاظتی انتظامات ایسے ہیں کہ ہیلی کاپٹر فضا میں موجود مخصوص ریز کی وجہ سے فضا میں ہی جل کر راکھ ہو جائے گا اور جہاں تک حملے کا تعلق ہے ہمیں اس کے بارے میں معلوم ہے اور ہم خود ہی اس سے نمٹ لیں گے"...... آسکر کی آواز سنائی دی۔

"سنو۔ تمہارا تعلق صرف ایکریمین آرمی سے ہے جبکہ میں ریڈ ایجنسی کا سیکشن چیف ہوں اور ہم نے ایکریمیا کی اہم ترین لیبارٹری کو بچانا ہے۔ اس لئے میں تمہیں حکم دے رہا ہوں کہ تم تمام حفاظتی انتظامات ختم کرا دو۔ اگر ہمیں کچھ ہوا تو تم بے موت مارے جاؤ گے"۔ ہنری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ آپ آ جائیں۔ میں آپ کے آنے تک تمام انتظامات آف کر دیتا ہوں"...... اس بار دوسری طرف سے آسکر کی سہمی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"اوکے۔ سنو میرا وعدہ کہ میں اعلیٰ حکام سے سفارش کر کے تمہارے عہدے میں ترقی کرا دوں گا"...... ہنری نے کہا۔

"تھینک یو سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ہنری نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں تک وہ خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"جیگر بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیگر۔ باقی ساتھیوں کو کہہ دو کہ وہ برذش جانے کے لئے تیار رہیں۔ اسمتھ ہیلی کاپٹر لے کر آ رہا ہے۔ ہم نے اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں پہنچنا ہے اور اپنے ساتھ صرف اسلحہ لے جانا ہے۔ باقی سامان نہیں۔ جب تم مشن مکمل کر کے ہم یہاں واپس آئیں گے اور پھر سامان لے کر واپس ونگٹن جائیں گے"...... ہنری نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جیگر نے جواب دیا۔

"جب اسمتھ آ جائے تو مجھے فوراً اطلاع دینا"...... ہنری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کرنل جیک ریڈ ایجنسی کا آدمی نہیں ہے۔ اس لئے وہ ان کیشیائی ایجنٹوں کا مقابلہ نہ کر سکے گا اس لئے وہاں ہماری موجودگی ضروری ہے"۔ ہنری نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر دیوار میں نصب ایک الماری کھولی اور اس میں سے شراب کی ایک بوتل اور گلاس اٹھا کر وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے گلاس میں شراب انڈیلی اور پھر گھونٹ گھونٹ شراب پینے میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور اسمتھ اندر داخل ہوا۔ اسمتھ نے سلام کیا۔

"تم پہنچ گئے"...... ہنری نے چونک کر کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی پہنچا ہوں"...... اسمتھ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہم نے یہاں کی بجائے برذش میں زیرو

جمانا ہے اور وہاں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کرنا ہے"۔۔۔ ہنری نے کہا۔

"لیکن وہاں تو ایکریمین فوج کے آدمی موجود ہیں باس۔ اور یقیناً انہوں نے وہاں خاصے سخت انتظامات کر رکھے ہوں گے"۔۔۔ اسمتھ نے جواب دیا۔

"میری وہاں مشین روم کے انچارج آسکر سے بات ہوئی ہے کیونکہ انچارج کرنل جیکب راؤنڈ پر تھا۔ میں نے اسے بتا دیا ہے کہ ہم ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ رہے ہیں اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ ہمارے لئے تمام انتظامات آف کر دے گا"۔۔۔ ہنری نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ تمام ساتھی تیار ہیں۔ آپ آ جائیں"۔۔۔ اسمتھ نے جواب دیا۔

"اوکے تم چلو۔ میں اس کمرے کو لاک کر کے آ رہا ہوں"۔۔۔ ہنری نے کہا تو اسمتھ سلام کر کے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہنری ہیلی کاپٹر میں سوار بروڈش کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پاس سیٹ پر اسمتھ تھا جبکہ عقبی سیٹوں پر اس کے چار ساتھی موجود تھے۔ ان سب کے پاس مشین گنیں اور ان کے میگزین موجود تھے اور تقریباً ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد وہ بروڈش نخلستان میں بنی ہوئی عمارت کے سامنے ہموار زمین پر اتر گئے۔ جب ہنری اور اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر سے باہر آئے تو وہاں دس کے قریب ایکریمین مسلح فوجی موجود تھے۔ ان کے سامنے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی

کرنل کی یونیفارم میں موجود تھا۔

"میرا نام کرنل جیکب ہے اور میں یہاں کا انچارج ہوں"۔۔۔ اس کرنل نے کہا۔

"میں ہنری ہوں چیف آف اے سیکشن ریڈ ایجنسی اور یہ میرے ساتھی ہیں"۔۔۔ ہنری نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"مجھے مشین روم کے انچارج آسکر نے بتا دیا تھا اور میں نے ہی سے انتظامات آف کرنے کا حکم دیا تھا ورنہ آپ کا ہیلی کاپٹر صحیح سلامت یہاں تک نہ پہنچ سکتا لیکن آپ کی یہاں آمد کی وجہ میں نہیں سمجھ سکا"۔۔۔ کرنل جیکب کے لہجے میں ہلکا سا غصہ موجود تھا۔

"کرنل جیکب۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہم نے ہیلی کاپٹر کے ذریعے چیک کیا ہے وہ بلیک سینڈز کی سائیڈ سے ایک سیاحتی کمپنی کی جیپ کے ذریعے یہاں پہنچ رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے ایک لاکھ ڈالرز لے کر انہیں کوسب سے یہاں پہنچانے کا وعدہ کیا تھا اور ہم اسی لئے کوسب میں موجود تھے لیکن یہ لوگ حد درجہ شاطر ہیں۔ انہوں نے سیاحتی جیپ کے ذریعے بلیک سینڈز سے یہاں بروڈش پہنچنے کی منصوبہ بندی کر لی۔ ہم نے ہیلی کاپٹر کی مدد سے انہیں چیک کیا ہے اور اسی وجہ سے ہمیں یہاں آنا پڑا اور سنو اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو گے تو تمہاری ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے ہونے والی ڈیل کے بارے میں تمہارے اعلیٰ حکام کو کوئی رپورٹ نہیں کی جائے گی ورنہ تم جانتے ہو کہ تمہارا کیا حشر ہو سکتا ہے"۔۔۔ ہنری نے کہا۔

"میں نے یہ ڈیل بھی انہیں دھوکہ دینے کے لئے کی تھی تاکہ وہ مطمئن ہو کر کولمب سے یہاں آنے کا فیصلہ کریں ورنہ میرا ارادہ انہیں یہاں پہنچنے سے پہلے راستے میں ہی ختم کر دینے کا تھا۔ اس کے باوجود میں آپ سے مکمل تعاون کروں گا کیونکہ بہرحال آپ ایکریمیا کی اہم سرکاری ایجنسی کے سیکشن چیف ہیں۔ جہاں تک پاکیشیائی ایجنٹوں کا جیپ میں یہاں آنے کا تعلق ہے تو ہماری مشینری نے بھی انہیں چیک کر لیا تھا اور میں اپنے ساتھیوں سمیت سرحدی جنگل میں پہنچ گیا تھا تاکہ ان کی جیپ پر میزائل فائر کر کے ان کا خاتمہ کر دیا جائے لیکن پھر مجھے مشین روم انچارج آسکر کی طرف سے اطلاع ملی کہ ان کی جیپ یا تو خراب ہو گئی ہے یا اس کا فیول ختم ہو گیا ہے اس نے وہ یہاں سے تقریباً پندرہ میل کے فاصلے پر رک گئی ہے اور وہ لوگ بھی وہیں موجود ہیں۔ میں اس لئے یہاں آپ کے استقبال کے لئے آ گیا کہ وہ اگر پیدل چل کر یہاں آئیں گے تو انہیں یہاں پہنچنے میں کئی گھنٹے لگ جائیں گے۔ اب آپ آ گئے ہیں اب آپ یہاں کا کنٹرول سنبھال لیں گے اور ہم آپ کی ہدایات پر عمل کریں گے۔"۔ کرنل جیکب نے کہا۔

"شکریہ۔ کیا آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ جیپ کے پاس کتنے آدمی موجود ہیں اور جیپ کہاں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ بلیک سینڈز کی طوفانی ہواؤں میں ہی رکی ہوئی ہے یا کسی اور جگہ پر ہے"۔ ہنری نے کہا۔

"میں نے آپ کے آنے سے پہلے مشین انچارج آسکر سے معلوم کیا ہے۔ جیپ بلیک سینڈز ایریا سے نکل کر صاف علاقے میں رکی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ دو عورتیں اور دو مرد موجود ہیں"۔ کرنل جیکب نے جواب دیا۔

"لیکن یہ گروپ تو چار مردوں اور دو عورتوں پر مشتمل ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ڈاج دینے کے لئے چار افراد جیپ کے پاس رک گئے ہیں جبکہ دو آدمی یہاں پہنچ رہے ہیں"۔۔۔ ہنری نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ایسا ہی ہو گا لیکن دو آدمی جیسے ہی پروٹیکٹڈ ایریا میں داخل ہوں گے ریز کا شکار ہو کر بے ہوش ہو جائیں گے۔ یہاں ہم نے ہر طرف انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں"۔ کرنل جیکب نے جواب دیا۔

"گڈ۔ لیکن جیپ کس سائیڈ پر رکی ہوئی ہے۔ ہمیں اس طرف لے چلو تاکہ ہم انہیں ساتھ ساتھ چیک کرتے رہیں۔ وہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ اس لئے ان کی ساتھ ساتھ چیکنگ بے حد ضروری ہے"۔۔۔۔ ہنری نے کہا۔

"آیئے"۔۔۔۔ کرنل جیکب نے کہا اور پھر اس نے اپنے آدمیوں کو وہیں رکنے کا کہا اور خود وہ شمالی سمت کی طرف چل پڑا۔ ہنری نے اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر ہنری اور اس کے پانچ ساتھی کرنل جیکب کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔

تھوڑی دیر بعد وہ درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں پہنچ گئے۔

"وہ لوگ جہاں موجود ہیں اور جہاں سے چل کر یہاں پہنچیں گے وہ اس جھنڈ کے بعد کا علاقہ ہے۔ اس جھنڈ کو بلیک فاریسٹ کہا جاتا ہے"...... کرنل جیکب نے کہا۔

"آپ نے یہاں کیا انتظامات کئے ہوئے ہیں"...... ہنری نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"آخری درختوں میں سے چار درختوں پر بے ہوش کر دینے والی ریز فائر کرنے والے آلات موجود ہیں جو سنسر کی مدد سے کام کرتے ہیں۔ جیسے ہی کوئی جاندار اس پورے سرحدی علاقے میں پھیلے ہوئے سنسر کو کراس کرے گا تو یہ ریز اس پر خود بخود فائر ہو جائیں گی"...... کرنل جیکب نے ہاتھ کے اشارے سے درختوں پر نصب کئے گئے آلات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ یہ واقعی بہترین اور کامیاب انتظامات ہیں لیکن ہمیں پھر بھی ان کو چیک تو کرنا ہے"...... ہنری نے کہا اور پھر وہ اپنے پیچھے کھڑے اسمتھ کی طرف مڑ گیا۔

"اسمتھ۔ تم ہیلی کاپٹر لے کر جاؤ اور اس جیپ کو بھی چیک کرو اور ان آدمیوں کو بھی۔ لیکن بلندی اتنی رکھنا ہے کہ نیچے سے تم پر فائرنگ نہ ہو سکے اور پھر ٹرانسمیٹر پر مجھے رپورٹ دو"...... ہنری نے اسمتھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... اسمتھ نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"تم مختلف درختوں پر چڑھ کر اس انداز میں بیٹھ جاؤ کہ صحرا کی طرف سے آنے والوں پر آسانی سے فائر کھول سکو"...... ہنری نے اپنے باقی ساتھیوں سے کہا۔

"یس باس"...... ان چاروں نے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ کر مختلف درختوں پر چڑھ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئے جبکہ اسمتھ اس طرف کو بڑھ چکا تھا جدھر ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ "آیئے ہم مشین روم میں بیٹھ کر زیادہ موثر انداز میں سب کی چیکنگ کر سکتے ہیں"...... کرنل جیکب نے کہا تو ہنری نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں مڑ کر اس طرف کو بڑھتے چلے گئے جہاں مشین روم تھا۔

s4sheikh@gmail.com

بلیو ہاکس لیبارٹری کا سیکورٹی چیف آرنلڈ اپنے آفس میں بیٹھا کونے میں موجود ایک مشین کی سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھے سکرین پر خوفناک طوفانی ہواؤں کے جھکڑ چلتے دکھائی دے رہے تھے جبکہ ان جھکڑوں میں ایک جیپ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آگے بڑھی چلی آ رہی تھی۔ اس جیپ کا رخ بردش نخلستان کی طرف تھا۔ طوفانی ہواؤں کی وجہ سے جیپ کے اندر موجود افراد سکرین پر نظر نہ آ رہے تھے۔ البتہ کبھی کبھی جیپ پر لکھے ہوئے الفاظ کی جھلک نظر آ جاتی تھی اور ان الفاظ کے مطابق یہ جیپ کسی سیاحتی کمپنی کی تھی لیکن آرنلڈ اس بات پر حیران تھا کہ سیاحوں کو بلیک سینڈز میں سفر کرنے اور اس طرف سے بردش نخلستان آنے کی کیا ضرورت تھی۔ بردش نخلستان تک پہنچنے کے لئے اور کئی ایسے راستے تھے جہاں سے وہ

اطمینان سے سفر کر کے پہنچ سکتے تھے۔ ساتھ ہی یہ بات بھی اسے معلوم تھی کہ تمام سیاحتی کمپنیوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ بردش نخلستان پر ایکریمین فوج کا قبضہ ہے اور یہ سیاحوں سمیت ہر غیر فوجی کے لئے ممنوعہ علاقہ ہے۔ اس لئے لازماً سیاحتی کمپنی کا ڈرائیور یا گائیڈ ان سیاحوں کو اس انداز میں بردش نہیں لے آ سکتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ مسلسل یہ سوچ رہا تھا کہ آخر یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں۔ ایک بار اسے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خیال آیا لیکن پھر اس نے یہ خیال ترک کر دیا کیونکہ پاکیشیائیوں کے بارے میں اسے اطلاع مل چکی تھی کہ کرنل جیکب نے ان سے کومب میں ملاقات کر کے ایک لاکھ ڈالر دینے ہیں اور پھر انہیں بردش لے آنا ہے۔ لیکن اسے اس بات کی فکر نہ تھی کہ اگر ایسا ہو بھی گیا تو بلیو ہاکس لیبارٹری کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا کیونکہ لیبارٹری کو وہی اندر سے اوپن کر سکتا تھا۔ باہر سے یہ کسی صورت بھی اوپن نہیں ہو سکتی تھی۔ اچانک وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ جیپ کا رخ مڑ رہا تھا اور وہ طوفانی ہواؤں سے باہر کی طرف نکل رہی تھی اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے جیپ بلیک سینڈز سے باہر نکل گئی اور پھر عام سے صحرا میں دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی جبکہ سیٹلائٹ کی مدد سے وہ انتہائی ایڈوانس مشینری سے چیک کر رہا تھا اس لئے جیپ اسے سکرین پر بڑی واضح طور پر نظر آ رہی تھی۔ جیپ نہ صرف بند تھی بلکہ سیلڈ تھی اور پھر دوڑتے دوڑتے جیپ اچانک رک گئی تو آرنلڈ ایک بار پھر

چونک پڑا۔ چند لمحوں بعد جیپ کے دروازے کھلے اور پھر اس میں سے مرد اور عورتیں باہر نکلنے لگیں۔ چار مردوں اور دو عورتوں کا گروپ تھا جو سب کے سب ایکریمین تھے۔ ان کا انداز بتا رہا تھا کہ جیپ کا فیول ختم ہو گیا ہے یا خراب ہو گئی ہے۔ پھر ان میں سے دو مرد آگے بڑھنے لگے جبکہ باقی دو مرد اور دو عورتیں وہیں جیپ کے ساتھ ہی رکے ہوئے تھے۔ آرنلڈ نے اپنے سامنے موجود ایک سوئچ پینل پر ایک بٹن پریس کر دیا تو سکرین پر منظر بدل گیا۔ اب سکرین پر دونوں مرد ہی نظر آ رہے تھے جو صحرا میں آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ لیکن ان کا آگے بڑھنے کا انداز دیکھ کر آرنلڈ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ دونوں اس طرح ٹیلوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھ رہے تھے جیسے کسی دیکھنے والے کی نظروں سے چھپ کر کسی جگہ پہنچنا چاہتے ہوں اور اس کے ساتھ ہی آرنلڈ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آیا کہ یہ عام سیاح نہیں ہیں بلکہ تربیت یافتہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں کیونکہ عام سیاح اس انداز میں ٹیلوں کی اوٹ لے کر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ابھی وہ بیٹھا انہیں دیکھ رہا تھا کہ اچانک سکرین پر ایک ہیلی کاپٹر نظر آنے لگ گیا۔ دونوں آدمی ٹیلوں کی اوٹ سے اس ہیلی کاپٹر کو دیکھ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر خاصی بلندی پر تھا لیکن آرنلڈ نے اپنے سامنے موجود سوئچ پینل پر موجود ایک ناب کو گھمایا تو سکرین پر آسمان کا منظر کلوز ہونے لگ گیا اور چند لمحوں بعد سکرین پر ہیلی کاپٹر بھی نظر آنے لگا اور اس کے ساتھ ہی آرنلڈ ایک بار پھر اچھل پڑا۔

کیونکہ ہیلی کاپٹر پر واضح طور پر اے سیکشن ریڈ ایجنسی کے الفاظ نمایاں طور پر لکھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہنری اپنے سیکشن سمیت برائٹس نخلستان پہنچ چکا ہے اور اس نے یہاں کا چارج سنبھال لیا ہے"...... آرنلڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر یکلخت ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اگر یہ پاکیشیائی ایجنٹ اے سیکشن کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتے ہیں تو پھر ریڈ ایجنسی میں اے سیکشن کو ٹاپ سیکشن پر ہمیشہ کے لئے فوقیت حاصل ہو جائے گی۔ ویری بیڈ"...... آرنلڈ نے کہا اور اسی لمحے اس نے ایک فیصلہ کیا اور پھر تیزی سے سوئچ پینل پر مختلف بٹنوں کو پریس کر کے اس نے بیک وقت دو نابوں کو گھمانا شروع کر دیا۔ پھر اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ آرنلڈ کالنگ۔ اوور"...... آرنلڈ نے تیز اور تحکمانہ انداز میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ جیکسن اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میں نے سکرین پر ٹارگٹ سپیشل فکس کیا ہے۔ کیا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اوور"...... آرنلڈ نے کہا۔

"یس چیف۔ ایک جیپ کے ساتھ دو عورتیں اور دو مرد موجود

ہیں اور ان سے ہٹ کر ٹیلوں کے پیچھے دو مرد نظر آ رہے ہیں۔ اور آسمان پر ایک ہیلی کاپٹر بھی موجود ہے۔ اوور"...... جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹارگٹ ہٹ کر دو اور سپیشل وے کھول کر ان سب مردوں اور عورتوں کو اس جیپ سمیت سپیشل وے میں پہنچا کر قید کر دو۔ اگر یہ ہیلی کاپٹر اس دوران موجود ہو تو اس پر میزائل فائر کر کے اس کو فضا میں ہی تباہ کر دو۔ یہ کام جس قدر تیزی اور پھرتی سے ہو سکے مکمل کرو۔ کیونکہ یہ ہیلی کاپٹر اے سیکشن کا ہے اور اے سیکشن کے افراد ان لوگوں کو ختم کر کے ٹاپ سیکشن پر برتری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اوور"...... آرنلڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"چیف۔ ان کا وہیں صحرا میں ہی خاتمہ نہ کر دیا جائے۔ اوور"...... جیکسن نے کہا۔

"تم نانسنس، احمق۔ بے وقوف آدمی ہو۔ تمہارا مطلب ہے کہ شکار ہم کھیلیں اور انہیں اٹھا کر اے سیکشن والے لے جائیں اور اسے اپنا کارنامہ بنا کر حکومت کے سامنے رکھ دیں۔ نانسنس۔ اوور"...... آرنلڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"آئی ایم سوری چیف۔ اب میں ساری بات سمجھ گیا ہوں۔ اوور"...... جیکسن نے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فوری حرکت میں آ جاؤ۔ اس سے پہلے کہ اے سیکشن جو بردش نخلستان میں موجود ہے حرکت میں آ کر ہم سے پہلے بازی لے جائے۔

اور کام مکمل کر کے مجھے فوری اطلاع دو اور سنو۔ یہ سارا کام اس انداز میں مکمل کرو کہ اے سیکشن کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکے کہ یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ اوور"...... آرنلڈ نے تیز لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور"...... جیکسن نے جواب دیا۔

"سب کام سرانجام دے کر مجھے دوبارہ کال کرو۔ لیکن ٹرانسمیٹر کال۔ اوور"...... آرنلڈ نے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور آرنلڈ نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں دوبارہ سکرین پر جم گئیں لیکن چند لمحوں بعد ہی سکرین ایک جھماکے سے آف ہو گئی تو آرنلڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ جیکسن نے سپیشل وے کھول دیا ہے کیونکہ سپیشل وے کھلتے ہی سیٹلائٹ رابطہ خود بخود ختم ہو جاتا تھا اور سکرین آف ہو جاتی تھی۔ اب وہ بے چین بیٹھا انتظار کر رہا تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید ترین انتظار کے بعد ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ جیکسن کالنگ۔ اوور"...... رابطہ ہوتے ہی جیکسن کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... آرنلڈ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ جیپ اور اس کے ساتھ موجود دو عورتیں اور دو مردوں کو بے ہوش کر کے جیپ سمیت سیکورٹی ونگ میں پہنچا دیا گیا ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور ان دو مردوں کا کیا ہوا جو ٹیلوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ اوور"...... آرنلڈ نے چیخ کر پوچھا۔

"ہم نے انہیں بے حد تلاش کیا ہے چیف۔ لیکن وہ شاید اے سیکشن کے ہاتھ لگ چکے ہیں۔ وہ صحرا میں کہیں موجود نہیں ہیں البتہ جہاں وہ پہلے موجود تھے وہاں ہم نے ریت کے ٹیلے کے ساتھ اے سیکشن کے ہیلی کاپٹر کو اترتے اور دوبارہ اوپر کو اٹھتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ اس ہیلی کاپٹر کو ہم نشانے پر لیتے وہ اوپر کو اٹھ کر بروشن نخلستان کی طرف چلا گیا اور پھر وہاں جا کر اتر گیا۔ اوور"...... جیکسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں افراد اے سیکشن کے ہاتھ لگ چکے ہیں۔ اوور"...... آرنلڈ نے کہا۔

"یس چیف۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ اوور"...... جیکسن نے جواب دیا۔

"تم نے سپیشل وے آف کر دیا ہے یا نہیں۔ اوور"...... آرنلڈ نے پوچھا۔

"کر دیا ہے۔ اوور"...... جیکسن نے جواب دیا۔

"ان چاروں کو مسلسل بے ہوش رکھو اور ساتھ ہی انہیں کرسیوں کے ساتھ جکڑ دو۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں اوور"...... آرنلڈ نے کہا۔

"یس چیف۔ لیکن کب تک۔ اوور"...... جیکسن نے پوچھا۔

"جب تک میں اے سیکشن سے ان دو پاکیشیائی ایجنٹوں حاصل نہ کر لوں۔ اوور"...... آرنلڈ نے جواب دیا۔

"لیکن چیف۔ وہ تو انہیں فوری طور پر ہلاک کر دیں گے۔ اوور"...... جیکسن نے کہا۔

"نہیں۔ جب تک وہ ان سے ان کے باقی ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ کر لیں وہ انہیں ہلاک نہیں کریں گے کیونکہ وہ حکومت اور ریڈ ایجنسی کے چیف کو ادھوری کامیابی کی رپورٹ نہیں دے سکتے اور یہی صورتحال ہماری ہے۔ ہم بھی جب تک ان دونوں کو حاصل نہ کر لیں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ لوگ ہمارے لئے خطرہ بن گئے تھے اور کرنل جیکب اور اے سیکشن ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا تھا اس لئے مجبوراً ہمیں خود کارروائی کرنا پڑی۔ اوور"...... آرنلڈ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے چیف کہ جب تک وہ دونوں ہمارے ہاتھ نہ لگ جائیں ہم نے انہیں زندہ رکھنا ہے۔ اوور"...... جیکسن نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ انہیں وہاں سے اس انداز میں

حاصل کیا جائے کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ ہم نے ایسا کیا ہے۔ اوور"...... آرنلڈ نے کہا۔

"چیف۔ یہ تو بڑا آسان کام ہے۔ ہم لیبارٹری کا راستہ کھول کر بوڈش میں داخل ہو جاتے ہیں اور وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا کر وہاں عمارت میں موجود سب افراد کو بے ہوش کر دیں گے۔ پھر ان دونوں کو اٹھا کر اندر لے آئیں گے اور اس کے بعد راستہ بند کر دیں گے۔ وہ یہی سمجھیں گے کہ ان کے ساتھی انہیں چھڑا کر لے گئے ہیں۔ اوور"...... جیکسن نے کہا۔

"نہیں۔ جب ہم حکومت کو ان کے بارے میں بتائیں گے کہ ہم نے انہیں ہلاک کیا ہے تو پھر ساری بات سامنے آ جائے گی۔ ہمیں ایک دو روز انتظار کرنا ہوگا تاکہ وہ ان کے ساتھیوں کو تلاش کر کے تھک جائیں پھر دیکھیں گے کہ کیا ہو سکتا ہے۔ تم بہرحال اس دوران ان چاروں کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا کر مسلسل بے ہوش رکھو۔ اوور"...... آرنلڈ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور"...... جیکسن نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"...... آرنلڈ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کی پیشانی پر پریشانی اور تردد کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ صورتحال اس کے نقطہ نظر سے خاصی پریشان کن ہو گئی تھی۔ حکومت نے اسے سختی سے منع کیا ہوا تھا کہ وہ باہر کے معاملات میں دخل نہ دے

ورنہ اس کا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن اگر وہ ان دو مردوں کو جو اے سیکشن کے ہاتھ لگے تھے حاصل کر لیتا تب ہی حکومت کو باور کرایا جا سکتا تھا کہ اس نے اے سیکشن اور کرنل جیکب کی ناکامی کے بعد کارروائی کی ہے تاکہ لیبارٹری کا تحفظ کیا جا سکے۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ وہ فون پر اے سیکشن کے انچارج ہنری یا کرنل جیکب سے رابطہ کرے لیکن پھر اس نے یہ سوچ کر ارادہ بدل دیا کہ اس طرح انہیں معلوم ہو جائے گا کہ باقی افراد کو غائب کرنے کی کارروائی اس نے کی ہے۔ اس لئے اس نے اس وقت تک خاموش رہنے کا فیصلہ کیا جب تک کرنل جیکب یا ہنری خود اس سے رابطہ نہیں کرتے یا صورتحال میں اس کے مطلب کی کوئی تبدیلی نہیں آ جاتی۔ اسے ان چار افراد کے بارے میں کوئی فکر نہ تھی کیونکہ اس نے سیکورٹی ونگ میں انہیں مسلسل بے ہوش رکھنا تھا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا ذہن بیدار ہوتا چلا گیا۔ اس نے چونک کر اٹھنا چاہا لیکن اس کا جسم کسمسا کر رہ گیا۔ وہ ایک نیم تاریک کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے بندھے ہوئے تھے اور اس کے پورے جسم کو رسی کی مدد سے کرسی پر باندھا گیا تھا۔ اس نے نظریں گھمائیں تو ساتھ ہی کرسی پر تنویر اسی حالت میں بندھا ہوا بیٹھا نظر آیا لیکن اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی۔ عمران کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے تمام واقعات فلمی مناظر کی طرح گھوم گئے۔ وہ دونوں اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر ٹیلوں کی اوٹ لیتے ہوئے بردش نخلستان کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے کہ انہوں نے آسمان پر ایک ہیلی کاپٹر دیکھا۔ وہ کافی بلندی پر تھا اور اس کی پرواز سے ہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ ان

کی چیکنگ کے لئے ادھر آیا ہے۔

"یہ برا ہوا۔ یہ ہیلی کاپٹر جیپ اور دوسرے ساتھیوں کو بھی مارک کر لے گا"...... عمران نے سوچا تھا لیکن ظاہر ہے اب وہ اس ہیلی کاپٹر کی موجودگی میں مزید آگے نہ بڑھ سکتے تھے اور نہ ہی واپس جیپ کی طرف جا سکتے تھے۔ اس لئے وہ انتظار میں رہے کہ ہیلی کاپٹر ادھر ادھر ہو تو وہ آگے بڑھ سکیں۔ لیکن ہیلی کاپٹر وہیں منڈلاتا رہا۔ پھر اچانک ہیلی کاپٹر ان سے کافی فاصلے پر نیچے اترنے لگ گیا۔ عمران اور تنویر دونوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیں گے لیکن ہیلی کاپٹر خاصا نیچے ہونے کے بعد بجلی کی سی تیزی سے ان کی طرف بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے ہیلی کاپٹر سے دودھیا رنگ کی گیس کے بادل سے فضا میں پھیلتے چلے گئے۔ عمران نے لاشعوری طور پر اپنی سانس روکنے کی کوشش کی لیکن گیس شاید انتہائی طاقتور تھی۔ اس لئے دوسرے لمحے اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اور اب اسے یہاں اس کمرے میں ہوش آیا تھا۔

"ہمارے ساتھی کہاں ہیں۔ انہیں کہاں رکھا گیا ہے"۔ عمران کے ذہن میں خیال آیا اور وہ چونک پڑا۔ اسی لمحے اسے تنویر کے جسم میں بھی حرکت کے آثار نمودار ہوتے محسوس ہوئے اور چند لمحوں بعد تنویر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ ہم کہاں ہیں"...... تنویر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم دشمنوں کی قید میں ہیں اور نجانے ہمارے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہوا۔ ورنہ یقیناً وہ بھی ہمارے ساتھ ہی ہوتے"...... عمران نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"لیکن ان لوگوں نے ہمیں زندہ کیوں رکھا ہوا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"اس لئے کہ ہم انہیں مردہ بنا سکیں"...... عمران نے اس حالت میں بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تمہاری بات ٹھیک ہے۔ ہم واقعی انہیں مردہ بنانا ہے"۔ تنویر نے چونک کر کہا۔

"فی الحال تو انہوں نے ہمیں زندہ مردہ بنا رکھا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ وہ اس دوران مسلسل اپنے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا لیکن گانٹھ اور رسی اس انداز میں باندھی گئی تھی کہ کسی طرح کھل ہی نہ رہی تھی۔ ابھی عمران اس کام میں مشغول تھا کہ یکلخت کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ چونک پڑا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور چار آدمی ایک دوسرے کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ سب سے آگے آنے والے نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے دوسرا آدمی ملٹری یونیفارم میں تھا اور اس کے کاندھے پر موجود سٹارز بتا رہے تھے کہ وہ کرنل ہے جبکہ اس کے پیچھے دو آدمی کوٹ پتلون میں تھے اور ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔ سوٹ والا اور کرنل ان دونوں کے سامنے موجود

کرسیوں پر آکر بیٹھ گئے جبکہ دونوں مسلح افراد ان کے عقب میں بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہو گئے۔

"تم میں سے عمران کون ہے"...... سوٹ والے نے عمران اور تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مہذب لوگوں کی طرح پہلے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراؤ اور پھر ہمارا تعارف پوچھو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ، تو تم ہو مشہور زمانہ سیکرٹ ایجنٹ عمران۔ تمہارا ان حالات میں رویہ بتا رہا ہے کہ تم ہی عمران ہو۔ بہرحال میرا نام ہنری ہے اور میں ریڈ ایجنسی کے اے سیکشن کا چیف ہوں۔ یہ یہاں کا سیکورٹی انچارج کرنل جیکب ہے اور عقب میں موجود دو آدمی میرے ماتحت ہیں"...... سوٹ والے نے تفصیل سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یہاں کا سیکورٹی چیف۔ کیا مطلب۔ کیا اس کمرے کا علیحدہ سیکورٹی چیف ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم برڈش نخلستان میں ہو اور کرنل جیکب یہاں کا سیکورٹی چیف ہے"...... ہنری نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے یہاں تو کرنل جیکب کی ڈیوٹی ہے پھر تم یہاں کیسے پہنچ گئے"...... عمران نے کہا۔

"تم نے ہم سب کو چکر دینے کی کوشش کی۔ تم خود اپنے ساتھیوں سمیت بلیک سینڈز کی سائیڈ سے ہو کر برڈش نخلستان میں

داخل ہونا چاہتے تھے لیکن تم نے کرنل جیکب کو وہاں سے ہٹانے کے لئے اسے کومب پہنچنے کا چکر دیا اور کرنل جیکب اگر وہاں چلا جاتا تو تم آسانی سے یہاں برڈش پر قبضہ کر لیتے لیکن تمہاری جیپ چیک کر لی گئی۔ اس لئے تمہارا یہ ٹریپ ناکام ثابت ہوا"...... ہنری نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اپنے سینے پر تمغہ لگانے کے لئے اس بے چارے کرنل جیکب کے ساتھ کھیل کھیل رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تم ہم دونوں کو لڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔ بہرحال تم یہ بتاؤ کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں۔ تم نے انہیں کہاں بھیجا ہے"...... ہنری نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"میرا ساتھی یہ ساتھ بیٹھا ہوا ہے تم کن ساتھیوں کی بات کر رہے ہو"...... عمران نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ ویسے ہنری کی بات سن کر اسے واقعی حیرت ہوئی تھی۔

"تمہارا گروپ چھ افراد پر مشتمل تھا۔ دو عورتیں اور چار مرد۔ دو عورتیں اور دو مرد جیپ کے ساتھ رک گئے تھے جبکہ تم دونوں برڈش کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس لئے ہم نے سوچا کہ اصل اہمیت تمہاری ہے اور تم پر قابو پایا جائے پھر ان چاروں کو بھی پکڑ لیا جائے گا لیکن جب تمہیں بے ہوش کر کے ہم یہاں اٹھا لائے اور پھر ہیلی

کاپٹر پر میرے ساتھی تمہارے ساتھیوں کو پکڑنے کے لئے گئے تو وہ چاروں جیپ سمیت غائب تھے۔ ہم نے پورا صحرا چھان مارا ہے نہ جیپ کہیں ملی ہے اور نہ ہی تمہارے ساتھی۔ اس کا مطلب ہے کہ تم لوگوں نے کوئی خاص پلاننگ کی ہے اور ہم وہ پلاننگ جاننا چاہتے ہیں"...... ہنری نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہمیں تو کسی پلاننگ کا علم ہی نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر ہم خود ہی انہیں تلاش کر لیں گے۔ تم تو چھٹی کرو"...... ہنری کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا اور اس نے جیب سے ایک مشین پسٹل نکال لیا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں سے بھی یکلخت سختی جھلکنے لگ گئی تھی۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ عمران اور تنویر دونوں کو گولی مارنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو چکا ہے۔ ادھر عمران ابھی تک اپنے ہاتھوں کو آزاد نہ کرا سکا تھا باقی رسیوں سے نجات تو بعد کی بات تھی۔

"رک جاؤ۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے تمہیں"...... عمران نے کہا تو ہنری بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم شاید وقت لے کر رسیاں کھولنا چاہتے ہو لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔ تمہیں کسی عام آدمی نے نہیں باندھا۔ ریڈ ایجنسی کے آدمی نے باندھا ہے اور اب آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھیوں کے بارے میں سب کچھ بتا دو۔ ورنہ"...... ہنری نے انتہائی سخت اور

پتھریلے لہجے میں کہا۔

"ورنہ تم کیا کر لو گے چوہے کے بچے۔ خواہ مخواہ اپنی دم پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہے ہو"۔۔۔۔ اچانک تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو تنویر کی آواز اور اس کے جملے نے ہال پر ایسے اثر کیا جیسے خاموش فضا میں اچانک کوئی بم پھٹ پڑا ہو۔

"تم، تمہاری یہ جرأت"۔۔۔۔ ہنری نے یکلخت مشین پسٹل کا رخ تنویر کی طرف کرتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے جب تنویر کی کرسی یکلخت پیچھے کی طرف گری اور اس کے ساتھ ہی الٹ گئی تو ہنری اور کرنل جیکب دونوں ہی بے اختیار اچھل کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ کرسی فضا میں اڑتی ہوئی ان دونوں سے ایک دھماکے سے ٹکرائی اور وہ دونوں کرسی سمیت اپنی کرسیوں کو گراتے ہوئے اپنے عقب میں موجود دونوں مسلح افراد سمیت فرش پر جا گرے لیکن دونوں مسلح افراد قلابازیاں کھا کر اٹھے ہی تھے کہ تنویر کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح ان سے ٹکرایا اور اس نے قلابازی کھا کر سیدھا ہونے کی کوشش کی ہی تھی کہ دوسرے آدمی نے مشین گن کا فائر اس پر کھول دیا لیکن تنویر حیرت انگیز طور پر قلابازی کھانے کی بجائے فرش پر گھسٹتا ہوا ان دونوں سے جا ٹکرایا اور فائرنگ اس کے جسم کے اوپر سے گزرتی چلی گئی۔ اس دوران ہنری اور کرنل جیکب بھی اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن ہنری کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل چکا تھا جبکہ کرنل جیکب

کے ہاتھ میں پہلے سے ہی کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ کرنل جیکب نے شاید ہتھیار نہ ہونے کی وجہ سے خود ہی تنویر پر چھلانگ لگا دی تھی اور یہی وہ لمحہ تھا جب وہ ہنری کے مشین پسٹل اور ایک آدمی کی مشین گن کی فائرنگ کی زد میں بیک وقت آ گیا تھا اور کمرہ کرنل جیکب کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونجنے لگا اور کرنل جیکب کو اس طرح فائرنگ کی زد میں آتے دیکھ کر ہنری اور اس کے دونوں آدمی بے اختیار ٹھٹھک گئے اور یہی لمحہ ان تینوں کے لئے قاتل ثابت ہوا۔ تنویر ایک مشین گن پر قبضہ پہلے ہی جما چکا تھا۔ کرنل جیکب نے اس کی بجائے گولیاں کھا کر اور ہنری اور اس کے دونوں ساتھیوں نے لاشعوری طور پر ٹھٹھک کر اسے وہ لمحہ خود ہی دے دیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ پلک جھپکنے میں مشین گن کی فائرنگ اور ہنری اور اس کے دونوں ساتھیوں کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ تنویر کی فائرنگ اس قدر تواتر سے ہوئی اور اس کا بازو اس قدر تیزی سے گھوما تھا کہ علیحدہ علیحدہ ہونے کے باوجود وہ تینوں سنبھلنے سے پہلے ہی فائرنگ کی زد میں آ کر چیختے ہوئے نیچے گرے تھے۔ تنویر کی فائرنگ اسی طرح جاری رہی اور اس وقت تک اس نے ٹریگر سے انگلی نہ ہٹائی تھی جب تک کہ تینوں کے تڑپتے ہوئے جسم ساکت نہیں ہو گئے تھے۔ کرنل جیکب پہلے ہی ساکت ہو چکا تھا۔ عمران حیرت سے پلکیں جھپکاتا یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔ تنویر نے جس انداز میں جدوجہد کی تھی اس پر عمران حیران ہو رہا تھا۔ ان تینوں

کے ساکت ہوتے ہی تنویر نے چھلانگ لگائی اور تیزی سے دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن موجود تھی۔

"رک جاؤ تنویر۔ پہلے مجھے رسیوں سے نجات دلاؤ"...... عمران نے چیخ کر کہا لیکن تنویر رکنے کی بجائے دروازہ کھول کر باہر نکلتا چلا گیا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اسے تنویر کی اس جذباتیت پر دکھ ہوا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ باہر کرنل جیکب کی ماتحت فوج اور ہنری کے اے سیکشن کے باقی تربیت یافتہ افراد خاصی تعداد میں موجود ہوں گے اور تنویر اکیلا ان سب سے نہیں نمٹ سکتا تھا لیکن چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور تنویر تیزی سے اندر آگیا۔ اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا اور پھر وہ دوڑتا ہوا عمران کی کرسی کے عقب میں آیا اور چند لمحوں بعد ہی رسیاں کھل گئیں اور تنویر نے رسیاں ہٹا دیں تو عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ ابھی تک اس کے عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ تنویر نے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ بھی کھول دی۔

"شکریہ تنویر۔ آج تمہاری جرأت نے ہمیں یقینی موت سے بچا لیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں باہر اس لئے گیا تھا تاکہ دیکھ سکوں کہ قریب کوئی آدمی تو نہیں ہے کہ ادھر میں تمہارے ہاتھ کھولوں اور ادھر کھلے دروازے سے کوئی اندر آجائے"...... تنویر نے کہا۔

"لیکن تم نے ہاتھ کیسے کھول لئے اور رسیاں بھی ہٹا لیں۔ میں تو

پوری کوشش کر لینے کے باوجود ہاتھ تک نہ کھول سکا تھا"۔ عمران نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑی ہوئی دوسری مشین گن اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میرے ہاتھوں پر موجود گانٹھ سائیڈ پر تھی۔ اس لئے میں نے اسے کھول لیا اور پھر ایک رسی کو کھینچ کھینچ کر ڈھیلا کر لیا تو میں نے کرسی اور رسی سے نجات حاصل کرنے کے لئے کرسی الٹ دی۔ اس طرح کرسی سے میں صحیح سالم باہر آگیا اور کرسی کو میں نے پیروں کی مدد سے ان پہ پھینک دیا"...... دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے تنویر نے کہا۔

"تم نے واقعی کمال کر دیا۔ میں تو ابھی تک تمہاری اس جرأت رندانہ پر حیران ہوں۔ گڈ شو"...... عمران نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور تنویر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"اب ہمیں باہر سب کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہ ضروری ہے کیونکہ ہمارے ساتھی نجانے کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ ہمیں انہیں بھی تلاش کرنا ہے"...... عمران نے دروازے کا لاک کھولتے ہوئے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

صالحہ کی آنکھیں کھلیں تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس نے نظریں گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ ایک بیڈ روم کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں ڈبل بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ وہ بے اختیار اچھل کر بیٹھ گئی۔

"تمہیں ہوش آگیا۔ کیا نام ہے تمہارا"...... بیڈ کے ساتھ کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک لمبے تڑنگے اور ورزشی جسم کے آدمی نے کہا تو صالحہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ شراب کا جام ہاتھ میں پکڑے شراب پینے میں مصروف تھا۔ سامنے چھوٹی میز پر شراب کی ایک بڑی بوتل خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس آدمی کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ صالحہ کے جسم پر جینز کی پینٹ اور شرٹ تھی جبکہ اس کی لیدر جیکٹ اس کے جسم پر موجود تھی۔

"تم۔ تم کون ہو۔ میں کہاں ہوں اور میرے ساتھی کہاں ہیں"...... صالحہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہاری ساتھی دوسری عورت میرے باس جیکسن کو پسند آگئی تھی اس لئے وہ یقیناً اس کے بیڈ روم میں ہو گی اور مجھے تم پسند آگئی ہو۔ تم ایکریمین ہو لیکن تمہارا حسن مشرقی ہے اور میں مشرق میں رہا ہوں۔ میرا نام ڈیسمز ہے۔ تم اس وقت جیوہاکس لیبارٹری کے سیکورٹی ونگ میں ہو"...... اس آدمی نے شراب کا آخری گھونٹ حلق میں اتارتے ہوئے کہا۔

"میرے باقی ساتھی کہاں ہیں"...... صالحہ نے پوچھا۔

"وہ مرد بڑے ہال میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور پڑے رہیں گے۔ تم اگر میرے ساتھ تعاون کرو گی تو فائدے میں رہو گی ورنہ میں پورے ایکریمیا میں ہڈی فکر کے نام سے مشہور ہوں"...... ڈیسمز نے شراب کا جام واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ سے میز کو اس طرح ہٹا دیا جیسے اس کے بازوؤں میں بے پناہ طاقت ہو۔

"تم کیا تعاون چاہتے ہو"...... صالحہ نے جان بوجھ کر پوچھا۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ بھی سمجھ گئی تھی کہ اسے یہاں کیوں لایا گیا اور ڈیسمز اس سے کیا چاہتا تھا۔

"تم خوبصورت اور نوجوان لڑکی ہو۔ کوئی مرد تم جیسی لڑکی سے کیا تعاون چاہے گا۔ اتنی سی بات تو تم بھی سمجھ سکتی ہو البتہ یہ بتا

دوں کہ میں مارشل آرٹ کا نہ صرف ماہر ہوں بلکہ انسٹرکٹر بھی رہا ہوں۔ اس لئے اگر تم نے کوئی مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو تمہیں اپنے ہاتھ پیر تڑوا کر بھی بہرحال تعاون تو کرنا ہی ہوگا"۔ ڈیسنز نے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون کروں گی ڈیسنز۔ تم مردانہ وجاہت کے اعلیٰ نمونے ہو۔ میں ذرا واش روم میں ہو آؤں"۔ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بیڈ سے نیچے اترنے لگی۔

"گڈ۔ تم واقعی سمجھدار لڑکی ہو۔ لیکن خیال رکھنا واش روم کے اندر لاک نہیں ہے۔ اس لئے اگر تم یہ سمجھ کر واش روم جا رہی ہو کہ اندر سے لاک لگا کر مجھ سے بچ جاؤ گی تو ایسا نہیں ہوگا"۔ ڈیسنز نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ جب میں نے تعاون کے لئے کہہ دیا ہے تو بس کہہ دیا ہے۔ اب میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون کروں گی"۔ صالحہ نے بیڈ سے نیچے اتر کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور چٹاخ کی تیز آواز کے ساتھ ہی ڈیسنز اچھل کر نیچے گرا۔ صالحہ کا بھرپور تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔ نیچے گرتے ہی ڈیسنز چیختا ہوا اچھلا اور صالحہ کے جھکاؤ دینے کے باوجود ڈیسنز کی لات صالحہ کے پیٹ پر پڑی اور صالحہ کسی گیند کی طرح اچھل کر عقبی دیوار سے جا ٹکرائی۔ نیچے گر کر وہ ابھی اٹھی ہی تھی کہ

ڈیسنز کسی جن کی طرح اس پر حملہ آور ہو گیا۔ وہ واقعی نہ صرف خاصا طاقتور تھا بلکہ مارشل آرٹ میں بھی ماہر تھا لیکن جیسے ہی وہ صالحہ پر حملہ آور ہوا۔ صالحہ کا جسم کسی سانپ کی طرح بیڈ کی طرف رینگتا چلا گیا اور اپنے ہی زور میں اس پر حملہ آور ڈیسنز کو اپنے آپ کو بچانے کے لئے دیوار پر دونوں ہاتھ رکھنے پڑ گئے لیکن یہ سب کچھ چند لمحے کے لئے ہوا۔ پھر ڈیسنز تیزی سے مڑا ہی تھا کہ یکلخت چیختا ہوا ایک دھماکے سے پشت کے بل دیوار سے جا ٹکرایا۔ صالحہ نے دونوں ہاتھوں کے بل پر اپنے جسم کو فضا میں اس انداز میں اٹھایا تھا کہ جیسے ہی ڈیسنز مڑا۔ اس کے دونوں ملے ہوئے پیر پوری قوت سے ڈیسنز کے پیٹ پر پڑے تھے اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ہوا میں اچھلا اور جیسے ہی اس کے دونوں پیروں نے زمین پکڑی۔ اس کے دونوں ہاتھ دیوار سے ٹکرا کر نیچے کھسکتے ہوئے ڈیسنز کی گردن پر پڑے اور اس کے ساتھ ہی صالحہ نے پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر ماری لیکن اسی لمحے وہ خود بھی اڑتی ہوئی دوبارہ بیڈ پر جا گری کیونکہ ٹکر کھاتے ہی ڈیسنز نے آٹومیٹک ردعمل کے طور پر اس کو زوردار دھکیل دے کر بیڈ پر اچھال دیا تھا۔ لیکن بیڈ پر گرتے ہی صالحہ کا جسم کسی سانپ کی طرح پلٹا اور اس کے ساتھ ہی اس پر حملہ کرنے والا ڈیسنز منہ کے بل بیڈ پر جا گرا لیکن وہ بھی انتہائی پھرتی سے سائیڈ پر پلٹنے ہی لگا تھا کہ صالحہ نے ساتھ ہی میز پر پڑی ہوئی شراب کی خالی بوتل اٹھائی اور تیزی سے اچھلتے ہوئے ڈیسنز کے سر پر پوری قوت سے مار دی۔ اس بار

ڈیسمز کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ واپس بیڈ پر گرا ہی تھا کہ صالحہ نے دوسرا وار کر دیا اور اس بار موٹے شیشے کی بوتل ٹوٹ گئی لیکن ڈیسمز واقعی بے پناہ طاقتور تھا کہ اس قدر زوردار ضربیں کھانے کے باوجود ایک بار پھر پھرتی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ صالحہ نے ٹوٹی ہوئی بوتل پوری قوت سے اس کی گردن پر مار دی اور اس بار نہ صرف ڈیسمز کے حلق سے دردناک چیخ نکلی بلکہ اس کے گلے سے جگہ جگہ سے خون فوارے کی طرح نکلنے لگا۔ ٹوٹی ہوئی بوتل کے بلیڈ نما حصوں نے ڈیسمز کی گردن کو جگہ جگہ سے اس طرح کاٹ دیا تھا جیسے تار سے صابن کٹ جاتا ہے۔ اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آواز نکلی اور اس کا بیڈ پر پڑا ہوا جسم ایک زوردار جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو گئی تھیں اور صالحہ کو پکڑنے کے لئے اٹھے ہوئے بازو کسی سانپ کی طرح لہراتے ہوئے نیچے بیڈ پر گر گئے۔ جب صالحہ کو پوری طرح یقین ہو گیا کہ ڈیسمز مر چکا ہے تو اس نے اس کی گردن میں پیوست بوتل کھینچ کر ایک طرف پھینکی اور خود عقبی دیوار سے لگ کر زور زور سے سانس لینے شروع کر دیئے۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ وہ ڈیسمز کو آسانی سے زیر کر لے گی کیونکہ وہ خود بھی خاصی تربیت یافتہ تھی لیکن ڈیسمز سے لڑنے کے بعد اسے محسوس ہوا تھا کہ ڈیسمز واقعی بے پناہ طاقتور اور خوفناک لڑاکا تھا اور شاید یہ اس کی خود اعتمادی تھی جس کی وجہ سے اس نے صالحہ کو باندھا یا بے بس کرنے کے لئے کوئی اور طریقہ استعمال کرنے کا سوچا ہی نہ تھا

کیونکہ اسے یقین کامل تھا کہ وہ آسانی سے ایک لڑکی کو زیر کر لے گا۔ چند لمحوں تک سانس برابر کرنے کے بعد صالحہ کو جولیا اور دوسرے ساتھیوں کا خیال آیا تو وہ تیزی سے حرکت میں آ گئی۔ اس نے پہلے تو مردہ ڈیسمز کی تلاشی لی لیکن اس کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ پھر اس نے الماری کھولی تو اس کی آنکھیں بے اختیار چمک اٹھیں۔ الماری میں اسلحہ موجود تھا جس میں مشین گن اور مشین پسٹل دونوں تھے۔ ساتھ ہی میگزین بھی موجود تھے۔ الماری کے نچلے خانے میں اس کی لیدر جیکٹ بھی رکھی ہوئی اسے نظر آ گئی۔ اس نے پہلے جیکٹ اٹھا کر پہنی اور پھر الماری میں سے مشین پسٹل اٹھا کر اس نے اس میں میگزین کو چیک کیا اور پھر مشین پسٹل کو جیکٹ کی جیب میں ڈال کر اس نے مشین گن اٹھائی۔ اس کا میگزین چیک کر کے وہ تیزی سے مڑی اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور سر باہر نکال کر دیکھا تو یہ ایک طویل راہداری تھی جس میں دس بارہ کمروں کے دروازے تھے۔ راہداری میں چار مسلح افراد اس انداز میں ٹہل رہے تھے جیسے کمروں سے باہر نکل کر چہل قدمی کر رہے ہوں لیکن ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ صالحہ نے آہستہ سے دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ عقبی طرف موجود دوسرے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ یہ دروازہ عقبی طرف کھلتا ہو گا لیکن جب اس نے

دروازہ کھولا تو اس نے عقبی طرف بھی ایسی ہی راہداری دیکھی جیسی سامنے کی طرف تھی اس راہداری میں بھی دس بارہ کمروں کے دروازے تھے لیکن اس طرف کوئی آدمی موجود نہ تھا اور اس راہداری کے آخر میں بھی دروازہ تھا۔ وہ آہستہ سے اس راہداری میں آگئی اور پھر دیوار کے ساتھ لگ کر آگے بڑھنے لگی۔ لیکن ابھی وہ چوتھے دروازے پر پہنچی تھی کہ یکلخت ٹھٹھک کر رک گئی۔ اسے کسی عورت کے چیخنے کی آواز سنائی دی تھی اور اس کے خیال کے مطابق یہ آواز جولیا کی تھی۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ تھوڑا سا کھل گیا۔ دروازہ لاک نہ تھا۔ یہ سارے کمرے چونکہ ایک ہی سیدھ میں تھے اور ایک جیسے بنے ہوئے تھے اس لئے صالحہ اس کمرے کو جہاں ڈیسنز کی لاش پڑی ہوئی تھی، دیکھ چکی تھی۔ وہ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اور یہ کمرہ بھی یقیناً ساؤنڈ پروف ہی ہوگا لیکن عقبی دروازہ تھوڑا سا کھلا رہ جانے کی وجہ سے چیخ کی ہلکی سی آواز گزرتے ہوئے صالحہ کے کانوں تک پہنچ گئی تھی اور جیسے ہی اس کے ذہن میں یہ بات واضح ہوئی کہ یہ چیخ کی آواز جولیا کی ہے تو اس نے دروازے کو زور سے لات ماری اور مشین گن اٹھائے اندر داخل ہوئی تو اس نے ایک قوی ہیکل آدمی اور جولیا کو آپس میں بھوکے شیروں کی طرح لڑتے ہوئے دیکھا۔ یہ بھی بیڈ روم تھا اور ان دونوں کے درمیان خوفناک جدوجہد ہو رہی تھی۔

"ہٹ جاؤ جولیا۔ میں صالحہ ہوں"...... صالحہ نے چیخ کر کہا اور

اس کے ساتھ ہی جولیا نے یکلخت غوطہ مارا اور بیڈ کی اوٹ میں ہوئی ہی تھی کہ صالحہ نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور جولیا سے لڑنے والا قوی ہیکل آدمی جو جولیا کے اچانک ہٹ جانے اور عقبی دروازے سے صالحہ کی اچانک آمد کی وجہ سے حیرت سے بت سا بن گیا تھا، چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل عقبی دیوار سے ٹکرایا اور پھر منہ کے بل فرش پر گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔ صالحہ نے اس وقت تک فائرنگ جاری رکھی جب تک اس آدمی کا تڑپتا ہوا جسم ساکت نہیں ہو گیا۔ صالحہ کی فائرنگ نے اس قوی ہیکل آدمی کے چٹان جیسے سخت جسم کو مکھیوں کے چھتے میں تبدیل کر دیا تھا۔

"تم۔ تم کیسے آگئیں"...... جولیا نے فائرنگ رکتے ہی اٹھتے ہوئے کہا اور صالحہ نے پہلی بار دیکھا کہ جولیا کی شرٹ پھٹ گئی تھی۔

"تم لباس تبدیل کر لو۔ پھر میرے ساتھ چلو۔ جلدی کرو"...... صالحہ نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اس سے کہا۔

"یہ۔ یہ کمینہ آدمی مجھ پر اچانک جھپٹ پڑا تھا"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ میں بھی ایک ایسے ہی آدمی سے نمٹ کر آئی ہوں۔ اس ساؤنڈ پروف کمرے کا عقبی دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا اس لئے تمہارے چیخنے کی آواز میرے کانوں میں پڑ گئی تھی اور میں اندر آ گئی"...... صالحہ نے کہا۔ اس دوران ایک الماری سے ایک مردانہ شرٹ نکال کر جولیا نے پہن لی جو اس کے جسم پر کافی بڑی تھی لیکن

ظاہر ہے یہاں کوئی زنانہ شرٹ تو نہیں مل سکتی تھی۔ جولیا کی جیکٹ ایک طرف ڈھیر کی صورت میں پڑی تھی۔ اس نے وہ اٹھائی اور اسے پہن لیا۔ پھر الماری سے اسے بھی مشین پسٹل اور مشین گن مل گئی تو وہ دونوں اس کمرے سے نکل کر عقبی راہداری میں آ گئیں۔ صالحہ نے اسے سامنے کے رخ پر موجود چار مسلح آدمیوں کے بارے میں بتا دیا۔

"ہمارے ساتھی نجانے کہاں ہیں۔ ہم نے انہیں بھی چھڑانا ہے اور یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ ہم کہاں ہیں اور یہاں جتنے بھی افراد ہوں ان سب کا خاتمہ کرنا ہے"...... جولیا نے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ راہداری کے آخر میں موجود بند دروازہ کھول کر جب جولیا نے دوسری طرف جھانکا تو وہ بے اختیار چونک پڑی کیونکہ یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا جس میں ایک دیوار کے ساتھ راڈز والی کرسیوں کی ایک قطار موجود تھی جن میں سے دو کرسیوں پر کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں ڈھیلے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہال خالی تھا۔ اس میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"آؤ"...... جولیا نے آہستہ سے کہا اور پھر وہ ہال میں داخل ہو گئی۔ اس کے پیچھے صالحہ بھی اندر آ گئی۔ دوسری طرف ایک اور دروازہ تھا جو بند تھا۔

"میرے خیال میں یہ دروازہ فرنٹ کی طرف کھلتا ہے جہاں وہ چاروں افراد موجود تھے"...... صالحہ نے آہستہ سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ان میں سے تین کو فوری ہلاک کرنا ہے جبکہ ایک کی ٹانگوں پر گولیاں مارنی ہوں گی تاکہ اس سے ساری صورتحال معلوم ہو سکے"...... جولیا نے کہا اور اس دروازے کی طرف بڑھ گئی جو بند تھا۔ جولیا نے دروازے کو کھینچا تو وہ تھوڑا سا کھل گیا۔ ظاہر ہے بے ہوش افراد کی طرف سے کسی مزاحمت کی توقع نہ کی جا سکتی تھی۔ باہر واقعی ایک راہداری تھی جس میں چار مسلح افراد موجود تھے۔

"ارے یہ دروازہ کون کھول رہا ہے"...... ایک حیرت بھری آواز سنائی دی تو جولیا نے دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا اور دوسرے لمحے راہداری مشین گن کی فائرنگ اور ان چاروں کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھی۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، جولیا نے ان میں سے تین آدمیوں کے دلوں کو یکے بعد دیگرے نشانہ بنا دیا اور وہ تینوں نیچے گر کر چند لمحوں کے لئے تڑپے لیکن پھر ساکت ہو گئے جبکہ ایک آدمی پیٹ پر ہاتھ رکھ کر سانپ کی طرح اپنے آپ کے اندر ہی سمٹتا جا رہا تھا۔

"تم ان کو چیک کرو۔ میں یہاں پوچھ گچھ کرتی ہوں"۔ جولیا نے اس زخمی آدمی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشین گن کی نال اس آدمی کے سینے پر رکھ کر اسے دبا دیا۔

"سنو سب کچھ بتا دیا تو تمہیں بچا لیا جائے گا ورنہ میں ٹریگر دبا دوں گی۔ بولو کیا نام ہے تمہارا۔ یہ کونسی جگہ ہے"...... جولیا نے

غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"م، م۔ مجھے مت مارو۔ میرا نام ایڈون ہے۔ یہ بلیو ہاکس لیبارٹری کا سیکورٹی ونگ ہے"...... ایڈون نے بری طرح کراہتے ہوئے کہا۔

"تم ہمیں یہاں کیسے لے آئے تھے۔ جلدی بتاؤ"...... جولیا نے کہا۔ اس کو چونکہ خود دانستہ جولیا نے اس انداز میں گولی ماری تھی کہ وہ فوراً نہ مر جائے کیونکہ اس نے اس سے پوچھ گچھ کرنی تھی۔ اس لئے اسے سوائے خون زیادہ نکل جانے کے اور کوئی فوری خطرہ نہ تھا اور اس نے اپنے زخم پر دونوں ہاتھ رکھ کر انہیں زور سے دبایا ہوا تھا اور خون بہنے کی بجائے صرف رس رہا تھا۔

"ہمارا چیف آرنلڈ ہے۔ وہ علیحدہ لیبارٹری میں رہتا ہے جبکہ یہ علیحدہ سیکورٹی ونگ ہے۔ یہاں ہمارا باس جیکسن ہے اور آرنلڈ نے جیکسن کو حکم دیا کہ وہ سپیشل وے کھول کر باہر جائے اور ایک جیپ کے ساتھ کھڑے چار افراد کو بے ہوش کر کے جیپ سمیت یہاں لے آئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تم چاروں کو اندر ہال میں اور جیپ کو سپیشل وے کے ذریعے یہاں لایا گیا۔ تم جیکسن کو پسند آ گئی اور تمہاری ساتھی لڑکی جیکسن کے نائب ڈیسنر کو پسند آ گئی۔ یہاں تمام بیڈ رومز ساؤنڈ پروف ہیں کیونکہ ہم اکثر کومب سے جا کر عورتوں کو لے آتے ہیں۔ کافی عرصے سے چونکہ لیبارٹری سیلڈ تھی اس لئے عورتیں نہ آ سکتی تھیں۔ اس لئے جیسے ہی تم دونوں عورتیں

یہاں لائی گئیں تو جیکسن اور ڈیسنر نے موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی"...... ایڈون نے رک رک کر اور کراہتے ہوئے تفصیل بتا دی۔

"اس سیکورٹی ونگ میں کتنے آدمی ہیں اور ہماری جیپ کہاں ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"اوپر ایک بڑا ہال ہے جس میں جیکسن کا آفس بھی ہے اور مشین روم بھی۔ جس کا انچارج ڈیسنر ہے۔ جیپ بھی وہیں ہے۔ نیچے تو یہ بیڈ رومز ہیں اور ٹارچر ہال ہے بس"...... ایڈون نے جواب دیا۔

"یہاں سے لیبارٹری کو کونسا راستہ جاتا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہاں سے لیبارٹری کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ صرف سیکورٹی ونگ ہے البتہ یہاں سے ایک ٹنل لیبارٹری کے سیکورٹی آفس تک جاتی ہے لیکن اس ٹنل کا کنٹرول آرنلڈ کے پاس ہے ہمارے پاس نہیں ہے"...... ایڈون نے جواب دیا۔

"یہاں تمہارے سمیت کل کتنے آدمی ہیں"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہی تین افراد تھے۔ ان کے علاوہ جیکسن اور ڈیسنر ہیں"۔ ایڈون نے کہا تو جولیا نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور ایڈون کا جسم ایک بار اچھلا اور پھر اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

"باقی چاروں کمرے بھی بیڈ رومز ہیں لیکن یہ خالی ہیں۔ دو میں لاشیں پڑی ہیں۔ ایک میں جیکسن کی اور دوسرے میں ڈیسنر

گی۔" صالحہ نے جولیا کے قریب آکر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب پہلے اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لانا ہوگا۔ پھر اوپر جا کر آگے کا سوچیں گے"..... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ہال کی طرف مڑ گئی۔

"تم اس سے ان کے ہوش میں آنے کے بارے میں پوچھ لیتی تو بہتر ہوتا"..... صالحہ نے جولیا کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ انہیں پانی پلوائیں گے تو وہ ہوش میں آ جائیں گے۔ پانی اعصابی رکاوٹ کے سرکل کو توڑ دیتا ہے"۔ جولیا نے کہا اور پھر واقعی ایسا ہی ہوا۔ ہال کے ایک الماری سے انہیں پانی کی بوتلیں مل گئیں اور واقعی جیسے ہی پانی صفدر اور کیپٹن شکیل کے حلق سے نیچے اترا تو انہیں ہوش آنے لگ گیا تھا۔

s4sheikh@gmail.com

s4sheikh@gmail.com

آرنلڈ اپنے آفس میں موجود تھا اور مسلسل یہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ کرنل جیکب اور ہنری سے کیسے معلوم کرے کہ وہ ان دو مردوں کو کیوں ..نا کر لے گئے ہیں۔ انہوں نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے کیونکہ اس طرح وہ سمجھ سکتے تھے کہ ان دو مردوں کی ساتھی دو عورتوں اور دو مردوں کو جیپ سمیت وہ لے گیا ہے اور اگر اس کی شناخت کی جاتی تو ان حالات میں لیبارٹری کا سپیشل دستہ کھولنے کے جرم میں اسے سزا بھی دی جا سکتی تھی۔ سوچتے سوچتے اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ جو خیال اس کے ذہن میں آیا تھا اس کے مطابق وہ کرنل جیکب یا ہنری سے پوچھ سکتا تھا کہ کیا انہوں نے کومب سے آنے والے پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کیا ہے

یا نہیں۔ اس طرح وہ یہی سمجھتے کہ اسے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں علم نہیں ہے۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"آرنلڈ بول رہا ہوں جیو ہاکس لیبارٹری سے"..... آرنلڈ نے کہا۔

"ہنری بول رہا ہوں آرنلڈ"..... دوسری طرف سے ہنری کی آواز سنائی دی۔

"اوہ تم یہاں برڈش میں۔ کرنل جیکب کہاں ہے۔ میں نے اس سے بات کرنا تھی"..... آرنلڈ نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل جیکب کو واپس بھیج دیا گیا ہے۔ اب یہاں کا انچارج میں ہوں کیونکہ یہاں کسی بھی وقت پاکیشیائی ایجنٹ حملہ کر سکتے ہیں۔ ویسے دو آدمی تو ہم نے پکڑ لئے ہیں لیکن ان کے ساتھی ہمیں نہیں مل رہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان دونوں سے پوچھ لینا تھا کہ ان کے ساتھی کہاں ہیں۔ ظاہر ہے یہ سب اکٹھے ہی کو مب سے برڈش آئے ہوں گے"..... آرنلڈ نے کہا۔

"یہ دونوں مجھے بلیک سینڈز کے پاس ٹیلوں کی اوٹ میں چھپے ہوئے ملے تھے اور میں ہیلی کاپٹر سے ان پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے انہیں بے ہوش کر کے یہاں لے آیا۔ میں نے ان

سے تفصیلی پوچھ گچھ کی ہے۔ لیکن یہ دونوں کوئی بات مان ہی نہیں رہے"..... ہنری نے کہا۔

"ان پر سختی کرو۔ خود ہی بتا دیں گے"..... آرنلڈ نے کہا۔

"سختی بھی کر کے دیکھ لی ہے لیکن ان دونوں نے کارسوما کا عمل کیا ہوا ہے۔ اس لئے تشدد کا ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا"..... ہنری نے جواب دیا۔

"کارسوما۔ اوہ، پھر تو یہ واقعی تمہیں کچھ نہیں بتا سکتے"..... آرنلڈ نے چونک کر کہا کیونکہ وہ کارسوما کے بارے میں بہت اچھی طرح جانتا تھا۔

"مجھے معلوم ہے کہ کارسوما کیا ہوتا ہے لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا کہ اب ان سے کیسے پوچھ گچھ کی جائے یا دوسری صورت یہ ہے کہ ان دونوں کو ہی اعلیٰ حکام کے حوالے کر دوں اور کیا ہو سکتا ہے"۔ ہنری نے کہا۔

"ایک کام ہو سکتا ہے"..... اچانک آرنلڈ نے ایک خیال کے تحت کہا۔

"کیا"..... ہنری نے پوچھا۔

"تم ان دونوں کو بے ہوش کر کے میرے پاس بھجوا دو۔ میں ایک ایسا ذہنی عمل جانتا ہوں کہ ان دونوں کے ذہنوں سے تمام معلومات حاصل کر کے انہیں تمہارے پاس بھجوا دوں گا اور معلومات بھی۔ پھر تم ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے چیف پر اپنی دھاک

بٹھا رکھنا"...... آرنلڈ نے کہا۔

"یہ تو تمہاری مہربانی ہو گی آرنلڈ۔ لیکن میں چیف کو تمہارے اس تعاون کے بارے میں ضرور بتاؤں گا"...... ہنری نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کام میں دوستانہ انداز میں کرنا چاہتا ہوں اس لئے کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے"...... آرنلڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو"...... ہنری نے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ تم اپنی عمارت کے شمالی حصے میں داخل تہہ خانے میں جاؤ۔ وہاں دیوار کے ساتھ ایک فون سیٹ موجود ہے۔ تم اس فون سیٹ پر زیرو سے آٹھ تک کے ہندسے ترتیب سے پریس کر دینا اور پھر فون سیٹ کو اس کے ہک سے لگا کر انتظار کرنا۔ میں یہاں سے ٹنل کا راستہ کھول دوں گا۔ تم اپنے آدمیوں کے ذریعے ان دو بے ہوش افراد کو اس ٹنل میں داخل کر دینا۔ ٹنل کا دہانہ صرف دس منٹ تک کھلا رہے گا پھر خود بخود بند ہو جائے گا۔ پھر جب میں ان سے پوچھ گچھ کر لوں گا تو تمہیں فون پر اطلاع کر دوں گا۔ پھر تم یہی کارروائی دوہرانا تو میں ان بے ہوش افراد کو اس کمرے میں ڈلوا کر ٹنل بند کرا دوں گا اور تمہیں فون پر ساری تفصیل بتا دوں گا۔ اس کے بعد باقی کارروائی تم کرتے رہنا"...... آرنلڈ نے باقاعدہ منصوبہ بندی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... ہنری نے کہا۔

"تم نے یہ نہیں بتایا کہ کرنل جیکب کے ساتھ اس کے فوجی

بھی چلے گئے ہیں یا نہیں"...... آرنلڈ نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"وہ سب جا چکے ہیں۔ اب یہاں میں اور میرے ساتھی ہیں"۔ ہنری نے جواب دیا۔

"تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں"...... آرنلڈ نے پوچھا۔

"صرف چار آدمی۔ کیوں، تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... ہنری نے کہا۔

"اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ میں تمہاری مدد کر رہا ہوں اور یہ میں اعلیٰ حکام کے احکامات کی خلاف ورزی کر کے کر رہا ہوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جب تک پاکیشیا سے آنے والے سائنسدان سے اس کے فارمولے کے بارے میں پوری تفصیلات معلوم نہ کر لی جائیں اس وقت تک میں نے کسی بھی صورت میں بلیو ہاکس لیبارٹری کا راستہ نہیں کھولنا اور اب میں تمہاری مدد کے لئے ایسا کر رہا ہوں۔ یہ اچھی بات ہے کہ تمہارے ساتھ صرف چار آدمی ہیں۔ تم انہیں آسانی سے سمجھا سکتے ہو"...... آرنلڈ نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ کوئی کسی سے کچھ نہیں کہے گا"...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ جیسے میں نے بتایا ہے ویسے کرو"...... آرنلڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ موجود تھی۔

اب یہ دونوں پاکیشیائی ایجنٹ میری تحویل میں ہوں گے اور

جب میں ان دونوں کو ان کے ساتھیوں سمیت اس انداز میں چیف آف ریڈ ایجنسی کو پیش کروں گا کہ انہوں نے ہنری اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا اس لئے مجبوراً اسے ان لوگوں کا خاتمہ کرنے کے لئے میدان میں آنا پڑا تو چیف سرہیری بھی حیران رہ جائے گا اور پھر اسے اس ڈیوٹی سے تبدیل کر کے یقیناً مین سیکشن کا چیف بنا دیا جائے گا"۔ ۔۔ آرنلڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ابھی وہ بیٹھا یہ سب کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اوہ، تو ہنری نے اپنا کام شروع کر دیا ہے"۔ آرنلڈ نے چونک کر کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر کے اس نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی سامنے دیوار پر ایک بلب جل اٹھا۔ اس کا رنگ سرخ تھا۔ آرنلڈ کی نظریں اس بلب پر جمی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد بلب کا رنگ ایک جھماکے سے دوبارہ سبز ہو گیا تو آرنلڈ نے ایک طویل سانس لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب سبز رنگ میں جلنے والا بلب ایک جھماکے سے سرخ رنگ کا ہوا تو آرنلڈ نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ ٹنل کا دہانہ دس منٹ بعد خود بخود بند ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہاں موجود بے ہوش افراد پر مزید بے ہوش کر دینے والی گیس کا فائر ہو چکا ہو گا۔ یہ یہاں نصب شدہ سسٹم تھا کہ اگر دہانہ کھولنے کے بعد آرنلڈ اس دہانے کو مزید وقت کے لئے فکس نہ

کرتا تو دہانہ دس منٹ بعد خود بخود بند ہو جاتا اور اس کے ساتھ ہی وہاں بے ہوش کر دینے والی انتہائی زوداثر گیس خود بخود فائر ہو جاتی۔ وہ بے حد خوش تھا کہ اس نے ہنری کو چکر دے کر نہ صرف دونوں پاکیشیائی ایجنٹوں کو اپنے پاس بلوا لیا ہے بلکہ اب وہ جیکسن اور اس کے ساتھیوں کو باہر بھجوا کر ہنری اور اس کے ساتھیوں کا بھی خاتمہ کرا دے گا۔ اس کے بعد جب وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں ریڈ ایجنسی کے چیف سرہیری کے سامنے رکھے گا تو سرہیری کو یقیناً اس کی صلاحیتوں کا قائل ہونا پڑے گا۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا۔ اس پر جیکسن کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ آرنلڈ کالنگ جیکسن۔ اوور"۔ ۔۔۔ اس نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ مسرت سے چمک رہا تھا۔

"یس۔ اوور"۔ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ ایک لمحے کے لئے اسے یہ آواز سن کر جھٹکا سا لگا کیونکہ یہ جیکسن کی مخصوص آواز نہیں تھی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ بعض اوقات ٹرانسمیٹر کی بیٹری میں کوئی گڑبڑ ہونے کی وجہ سے آواز میں فرق پڑ جاتا ہے۔

"جیکسن۔ میں سپیشل ٹنل کو آن کر رہا ہوں۔ تم اپنے سب ساتھیوں اور اسلحہ سمیت یہاں میرے پاس آ جاؤ۔ یہاں ہنری نے جن دو پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کیا تھا انہیں بھی میں نے اپنے پاس بلوا لیا ہے۔ تم وہاں موجود ان چاروں پاکیشیائی ایجنٹوں کو بھی

بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر ساتھ لے آؤ تاکہ ان سب کا یہاں میرے سامنے خاتمہ کیا جا سکے اور پھر آئندہ کے معاملات کے بارے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہدایات دی جا سکیں۔ اوکے۔ اوور اینڈ آل“۔ آرنلڈ نے تیز تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکال کر اس پر موجود بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد آلے کے اوپر والے حصے میں ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا تو اس نے آلے کو اپنے سامنے میز پر رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس بلب کے جلنے کا مطلب ہے کہ سیکورٹی ونگ اور لیبارٹری کے درمیان موجود سپیشل ٹنل کا دہانہ کھل گیا ہوگا اور اب جیکسن اپنے ساتھیوں سمیت تھوڑی دیر بعد یہاں پہنچ جائے گا اور اس کے بعد اس کی کامیابی کا کھیل شروع ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے اونچی پشت کی کرسی کے ساتھ سر ٹکایا اور دھیمے سروں میں گنگنانا شروع کر دیا۔ اس کے دل میں مسرت کے جوالا مکھی مسلسل پھوٹ رہے تھے کیونکہ اس نے اپنی ذہانت سے نہ صرف تمام پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کر لیا تھا بلکہ ریڈ ایجنسی کے اے سیکشن کا انچارج جو اپنے آپ کو ریڈ ایجنسی کا سب سے ذہین آدمی سمجھتا تھا اس پر بھی ذہنی فتح پا لی تھی۔ وہ آنکھیں بند کئے اور کرسی کی پشت سے سر ٹکائے اپنی شاندار کامیابیوں کے خواب دیکھ رہا تھا کہ اسے آفس کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ سمجھ گیا کہ

جیکسن اور اس کے ساتھی پہنچ گئے ہیں۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو گیا لیکن دوسرے لمحے وہ اس طرح اچھل پڑا جیسے کرسی میں اچانک طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑنے لگ گیا تھا۔ حیرت کی شدت سے اس کی آنکھیں ابل کر باہر نکل آئی تھیں کیونکہ آفس میں جیکسن اور اس کے ساتھیوں کی بجائے وہ دونوں عورتیں داخل ہو رہی تھیں جنہیں اس نے صحرا میں جیپ کے قریب کھڑی دیکھا تھا۔ دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا وہ دونوں بھوکی بلیوں کی طرح اس پر جھپٹیں اور چند لمحوں بعد وہ تقریباً اڑتا ہوا سامنے دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا ہی تھا کہ اس کے سر پر یکلخت قیامت سی ٹوٹ پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا لیکن اتنا کچھ ہو جانے کے باوجود اس کے ذہن پر چھا جانے والی حیرت کا گہرا اثر پہلے لمحے کی طرح موجود تھا۔ اسے بے ہوش ہونے تک یہ سمجھ نہ آ سکی تھی کہ جیکسن کی بجائے یہ عورتیں کیسے اس کے آفس تک پہنچ گئی تھیں۔

s4sheikh@gmail.com

ریڈ ایجنسی کا چیف سرہیری اپنے آفس میں بیٹھا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے صحرا میں ریت کے نیچے بنی ہوئی ایکریمیا کی انتہائی اہم ترین لیبارٹری بلیو باکس کا محل وقوع ٹریس کر لیا ہے لیکن اسے اس لئے مکمل اطمینان تھا کہ وہاں لیبارٹری کے اندر ریڈ ایجنسی کا ٹاپ سیکشن آرنلڈ کی سربراہی میں موجود ہے جبکہ اسے سیکشن کا انچارج ہنری بھی اپنے سیکشن سمیت کومب پہنچ گیا تھا اور پھر ہنری نے اسے کال کر کے بتا دیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ چونکہ صحرا کی طرف سے ہی بروشن میں داخل ہونے کی پلاننگ کر رہے ہیں اس لئے وہ بھی اپنے سیکشن سمیت کومب سے براہ راست بروشنستان پہنچ گیا ہے اور وہاں موجود ایکریمین آرمی کا کرنل جیکب اب اس کی ماتحتی میں کام کر رہا تھا اور ہنری نے جلد ہی اسے پاکیشیائی

ایجنٹوں کے خاتمے کی خبر سنانے کا وعدہ کیا تھا اور سرہیری کو آرنلڈ کے ساتھ ساتھ ہنری کی صلاحیتوں پر بھی مکمل اعتماد تھا۔ ابھی وہ بیٹھا یہ سب کچھ سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سرہیری نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب کی کال ہے"...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... سرہیری نے کہا۔

"بات کریں جناب"...... چند لمحوں بعد سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو سر۔ میں سرہیری بول رہا ہوں سر"...... سرہیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سرہیری۔ بلیو باکس لیبارٹری کے بارے میں تم نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی جبکہ اعلیٰ حکام کو اس سلسلے میں بے حد پریشانی ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سنتے ہی سب خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور یہ لیبارٹری ایکریمیا کی ریسرچ کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اگر اسے معمولی سا نقصان بھی پہنچ گیا تو ایکریمیا کو ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ نہ صرف مشینری اور آلات کا بلکہ وہاں ایکریمیا کے قابل ترین سائنسدان بھی کام کرتے ہیں"...... چیف سیکرٹری نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ بلیو ہاکس ہیڈ کوارٹر تک کوئی کسی صورت پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ کوئی پہنچ بھی جائے تو وہاں کی سیکورٹی ریڈ ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کے پاس ہے جو ہر لحاظ سے تربیت یافتہ ہے اور ٹاپ سیکشن کا چیف آرنلڈ تو انتہائی ذہین، تیز اور ناقابل تسخیر انسان ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اے سیکشن کا چیف ہنری بھی اپنے سیکشن کے ساتھ براڈش نخلستان پہنچ چکا ہے۔ اس لئے اب ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا تو ایک طرف زندہ رہنے کا بھی کوئی سکوپ نہیں رہا۔ ان کا خاتمہ ہر صورت میں ہوگا اور جلد ہوگا"۔ سرمیری نے جوش اور بااعتماد لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ اگر تمہاری ایجنسی ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دے تو یہ تمہارے لئے اور تمہاری ایجنسی کے لئے بہت بڑا اعزاز ہوگا اور نہ صرف اعزاز ہوگا بلکہ میرا وعدہ کہ تمہیں ایکریمیا کا سب سے بڑا اعزاز بھی دیا جائے گا اور لارڈ کا خطاب بھی"...... چیف سیکرٹری نے بھی پرجوش لہجے میں کہا تو سرمیری کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک ابھر آئی۔

"بے حد شکریہ جناب۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں"...... سرمیری نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں میں خصوصاً ان کے سربراہ عمران کا خاتمہ ایکریمیا کی سب سے بڑی خواہش ہے۔ ہم ہر لحاظ سے سپرپاور ہیں۔

پوری دنیا ہمارے سامنے جھکتی ہے لیکن یہ آدمی عمران نجانے کس مٹی کا بنا ہوا ہے کہ یہ نہ صرف ناقابل تسخیر بنا ہوا ہے بلکہ یہ ایکریمیا کے صدر تک کو دھمکیاں دینے سے باز نہیں آتا اور آج تک شدید خواہش کے باوجود ہم اس کا بال تک بیکا نہیں کر سکے بلکہ الٹا وہ جو دھمکی دیتا ہے اسے ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود پورا کر دیتا ہے اور ہم صرف افسوس سے ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں"...... چیف سیکرٹری نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"اس بار ایسا نہیں ہوگا سر۔ ریڈ ایجنسی اس بار وہ کر گزرے گی جو اس سے پہلے نہیں ہو سکا۔ آپ بے فکر رہیں۔ جلد ہی ان کی لاشیں آپ کے سامنے پیش کر دی جائیں گی"...... سرمیری نے کہا۔

"میں تمہاری کال کا انتہائی شدت سے منتظر رہوں گا۔ گڈ لک"...... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سرمیری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب وہ شدت سے ہنری کی کال کا منتظر تھا لیکن وقت گزرتا جا رہا تھا اور کال نہ آ رہی تھی۔ کئی بار اس نے سوچا کہ وہ خود ہنری کو کال کرے لیکن پھر وہ اپنے چیف ہونے کی وجہ سے دل مسوس کر رہ جاتا کیونکہ بحیثیت چیف اس کی اس معاملے میں اتنی دلچسپی سے یہ بھی سمجھا جا سکتا تھا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں سے مرعوب یا خوفزدہ ہے اس لئے بے چینی سے پوچھ رہا ہے لیکن پھر چند گھنٹوں کے شدید انتظار کے بعد اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے اس طرح جھپٹ کر

رسیور اٹھایا جیسے ابھی فون سیٹ میں سے کوئی خنجر نکل کر اس کے سینے پر پہنچ جائے گا۔

"یس" سرمیری نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔ کسی پاکیشیائی علی عمران کی کال ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر اس کی بات آپ سے نہ کرائی گئی تو ایکریمیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران پاکیشیائی۔ کیا مطلب"...... سرمیری نے ایسے بے ساختہ لہجے میں کہا جیسے الفاظ خود بخود اس کے منہ سے پھسل کر باہر نکل رہے ہوں۔

"یس سر۔ اس نے اپنا نام علی عمران ہی بتایا ہے اور اپنے آپ کو پاکیشیائی بتایا ہے۔ میں نے اسے ٹالنے کی کوشش کی تو اس نے مجھے ناقابل تلافی نقصان کی دھمکی دی جس کی وجہ سے بمجبوراً مجھے آپ کو کال کرنا پڑا۔ اب آپ جیسے حکم دیں ویسے ہی میں اسے جواب دوں"...... سیکرٹری نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے چیک کیا ہے کہ وہ کہاں سے بول رہا ہے"...... سرمیری نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ وہ ناکسی سے بول رہا ہے سر"...... سیکرٹری نے جواب دیا۔

"اوکے۔ کراؤ بات"...... سرمیری نے ایک خیال کے آتے ہی

کہا۔ اسے خیال آیا تھا کہ ریڈ ایجنسی کے ٹاپ سیکشن اور اے سیکشن کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھی چونکہ اپنے مشن میں ناکام رہے ہیں۔ اس لئے وہ اب اس سے بات کر کے اپنی خفت مٹانا چاہتا ہے۔

"ہیلو۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک شگفتہ سی آواز سنائی دی۔

"کون علی عمران"...... سرمیری نے جان بوجھ کر غصیلے اور سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری۔ میں اپنی ڈگریاں بتانا بھول گیا تھا۔ اصل میں ریڈ ایجنسی کے چیف کا رعب ہی اتنا ہے کہ آدمی نوکری بھول جاتا ہے۔ میں تو صرف ڈگریاں ہی بھولا ہوں۔ بہرحال اب پورا تعارف کرا دیتا ہوں۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے اسی طرح شگفتہ لہجے میں کہا گیا۔

"کیوں فون کیا ہے۔ کیا کہنا چاہتے ہو"...... سرمیری نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہاری بلیو ہاکس لیبارٹری ایکریمیا کے لئے کتنی اہمیت رکھتی ہے"...... اس بار عمران کا لہجہ بھی قدرے سرد تھا۔

"سنو علی عمران۔ اب تک تم اس لئے زندہ ہو کہ تم ریڈ ایجنسی کے مقابلے پر نہیں آئے تھے۔ لیکن اب اگر تم نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو تمہاری لاش کے ہزاروں ٹکڑے کر دیئے جائیں گے اور

ہر ٹکڑے کو علیحدہ علیحدہ گڑھوں میں ڈالا جائے گا۔ تم بلیو باکس لیبارٹری کو کوئی نقصان پہنچانا تو ایک طرف، اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے اور اگر تم نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو تمہارے انجام پر پوری پاکیشیائی قوم صدیوں تک روتی رہے گی"...... سہمیری نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"بہت خوب۔ تم سے پہلے ریڈ ایجنسی کا چیف بانیک تھا اور تمہارا نام سہمیری ہے ناں۔ تم اس وقت ولنگٹن کی گلیوں میں جوتے چٹخاتے پھرتے تھے اور اس بانیک کو بھی تمہاری طرح ریڈ ایجنسی پر بڑا ناز تھا۔ لیکن ایک روز اس نے بم کو لات مار دی اور نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی راکھ تک فضا میں بکھر کر رہ گئی اور اب تم بم کو لات مار رہے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ کیا مطلب ہوا بم کو لات مارنے کا۔ نانسنس"...... سہمیری نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے تو تمہیں گریٹ لینڈ کے اس مشہور لطیفے کا بھی علم نہیں ہے۔ گریٹ لینڈ نے دوسری جنگ عظیم کے دوران ایک گدھے کو نہ صرف اعلیٰ عہدہ دیا تھا بلکہ اسے اعلیٰ ترین اعزاز سے بھی نوازا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ کہ اس گدھے کو تم جیسے بڑے بڑے افسران بھی مؤدبانہ انداز میں سیلوٹ کرتے تھے۔ وجہ یہ کہ اس گدھے نے لڑائی کے دوران دشمنوں کے کئی افسروں کو دولتیاں مار مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ اس لئے وہ گریٹ لینڈ کی فوج کا اعلیٰ افسر تھا بلکہ یوں

سمجھو کہ وہ ریڈ ایجنسی کا چیف بن گیا تھا اور پھر ایک روز اس گدھے نے ایک بم کو دشمنوں کا سپاہی سمجھ کر لات مار دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گدھے صاحب کی راکھ فضا میں ہی اڑ گئی۔ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اب تم ایسی باتیں کر کے بم کو لات مارنا چاہتے ہو"۔ عمران نے باقاعدہ لطیفے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تم جیسے نانسنس لوگوں کی بکواس سنتا رہوں۔ بولو کیوں فون کیا ہے"...... سہمیری نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سٹیپ بائی سٹیپ بتاتا ہوں تاکہ تمہارا ہارٹ فیل نہ ہو جائے تمہاری ریڈ ایجنسی کے اے سیکشن کے چیف ہنری اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں برداش نخلستان میں جگہ جگہ بکھری پڑی ہیں"۔ عمران نے کہا تو سہمیری بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا بکواس کر رہے ہو"...... سہمیری نے بے اختیار حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"آرام سے سنو۔ تم تو ریڈ ایجنسی کے چیف ہو۔ تمہیں تو قوت برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور سنو۔ برداش نخلستان میں ایکریمین آرمی کے افراد بھی موجود تھے جن کا سربراہ کرنل جیکب تھا۔ ان کی لاشیں بھی اسی نخلستان میں پڑی تمہیں مل جائیں گی"...... عمران نے مزے لے لے کر کہا تو سہمیری کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیلا جا رہا ہو۔

"یہ سب بکواس ہے۔ جھوٹ ہے۔ غلط ہے"...... سرمیری نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب اور سنو۔ لیبارٹری کے اندر سکورٹی ونگ میں ریڈ ایجنسی کا ٹاپ سیکشن کام کر رہا تھا۔ ٹاپ سیکشن کا چیف آرنلڈ تھا جس کا آفس لیبارٹری کے ساتھ والے حصے میں تھا جبکہ سکورٹی ونگ علیحدہ بنا ہوا تھا۔ جہاں آرنلڈ کا نمبر ٹو جیکسن اپنے دیگر ممبران کے ساتھ رہتا تھا اور اب تمہیں آرنلڈ اور اس کے نائب جیکسن اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اس لیبارٹری کے ساتھ بنے ہوئے سکورٹی ایریا میں پڑی مل جائیں گی"...... عمران نے کہا تو سرمیری کو یوں محسوس ہوا جیسے عمران انسان کی بجائے کوئی خوفناک عفریت ہو جس کی آواز ہولناک چیخ کی صورت میں اس کے کانوں میں اترتی ہوئی اس کے دل کی گہرائیوں میں کسی خنجر کی طرح اترتی چلی جا رہی ہو۔ سرمیری کا چہرہ یہ سن کر مسخ ہو گیا تھا لیکن اس کے منہ سے الفاظ تک نہ نکل سکے۔

"اور سنو مسٹر چیف آف ریڈ ایجنسی۔ بلیو باکس بہت بڑی لیبارٹری تھی۔ اس میں ڈیڑھ سو سائنسدان کام کر رہے تھے۔ باقی عملہ ملا کر یہ تعداد تین سو کے قریب ہو جاتی ہے۔ میں خود سائنس کا طالب علم ہوں۔ اس لئے مجھے معلوم ہے کہ اس لیبارٹری میں کیسی کیسی اعلیٰ اور قیمتی مشینری نصب ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ اس لیبارٹری میں کن کن فارمولوں پر کام

ہو رہا ہے۔ اس لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر ڈکسن رینالڈ کو مجبوراً مجھے سب کچھ تفصیل سے بتانا پڑا۔ ہم نے وہاں سے پاکیشیا سے چوری کردہ آلہ ایم ایم واپس حاصل کر لیا ہے اور ہم نے اپنے سائنسدان کو بھی وہاں سے بخیر و عافیت باہر نکال لیا ہے اور یہ بھی سن لو کہ ہم نے فی الحال وہاں موجود تمام سائنسدانوں اور عملے کے افراد کو بے ہوش کر دیا ہے۔ اس لیبارٹری کے ایک حصے میں لازائم گیس پر تجربات ہو رہے ہیں اور اس گیس کا ایک بڑا ذخیرہ وہاں موجود ہے اور تمہیں معلوم نہ ہو تو بتا دوں کہ لازائم گیس کو اگر آگ لگا دی جائے تو وہ سائنائیڈ زہر سے زیادہ قاتل زہر بن جاتی ہے اور ہوا کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں وہ پھیلتی ہے وہاں ہر جاندار کا لمحے کے ہزارویں حصے میں خاتمہ کر دیتی ہے۔ ہم نے وہاں وائرلیس چارجر بم نصب کر دیا ہے۔ اب ہمیں صرف اتنا کرنا ہو گا کہ وائرلیس چارجر کا ایک بٹن پریس کرنا ہے اور بم پھٹ جائے گا۔ اس سے وہاں موجود لازائم گیس کو آگ لگ جائے گی اور وہ نہ صرف اس پوری لیبارٹری میں بلکہ اس پورے ایریئے میں پھیل جائے گی اور تمہارے سائنسدان اور ان کا عملہ سب فوری طور پر ہلاک ہو جائے گا بلکہ وہاں جانے والے افراد بھی ایک لمحے میں ہلاک ہو جائیں گے اور اس کے اثرات چھ ماہ تک رہیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سن لو کہ تمہارے سکورٹی ایریا میں جہاں آرنلڈ رہتا تھا وہاں اسلحے کا ایک بڑا ذخیرہ بھی موجود ہے اور برڈش نخلستان میں بھی کرنل جیکب نے

لیبارٹری تباہ ہوگی۔ یہ سائنسدان ہلاک ہوں گے اور تم سے ہمارے خلاف جو ہو سکتا ہے وہ کر لینا۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا نیا چیف سیکرٹری پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنا دشمن نمبر ایک سمجھتا ہے۔ اسے میں خود فون کر کے بتا دوں گا۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو چند لمحوں تک تو سر ہیری، رسیور ہاتھ میں لئے بت بنا بیٹھا رہا۔

"کیا۔ کیا واقعی ہنری ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا آرنلڈ جیسا آدمی بھی ان کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے۔ کیا یہ مفہیت سچ بول رہا تھا۔ یا صرف اپنی خفت مٹانے کے لئے لاف زنی کر رہا تھا"...... اس نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ آخر کیسے ہو سکتا ہے۔ ریڈ ایجنسی کے دونوں سیکشن بیک وقت کیسے ختم ہو سکتے ہیں۔ زیر زمین خفیہ لیبارٹری کیسے تباہ ہو سکتی ہے۔ نہیں، یہ سب غلط ہے۔ سب جھوٹ ہے"...... اس نے لاشعوری انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اسے خیال آیا تو اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"معلوم کرو کہ ناکسی میں کہاں سے یہ کال کی گئی ہے"۔ سر ہیری نے تیز لہجے میں کہا۔

حساس اسلحے کا ایک بڑا ذخیرہ اکٹھا کر رکھا ہے۔ تم نے ان دونوں ذخیروں میں بھی وائرلیس بم نصب کر دیئے ہیں جن کا لنک اس پہلے بم سے کر دیا گیا ہے۔ اس لئے اب صرف وہ لازائم گیس والا بم ہی نہیں پھٹے گا بلکہ ساتھ ہی یہ دونوں بم بھی پھٹ جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی بروش نخلستان، وہاں موجود عمارت اور ٹاور، بلیو ہاکس لیبارٹری کی زیر زمین عمارت اپنی تمام مشینری سمیت اور تمام سائنسدانوں سمیت راکھ کا ڈھیر بن جائے گا"...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم غلط کہہ رہے ہو۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ سب بکواس ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم ناکسی سے بات کر رہے ہو۔ تم ایکریمیا میں ہو۔ اب تم ریڈ ایجنسی سے بچ کر واپس نہیں جا سکو گے۔ اب تمہیں مرنا ہوگا۔ ہر حالت میں مرنا ہوگا۔ ریڈ ایجنسی اب قبر تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گی"۔ سر ہیری نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ میں نے سوچا تھا کہ شاید تم کسی معاہدے پر آ جاؤ اور وعدہ کر دو کہ آئندہ ایکریمیا پاکیشیا کے کسی سائنسدانوں کو اغوا نہیں کرے گا اور نہ کوئی فارمولا چوری کرے گا لیکن کتے کی دم کو سو سال تک نلکی میں بھی رکھا جائے تب بھی جب وہ نلکی سے باہر آئے گی تو ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہے گی۔ یہ بتا دوں کہ پاکیشیائی سائنسدان اور آلہ پاکیشیا پہنچ جانے کے بعد میں نے تمہیں کال کیا ہے اور اب یہ

"میں نے معلوم کیا ہے چیف۔ ناکسی کے کسی پبلک فون بوتھ سے کال کی گئی ہے۔ اس لئے ناکسی کے بارے میں تو معلوم ہو گیا ہے لیکن پبلک فون بوتھ کا کوئی نمبر نہیں ہوتا۔ اس لئے فون نمبر سکرین پر ڈسپلے نہیں ہوا"...... سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بلیو باکس میں سیکورٹی چیف آرنلڈ سے کال ملاؤ۔ اگر فون کال نہ ملے تو ٹرانسمیٹر پر کال کر کے میری بات کراؤ"..... سرمیری نے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔

"یس چیف"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔ ایسے درست ریفرنس یہ ایشیائی شیطان کیسے دے سکتا ہے۔ نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے"۔ سرمیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر اس نے سائیڈ الماری سے شراب کی بوتل اور گلاس اٹھایا اور پہلا گلاس اس نے اس انداز میں پیا جیسے صدیوں کا پیاسا پانی پیتا ہے۔ البتہ دوسرا گلاس اس نے گھونٹ گھونٹ پینا شروع کر دیا۔ ابھی آدھا گلاس ختم ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سرمیری نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ انتہائی ذہنی دباؤ کا شکار ہو۔

"چیف۔ وہاں نہ فون کال رسیو کی جا رہی ہے اور نہ ٹرانسمیٹر کال۔ میں نے بار بار کوشش کی ہے"...... دوسری طرف سے

سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تو سرمیری نے بے اختیار ایک گہرا سانس لیا۔

"بروڈش میں کرنل جیکب کا فون نمبر تو ہوگا تمہارے پاس"۔ سرمیری نے رک رک کر کہا۔

"یس چیف"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہاں فون کرو اور میری بات کراؤ"...... سرمیری نے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور دھماکے سے رسیور رکھ دیا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا اعصابی نظام اس کے کنٹرول سے باہر ہوتا جا رہا ہے اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور اسے اپنا پورا جسم اس طرح کانپتا ہوا محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے بخار چڑھ آیا ہو۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... سرمیری نے بڑی جدوجہد سے اپنے لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ کال نہیں مل رہی"...... دوسری طرف سے اس طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا جیسے سیکرٹری کو خطرہ ہو کہ کال کا نہ ملنا اس کی کوئی بڑی کوتاہی ہے اور اس کوتاہی کے نتیجے میں اسے سروس سے بھی نکال دیا جائے گا۔

"ہونہہ۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔ اب ناکسی میں رچرڈ سے میری بات کراؤ۔ جلدی"...... سرمیری نے پہلے کی طرح اپنے لہجے کو نارمل

رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ اس بار جلد ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سرمیری نے کہا۔

"رچرڈ لائن پر ہے چیف۔ بات کریں"...... سیکرٹری نے اس بار بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ بار بار کی ناکامی کے بعد اس بار وہ کال ملوانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"ہیلو"...... سرمیری نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میں رچرڈ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رچرڈ کی آواز سنائی دی۔ وہ ناکسی میں ریڈ ایجنسی کا نمائندہ تھا۔

"کسی سیاحتی کمپنی کا ہیلی کاپٹر لو اور فوراً برڈش نخلستان پہنچو۔ اپنے ساتھ ٹرانسمیٹر بھی لے جانا اور وہاں جا کر مجھے ٹرانسمیٹر پر وہاں کے تمام حالات بتاؤ"...... سرمیری نے کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جلدی اور فوراً۔ میں تمہاری کال کا پوری شدت سے منتظر رہوں گا"...... سرمیری نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور میز کی دراز سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر اپنی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور اسے میز پر رکھ دیا لیکن ابھی دس پندرہ منٹ ہی گزرے تھے کہ ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ اس نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اتنی جلدی رچرڈ ہیلی کاپٹر میں بھی ناکسی سے

برڈش نہیں پہنچ سکتا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ رچرڈ کالنگ چیف۔ اوور"...... رچرڈ کی متوحش سی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور"...... سرمیری نے کہا۔

"چیف۔ ٹیلی ویژن پر سپیشل بلیٹن نشر کیا جا رہا ہے۔ جس کے مطابق برڈش اور اس سے ملحقہ بلیک سینڈز کے علاقے میں خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی انتہائی زہریلی گیس پھیل گئی ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ وہاں زیر زمین ایکریمیا کی کوئی بڑی سائنسی لیبارٹری تھی جو مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے اور وہاں ہر طرف مشینوں کے پرزے اور انسانی لاشیں بکھری ہوئی ہیں۔ زہریلی گیس کی وجہ سے وہاں ریسکیو سیکورٹی کے بیس آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس لئے باقی سب افراد کو واپس کال کر لیا گیا ہے اور اب خصوصی گیس ماسک کے حامل ریسکیو دستے بھجوائے جا رہے ہیں۔ آپ ٹی وی چیک کر لیں۔ یہ بلیٹن بار بار نشر کیا جا رہا ہے۔ اوور"...... رچرڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یہ۔ یہ۔ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ۔ یہ۔ یہ اوور اینڈ آل"...... سرمیری نے اس طرح رک رک کر کہا جیسے سب کچھ وہ کسی ٹرانس میں آ کر کہہ رہا ہو۔ اوور اینڈ آل کے الفاظ بھی خود بخود اس کے منہ سے نکل گئے تھے۔ اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا لیا۔ سپر پاور کی ریڈ ایجنسی کا سربراہ اس وقت انتہائی بے بسی کے عالم میں منہ چھپائے بیٹھا ہوا تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب روایت اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو۔۔۔۔۔۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب۔ اس بار آپ کی کارکردگی خاصی کمزور رہی ہے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"کمزور رہی ہے۔ کیا مطلب"۔۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے بلیک زیرو نے یہ بات کر کے اس کو بڑی تکلیف پہنچائی ہو۔

"جولیا نے جو تفصیلی رپورٹ دی ہے اس کے مطابق بردش

نخلستان میں ساری کارروائی تنویر نے کی ورنہ آپ تو ہنری کے مشین پسٹل کے سامنے بندھے ہوئے بے بس بیٹھے ہوئے تھے۔ تنویر نے بے مثال جدوجہد کرتے ہوئے نہ صرف ان سب کا خاتمہ کیا بلکہ آپ کو بھی رسیوں سے آزادی دلائی اور پھر جولیا کی رپورٹ کے مطابق اگر وہ اپنے ساتھیوں سمیت سیکورٹی ونگ سے آرنلڈ کے سیکورٹی ونگ میں نہ پہنچ جاتی اور صفدر اور کیپٹن شکیل آپ دونوں کو سرنگ کے بند دہانے کے اندر بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر نہ لے آتے اور ان کی جگہ آرنلڈ کے آدمی ہوتے تو آپ کا اور تنویر کا کیا حشر ہوتا۔ پھر آپ نے سائنسدان ڈاکٹر شجاعت علی اور فارمولے کو تو پاکیشیا کے سفارت خانے کے ذریعے پاکیشیا بھجوا دیا لیکن آپ نے خود نا کسی میں بیٹھ کر ریڈ ایجنسی کے چیف کو فون کر کے سارے حالات بتائے اور اس سے وعدہ لینے کی کوشش کی کہ اگر وہ وعدہ کرے کہ آئندہ پاکیشیا کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے گا تو آپ لیبارٹری تباہ نہیں کریں گے اور سائنسدانوں کو ہلاک نہیں کریں گے اور اس کے انکار کے باوجود آپ لیبارٹری تباہ کرنے کے حق میں نہیں تھے۔ آپ سائنسدانوں کو بچانا چاہتے تھے لیکن جولیا نے جبراً آپ کی جیب سے وائرلیس ڈی چارجر نکال کر لیبارٹری کو خود تباہ کر دیا جبکہ آپ اس سے وائرلیس ڈی چارجر چھیننے کی بھی کوشش کرتے رہے جبکہ صالحہ نے آپ کو اس وقت تک روکے رکھا جب تک جولیا نے لیبارٹری تباہ نہیں کر دی جبکہ آپ نے دانستہ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر

تینوں کو سائنسدان ڈاکٹر شجاعت علی کے ساتھ پاکیشیا بھجوا دیا تھا تاکہ وہ آپ پر دباؤ نہ ڈال سکیں"...... بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ اس بار تو جولیا نے تمہارے کان خوب بھرے ہیں۔ اس نے رپورٹ میں اپنے بارے میں کیا لکھا ہے کہ سیکورٹی ونگ میں اس کی اپنی کارکردگی کیا رہی تھی اور صالحہ کی کیا رہی تھی"۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جولیا نے اس بارے میں بھی پوری تفصیل سے لکھا ہے کہ صالحہ نے کس طرح جیکسن کے نائب ڈیلسز سے خونریز جنگ کی اور ڈیلسز جو مارشل آرٹ کا دیوتا سمجھا جاتا تھا وہ کس طرح صالحہ کے ہاتھوں ہلاک ہوا اور پھر کس طرح صالحہ اس وقت جیکسن کے بیڈروم کے عقبی دروازے سے اندر داخل ہوئی اور اس نے جیکسن پر فائرنگ کر کے اسے ہلاک کر دیا۔ جولیا اس وقت جیکسن سے ہی نبرد آزما تھی۔ جولیا نے صالحہ کی کارکردگی کی تعریف کی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تو پھر اب میری کمزور کارکردگی کا کیا نتیجہ نکلے گا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نتیجہ کیا نکلنا ہے عمران صاحب۔ لیکن جولیا کی یہ رپورٹ پڑھ کر مجھے خدشات لاحق ہو گئے ہیں"...... بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کس قسم کے خدشات"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ آپ بھی بہرحال انسان ہیں۔ اس لئے اب آپ کی کارکردگی کا گراف وقت کے ساتھ ساتھ ڈاؤن نہ ہوتا جائے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر پاکیشیا کے لئے بہت بڑا سانحہ ہوگا"...... بلیک زیرو نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم نے صرف انسان کہا ہے جبکہ تمہیں فانی انسان کہنا چاہئے تھا۔ کوئی انسان ناگزیر نہیں ہوتا۔ میں بھی ایک فانی انسان ہوں۔ اگر ہمارے آباؤ اجداد جنہوں نے یہ ملک بنایا تھا وہ نہیں رہے تو ہم بھی نہیں رہیں گے۔ لیکن تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ ملک صرف عمران کے کاندھوں پر اٹھا ہوا ہے اور اگر عمران نہ رہا تو یہ ملک دھڑام سے نیچے آگرے گا۔ نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس نے یہ دنیا اور مخلوق بنائی ہے وہی قادر مطلق ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور وہ ہے۔ تو پھر تمہارے خدشات بے جا ہیں۔ ہم تم اور ہمارے ساتھی سب ایک مقررہ وقت تک اپنی ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں۔ جب ہم نہیں رہیں گے تو ہماری جگہ کوئی اور آجائے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ ہم سے بھی زیادہ اچھی کارکردگی ظاہر کر دے۔ اس لئے تم جولیا کی رپورٹ کو بہانہ بنا کر چیک دینے سے گریز نہ کرو اور سیدھے ہاتھوں بھاری رقم کا چیک میرے حوالے کر دو"...... عمران نے کہا۔

"بھاری رقم کا۔ وہ کیوں"...... بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"تاکہ میں صحت مند خوراک کھا کر اپنی کمزور کارکردگی کو پھر سے طاقتور کر سکوں اور تمہیں معلوم ہے کہ صحت مند خوراک کے حصول کے لئے آغا سلیمان پاشا کے پچھلے تمام بقایا جات ادا کئے جانے ضروری ہیں اور اس کے لئے ظاہر ہے صرف بھاری نہیں بلکہ بھاری بھرکم رقم چاہئے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ کیا واقعی آپ بلیو باکس لیبارٹری تباہ نہیں کرنا چاہتے تھے"..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اصل میں دانش منزل میں اکیلے رہتے رہتے تمہارے دانش کو اب زنگ لگنے لگ گیا ہے۔ اگر میں اسے تباہ کرنا چاہتا تو میں کیوں ایلا ائم گیس کے ذروں کے ساتھ بم نصب کرتا اور اسلحے کے ذخیروں میں بھی بم رکھتا۔ تم سیکرٹ سروس کے چیف ہو جبکہ جولیا ڈپٹی چیف اور ڈپٹی چیف کی نفسیات یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے چیف کے سامنے معتبر رہنے کے لئے ادھر ادھر کے خدشات پیش کرتی رہے لیکن تم تو چیف ہو۔ تمہیں تو گہرائی میں سوچنا چاہئے۔ میں صرف اس لئے وقت گزار رہا تھا کہ تب تک سائنسدان ڈاکٹر شجاعت علی، آلہ اور ہمارے ساتھی پاکیشیا پہنچ جائیں ورنہ ایکریمیا واقعی سپرپاور ہے۔ اس کے پاس بے پناہ وسائل اور ایجنسیاں ہیں۔ وہ سائنسدان اور ہمارے ساتھیوں کو پاکیشیا پہنچنے سے پہلے دس بار ہلاک کرا سکتا

تھا اور اگر ایسا ہو جاتا تو ہمارے لئے یہ اس سے بڑا سانحہ ہوتا جتنا ایکریمیا کے لئے بلیو باکس لیبارٹری کی تباہی بنا ہوگا۔ باقی رہی یہ بات کہ میں نے صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو کیوں ساتھ بھجوا دیا تو میں چاہتا تھا کہ وہ لیبارٹری کی تباہی سے پہلے پاکیشیا پہنچ جائیں کیونکہ ایکریمیا میں ایک مرد اور دو عورتوں کا گروپ اس قدر توجہ کا مرکز نہیں بن سکتا جتنا صرف چار پانچ مردوں کا بن سکتا تھا"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"عمران صاحب۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ آپ نے میرے ذہن سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا ہے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب تم یہ بوجھ چیک بک پر اتار دو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ چیک کی بات کر رہے ہیں۔ جولیا نے تو تجویز دی ہے کہ آپ پر جرمانہ کیا جائے اور جرمانہ بھی اس نے تجویز کر دیا ہے کہ آپ پوری سیکرٹ سروس کو ہلٹن ہوٹل میں ڈنر دیں اور میں جولیا کی اس تجویز سے متفق ہوں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چیف اور ڈپٹی چیف جہاں متفق ہو جائیں وہاں بے چارہ کمزور سا عمران کیا کر سکتا ہے۔ چلو ڈنر کے خرچ جتنا چیک تو دے دو"۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"یہ ڈنر میری طرف سے ہوگا۔ صالحہ اور تنویر کی اس مشن میں

s4sheikh@gmail.com

شاندار کارکردگی کی خوشی میں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اب کیا کہوں۔ عمران بے چارہ آج تک کارکردگی دکھاتا آیا ہے تو اس کے اعزاز میں ناشتہ تک نہیں دیا گیا جبکہ صالحہ اور تنویر کے اعزاز میں ڈنر دیا جا رہا ہے۔ واقعی کمزور آدمی کو اس دنیا میں کوئی نہیں پوچھتا"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کمزور کو صرف ایک چائے کا کپ ہی مل سکتا ہے بس"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی اس طرح ہنس پڑا جیسے کوئی بے بسی کے عالم میں ہنستا ہے۔

ختم شد